(حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مصنف

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

باہتمام

محمد نواز ہزاروی

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (دوم)
مؤلف	غلام نصیر الدین سیالوی
باہتمام	محمد نواز ہزاروی
کمپوزنگ	غوثیہ کمپوزنگ سینٹر متصل مکتبہ غوثیہ کراچی
سن اشاعت	مئی 2007ء
تعداد	1100
صفحات	410
قیمت	

مکتبہ غوثیہ رجسٹرڈ

بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، متصل دار العلوم غوثیہ
یونیورسٹی روڈ، کراچی 4910584-4926110(9221)

فہرست

مقدمة الکِتَاب

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم

الحمد للّٰہ الذی ارسل الینا سیدالانبیا و المرسلین و بعث فینا حبیبہ الذی ختم بہ النبیین .وعلمہ علوم الاولین والآ خرین .و فضلہ بخصائصہ علی جمیع المقربین والصلوٰۃ والسلام علی سیّدنا و نبیّنا محمد رحمۃ للعالمین قاسم الارزاق و مالک السمٰوٰت والا رضین عالم ماکان وما سیکون الٰی یوم الدین .واسطۃ الخلق و شفیع للمذنبین وعلٰی الہ الطیبین وصحبہ الطاھرین وعلٰی الائمۃ المجتھدین و فقھاء الامۃ الکاملین و علی اولیاء ملتہ المرشدین و علماء اھل السنۃ المھدیین و علینا معھم و بھم اجمعین.

امّا بعد! احقر الانام غلام نصیرالدین سیالوی اپنے برادران اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کافی عرصہ سے بعض احباب کا اصرار تھا۔ کہ مولوی سرفراز صفدر کی کتاب ”عبارات اکابر“ کا مفصل اور مدلل جواب لکھا جائے تو فقیر نے عرصہ تین سال قبل عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اُس میں مولوی سرفراز صاحب کی ہر قابل جواب بات کا تفصیلی جواب پیش کیا۔لیکن اس کے باوجود دیو بندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارتیں بھی ہیں جن پر اُس کتاب میں تبصرہ نہیں ہو سکا۔ اور بعض گستاخانہ عبارات کا اجمالاً ردّ کیا گیا تو بعض احباب نے اِس امر پر توجہ دلائی کہ کتاب کا دوسرا حصہ لکھ کر اُن عبارات کا تفصیلی پوسٹ مارٹم کیا جائے اور جو متنازعہ عبارات پہلے حصے میں زیر بحث نہیں آئیں اُن پر تفصیلی بحث ہونی چاہیے۔ اصل کتاب کے شروع کرنے سے پہلے ہم ایک تمہیدی

گزارش پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اہلسنت اور دیوبندیوں کے درمیان بنیادی اختلاف کا باعث وہ گستاخانہ عبارات ہیں جو علمائے دیوبند کے اکابر نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ اور باوجود علمائے اہلسنت کی طرف سے اتمام حجت کے اُن علماء نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہ کی اور اُن کے بعد آنے والے علمائے دیوبند نے بھی بجائے اس کے کہ اپنے گستاخ اکابر سے قطع تعلق کرتے انہوں نے امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر سب وشتم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس سب وشتم کی وجہ یہ تھی کہ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے گستاخ اکابر پر جو شرعی حکم تھا وہ نافذ فرمایا۔ پس علمائے دیوبند کو یہی غصہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ہمارے اکابر کو کافر کیوں کہا؟ اور اہلسنت والجماعت کو دیوبندی حضرات سے یہ شکوہ ہے کہ انہوں نے حضور سید المرسلین خاتم النبیین جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شان اقدس میں صراحۃً توہین کے کلمات استعمال کیے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کا یہ بھی نظریہ ہے کہ اگر کوئی بریلوی بھی اللہ کے کسی سچے نبی کی شان میں توہین کا مرتکب ہو تو وہ بھی کافر ہے۔

ہمارے مسلک کے مقتدر عالم دین غزالی زماں حضرت احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر التزام کرلے گا ہم اُس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ بریلوی ہو یا دیوبندی، کانگریسی ہو یا ندوی اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔

ہم اہلسنت حضرات کی خدمت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کے بارے میں ماضی قریب کے ایک نامور بزرگ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام سے سوال کیا گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ "اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ارفع شان کے خلاف سب بکنے والا صرف ان عقائد حقہ کی مخالفت کی بنا پر گستاخی کرتا اور سب بکتا ہے جو عقائد کتاب وسنت واجماع امت سے ثابت ہیں جن کا مخالف قطعاً بے ایمان و بے دین ہے۔ چونکہ مجدد ملت نے ان عقائد کو واضح فرمایا اور فرقہ باطلہ کو نیچا دکھایا لہذا ایسی ہستی کے ساتھ عناد مذہب اسلام کے ساتھ عناد ہے اور چونکہ معاند کے پاس بجز بکواس اور سب وشتم اور کوئی دلیل و برہان موجود نہیں جس سے اپنا مذہب ثابت کر سکے تو اس نے ایسی جلیل القدر ملم الثبوت عظیم البرکت ہستی کی شان رفیع میں بکواس بکا ہے۔ اور ظاہر ہے ایسا بکواس بکنے والا کسی دجال کا چیلہ اور بے ایمان ہے جس کی امامت قطعاً ناجائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

بروز جمعۃ المبارک 21 ستمبر 1962

(انوار قمریہ حصہ سوم صفحہ نمبر 183)

نوٹ:

حضور شیخ الاسلام کے اس فتویٰ کے سامنے آجانے کے بعد ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی جو یہ کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جس ہستی کا فتویٰ یہ ہے کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والا دجال، بے ایمان اور شیطان کا چیلہ ہے تو اُن کا اس کے بارے میں کیا نظریہ ہوگا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کا مرتکب ہو؟ اس کتاب کے حصہ اوّل میں ہم نے حضور شیخ الاسلام کے دو فتوے دیوبندیوں کی تکفیر کے بارے میں نقل کیے ہیں۔ ہم قارئین کی مزید تسلی کے لئے حضور شیخ الاسلام کا ایک فتویٰ اور پیش کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

''چونکہ فرقہ لاغیہ وہابیہ صلوٰۃ وسلام علی افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نہیں پڑھتا اور اس فرقے کا مابہ الامتیاز ہے لہذا اسی صلوۃ وسلام کے نہ پڑھنے والے کو وہابی یقیناً کہا جا سکتا ہے اور وہابی فرقہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ علمائے حرمین شریفین ادام اللہ تعالیٰ شرفہما کا فتویٰ موجود ہے کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جن کی امامت وذبیحہ قطعاً حرام ہے ان کے ساتھ تعلقات ازدواجی حرام ہیں''۔ (انوار قمریہ صفحہ نمبر 166 جلد دوم)

اسی سلسلے میں ہم حضور شیخ الاسلام کا ایک اور فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''حق وباطل میں مابہ الامتیاز فقط محبوب کبریا ﷺ کے ساتھ دلی محبت والفت اور دلی تعظیم وتکریم ہے۔ صرف زبانی دعویٰ جو طرز نفاق سے ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جس شخص کے سامنے اُس کے محبوب مکرم ﷺ اور اُس کے محاسن اور اوصاف بیان کئے جائیں اور سن کر اُس کو انبساط اور خوشی حاصل ہو تو وہ دعویٰ محبت والفت اور تعظیم و تکریم میں سچا اور مخلص ہے۔ اور جس مدعی محبت کے سامنے اُس کے محبوب کے اوصاف و محاسن بیان کئے جائیں تو سن کر اس کو رنج وغصہ اور انقباض وحسد اور کینہ کے تاثرات پیدا ہوں تو ظاہر ہے یہ اِس دعویٰ میں جھوٹا اور کاذب ہے۔ محبوب کبریا علیہ الصلوۃ والسلام کے محاسن واوصاف جن میں علوم کلیہ بطریق احاطہ اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا حاضر ناظر ہونا جو مقتضی رحمۃ للعالمین ہے جو شخص، یہ اوصاف عالیہ سن کر خوش ہوتا ہے اس کا دل منبسط ہوتا ہے جب اس محبوب رب اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم گرامی سنتا ہے اس وقت بغرضِ تعظیم اپنی انگلیاں چوم کر آنکھوں پر رکھتا ہے، فرط محبت میں صلوۃ وسلام پڑھتا ہے اور

دست بستہ کھڑا ہو کر پڑھتا ہے تو اس کا یہ طرز اس کے مخلص وصادق ہونے کی بین دلیل ہے۔ اور جو کمبخت بلا دلیل ان تمام امور کا انکار کرتا چلا جاتا ہے تو اُس کا یہ انکار اُس کے زبانی دعویٰ محبت کی تکذیب کے لئے کافی دلیل ہے۔ یہ ہے صادق وکاذب کا مبین امتیازی معیار۔ اس اصل کے ماتحت آپ ہر تقریر یا تحریر کا جائزہ لے کر محب مخلص اور دشمن مبغض کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں''۔ (انوار قمریہ حصہ سوئم صفحہ نمبر 236)

اسی سلسلے میں ہم حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ بھی پیش کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایک امام مسجد ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ حاضر ناظر نہیں ہیں اور آپ ﷺ سے مدد مانگنی حرام ہے۔ اور اولیاء کرام کی نذر ماننا بھی حرام اور شرک ہے۔ اور وہ آدمی تحذیر الناس کی اس عبارت کو صحیح سمجھتا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ ﷺ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور حفظ الایمان کی اس عبارت کو بھی صحیح سمجھتا ہے جو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لئے کل علمِ غیب مانا جائے یا بعض۔ کل علم غیب مانا جائے تو یہ محال ہے اور بعض علم غیب مانا جائے تو اس میں نبی کریم ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی، مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو حاصل ہے۔ گزارش یہ ہے کہ مذکورہ عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ تو حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

''کہ مذکورہ عقائد رکھنے والا کافر وجاہل ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔''

حضرت شیخ الاسلام کے ان تمام مفصل فتووں سے ثابت ہو گیا کہ حضور شیخ الاسلام

کے نزدیک دیوبندی حضرات اپنے گستاخانہ عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

نوٹ:

''حضور شیخ الاسلام کا یہ فتویٰ کتاب مستطاب "دعوت فکر" کے صفحہ 124 پر موجود ہے جو مولانا محمد تابش قصوری صاحب نے لکھی ہے''۔ حضور شیخ الاسلام کے ان تمام فتاویٰ جات کے سامنے آنے کے بعد ان لوگوں کا تردد دور ہو جانا چاہیے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گستاخانہ عبارات پیش کی گئیں اور انہوں نے تکفیر کرنے سے انکار کر دیا۔

نوٹ:

ایک صاحب جو مناظرہ جھنگ میں اہل سنت کی طرف سے معاون بھی تھے وہ اپنی ایک تقریر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام بھی عاشق رسول ﷺ تھے اور اعلیٰ حضرت بھی عاشق رسول ﷺ تھے تو اعلیٰ حضرت نے تکفیر فرمائی حضور شیخ الاسلام نے نہیں فرمائی لہذا میں بھی تکفیر نہیں کرتا۔

حالانکہ یہ صاحب کئی مرتبہ اپنی تقاریر کے اندر وہابیوں و دیوبندیوں کو ذوالخویصرہ کے پیروکار اور منافق قرار دیتے ہیں اور بخاری شریف کی وہ حدیث پاک جس میں نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ذوالخویصرہ کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکلتا ہے اور اس حدیث پاک کا مصداق وہابیوں اور دیوبندیوں کو ٹھہراتے ہیں اور ان کو منافق کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن بعض

اوقات تکفیر کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اپنے ساتھ بعض بزرگان دین کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کا نام بھی لیتے ہیں حالانکہ الصوارم الہندیہ میں ان کا فتویٰ موجود ہے جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی وغیرہ پر حسام الحرمین میں جو احکام کفر دیئے گئے ہیں وہ برحق ہیں اور جو ان احکام کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے۔

اب قارئین حضرات غور فرمائیں اصل حقائق کیا ہیں اور وہ حضرت لوگوں کو کیا باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضور شیخ الاسلام کے چند مزید حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

نمبر 1:

حضرت مولانا بشیر احمد سیالوی صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ راوی ہیں کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کھوکھا میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ دیوبندی کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا میں دیوبندی کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر سمجھتا ہوں۔

نمبر 2:

حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدرس جامعہ محمدی شریف راوی ہیں کہ میں نے حضور شیخ الاسلام سے استفسار کیا کہ کیا دیوبندیوں اور وہابیوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں ہوتی۔ انہوں نے عرض کیا حضور اگر وہ سید ہو تو پھر۔ آپ نے

فرمایا: اگرچہ سید ہی کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

تو جو حضرت بزرگان دین کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں ان کو اپنی اس روش سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور ان اکابرین کا نام اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے عدالت عالیہ اُن کو کذاب قرار دے چکی ہے۔ نیز ایسے لوگوں سے جو گستاخان رسول ﷺ کی تکفیر کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں اور اس کو فرقہ واریت قرار دیتے ہیں ان سے استفسار یہ ہے کہ دیوبندیوں کے اکابر نے جو الفاظ نبی پاک ﷺ کی شان میں استعمال کئے ہیں کیا اُن کے حق میں یہ الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں؟ یا ایسے الفاظ وہ اپنے اساتذہ و دیگر متعلقین کے حق میں مثلاً باپ کے حق میں یا اپنے مرشد کے حق میں برداشت کریں گے؟

مثلاً مولوی اسماعیل نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ''ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' اسی طرح اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''انبیاء و اولیاء ناکارہ لوگ ہیں۔'' اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے کہ ''نبی پاک ﷺ جتنا علم غیب تو پاگلوں اور بچوں کو بھی حاصل ہے'' تو کیا ان صلح کلیت کے دعویداروں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ آپ ذلیل یا ناکارہ ہیں یا آپ کا علم بچوں اور پاگلوں جتنا ہے تو آپ برداشت کر لیں گے؟

اور اگر آپ کو یہ بات منظور ہے تو آپ یہی عبارات اپنے لئے اور اپنے آباء و اجداد کے لئے لکھ کر شائع کریں۔ اور اگر ان الفاظ میں آپ گستاخی سمجھیں اور ان الفاظ کو نہ اپنے لئے برداشت کریں اور نہ اپنے آباء و اجداد کے لئے برداشت کریں تو نبی پاک ﷺ کے لئے

ایسے الفاظ استعمال کرنے والوں سے آپ کی دوستی کیوں ہے؟ جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان'' (سورۃ مجادلہ پارہ 28)

''تم نہیں پاؤ گے اس قوم کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ دوستی کریں ان لوگوں سے جو اللہ اور رسول ﷺ کے مخالف ہوں۔ اگرچہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں ان کے بیٹے ہی کیوں نہ ہوں اور ان کے بھائی اور رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے''۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومن لوگ وہی ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے مخالفوں سے دشمنی رکھے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے دور رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

''اُولئک کتب فی قلوبھم الایمان''

تو اولئک لانے کی حکمت یہ ہے کہ اولئک کے بعد جو حکم لگایا گیا ہے اولئک کا ماقبل اس کے لئے علت ہے۔ جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اولئک علی ھدی من ربھم''

تو اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ زکوۃ دیتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں تو ان کا یہ کام کرنا ہدایت پر ہونے کی دلیل ہے۔

اگر ان الفاظ کو آپ گستاخانہ ہونے کی وجہ سے اپنے لئے اور نہ ہی اپنے اساتذہ و مرشد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں تو پھر نبی پاک ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ

کیوں نہ گستاخی اور بے ادبی والے ہوں گے جن کی شان اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہاری آواز میرے نبی ﷺ کی آواز سے اونچی ہوگئی تو تمہارے سارے اعمال حبط ہو جائیں گے۔

"یا یھا الذین امنوالا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون"

اور اعمال کفر کی وجہ سے حبط ہوتے ہیں۔

"کما قال اللّٰه تعالیٰ .ومن یکفربالا یمان فقد حبط عمله"

جن کی آواز پر آواز بلند کرنا کفر ہو ان کی ذات قدسیہ کو چمار سے ذلیل کہنا، ذرہ ناچیز سے کمتر کہنا اور ان کے مقدس علم کو چار پایوں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینا کیونکر کفر نہیں ہوگا۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی پاک ﷺ کے کپڑے کو میلا کہہ دے تو یہ بھی کفر ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے۔

شفا شریف میں ہے جو نبی پاک ﷺ کے نعلین مبارک کو نعیل کہہ دے وہ بھی کافر ہے۔ بلکہ انور شاہ کشمیری اپنی کتاب "اکفار الملحدین" میں یہ بات لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ

"التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر"

تو حیرت کی بات ہے جن ہستیوں کی اتنی عظمت شان ہو ان کے لئے اتنے غلیظ اور گستاخانہ الفاظ قابل برداشت ہوں اور اپنی ذات کے لئے اور اپنے اساتذہ و آباء واجداد کے لئے نا قابل برداشت ہوں تو پھر ثابت ہو گیا کہ ان کو محبت اپنے اباء سے اپنے اساتذہ سے اپنے مرشد سے اور اپنی ذات سے زیادہ ہے۔ حالانکہ بخاری و

مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔

"لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین"

بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قل ان کان آباء کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیر تکم واموال اقترفتموھا وتجارة تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا اَحب الیکم من اللّٰه و رسوله و جھاد فی سبیله فتر بصوا حتی یاتی اللّٰه بامره"

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

"یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا آباء کم وا خوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم فاولئک ھم الظالمون"

ان آیات اور احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ نبی پاک ﷺ سے محبت ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے۔ تو جن لوگوں کے نزدیک نبی پاک ﷺ کی توہین قابل برداشت ہے اور اپنی توہین اور اپنے اساتذہ کی توہین قابل برداشت نہیں تو ان آیات واحادیث کی روشنی میں وہ اپنا انجام خود سوچ لیں۔

ہم اس سلسلے میں ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ثلث من کن فیه و جد بھن حلاوة الایمان ان یکون اللّٰه و رسوله احب الیه مما سواھما" (بخاری ومسلم)

تین چیزیں جس کے اندر ہوں گی وہ ایمان کے ذائقے کو پالے گا۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت باقی سب سے زیادہ ہو۔

ان تمام آیات واحادیث سے ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ کی محبت ہی عین ایمان

ہے۔اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو چیز دوسروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہی ہے۔ اُن کو نبی پاک ﷺ سے محبت ہر ایک چیز سے زیادہ تھی۔شفا شریف اور دیگر کتب میں مشہور واقعہ موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ جنگ احد سے واپس آرہے تھے کہ ایک عورت نبی پاک ﷺ کے حالات کی خیریت معلوم کرنے کے لئے جارہی تھی۔راستے میں کچھ لوگ ملے انہوں نے بتایا کہ تیرا باپ شہید ہوگیا ہے۔لیکن پھر بھی وہ یہی پوچھتی تھی کی نبی پاک ﷺ کا کیا حال ہے۔کچھ لوگوں نے اسے بتایا کہ تیرا بیٹا شہید ہوگیا ہے پھر بھی اس عورت کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہوئی اور وہ یہی پوچھتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کا کیا حال ہے۔اسی اثنا میں بعض لوگوں نے اسے بتایا کہ تیرا بھائی شہید ہوگیا ہے۔پھر بھی اس نے حسب معمول نبی کریم ﷺ کا حال دریافت کیا اور کہا:

"ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"

پھر اس عورت کو بتایا گیا کہ تیرا خاوند شہید ہوگیا ہے۔پھر بھی اس عورت کو حضور ﷺ کی فکر تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ مجھے آپ ﷺ کے بارے میں بتاؤ آپ کا کیا حال ہے پھر جب نبی پاک ﷺ کا دیدار اس عورت کو نصیب ہوا تو وہ کہنے لگی "کل مصیبة بعدک جلل" یعنی آپ ﷺ کی زیارت کے بعد مجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے الادب المفرد میں ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا پاؤں سن ہوگیا تو انہیں کہا گیا کہ آپ اس ہستی کو یاد کریں جو آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔تو انہوں نے یا محمد اہ کہا تو ان کا پاؤں ٹھیک ہوگیا۔

شفا شریف میں حضرت بلال ؓ کا واقعہ موجود ہے جب آپ کی وفات کا وقت قریب تھا تو ان کی بیوی نے جزع وفزع کا اظہار کرتے ہوئے کہا وا اسفا (ہائے افسوس) تو

حضرت بلال ؓ نے فرمایا:

"واطرباه غدا القى الاحبة محمدا وحزبه"

واہ خوش نصیبی کل میں اپنے پیارے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے جاملوں گا۔یعنی صحابی رسول ﷺ تو موت کو اس لئے پسند کررہے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں سرگوشی فرمائی جس کی وجہ سے وہ رو پڑیں۔کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی جس کو سن کر وہ ہنس پڑیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے آپ رو پڑیں اور بعد میں ہنس پڑیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ کے راز کو فاش نہیں کرتی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ استفسار فرمایا تو حضرت زہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب پہلی سرگوشی فرمائی تو مجھے اپنی وفات کی خبر دی تو میں رو پڑی جب دوبارہ سرگوشی فرمائی تو مجھے میری وفات کی خبر دی اور فرمایا کہ تم سب سے پہلے فوت ہو کر میرے پاس پہنچو گی تو میں ہنس پڑی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک صحابی نے نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد دعا کی کہ اے اللہ میری بینائی سلب کرلے۔کیونکہ آنکھوں کا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے نبی پاک ﷺ کی زیارت کروں جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو اب مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی سلب کرلی۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت و علیک کنت احاذر

سیدنا حسان بن ثابت کما فی ما ثبت بالسنة للشیخ المحقق علیه الرحمة

اسی طرح کا ایک اور واقعہ تمام معتبر تفاسیر میں موجود ہے کہ حضرت سعد ؓ مسلمان ہو گئے تو ان کی والدہ نے بطور احتجاج کھانا پینا ترک کر دیا اور کہا کہ تو جب تک نبی پاک ﷺ کی غلامی کو ترک نہیں کرے گا میں اپنی بھوک ہڑتال جاری رکھوں گی۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں ہرگز سرکار ﷺ کے ساتھ دوبارہ کفر نہیں کر سکتا چاہے تو دنیا سے کوچ ہی کیوں نہ کر جائے میں سرکار علیہ السلام کے دامن کو نہیں چھوڑ سکتا۔

ہم ان مفسرین کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی تفاسیر میں نقل کیا۔

حافظ ابن کثیر نے اس کو اپنی تفسیر میں نقل کیا۔ اس کے علاوہ، خازن، معالم التنزیل، کبیر، نیشا پوری، کشاف، قرطبی اور البحر المحیط میں یہ واقعہ موجود ہے۔ اور کتب احادیث میں سے صحیح مسلم میں بھی اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے۔ مسند ابو یعلی کے اندر یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ حضرت سعد نے اپنی والدہ کو جا کر کہا اگر تیرے جسم کے اندر سو جان ہو اور وہ باری باری تیرے جسم سے نکلتی رہے پھر بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اور میں سرکار علیہ السلام کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

تو اگر ہمارا ایمان بھی ایسا ہو گا جیسا کہ صحابہ کرام کا تھا تو تب ہی ہم ہدایت پانے والوں میں سے ہو سکتے ہیں۔

"کماقال اللہ تبارک و تعالٰی : فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا"

اگر وہ ایسا ایمان لائیں جیسا تم لائے ہو تو ہدایت پانے والے ہو جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یاایها الذین امنوا لا تتخذوا آباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولهم منکم فاولئک هم الظالمون"

تو صحابہ کرام کا عمل اس آیت کے بالکل مطابق تھا جیسا کہ حضرت سعد کا واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر تیرے جسم میں سو جان ہو اور تو تڑپ تڑپ کر مرتی رہے پھر بھی مجھے تیری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ان کے اس تصلب کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سامنے ارشاد باری تعالیٰ تھا۔

"قل ان کان آباء کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها و مساکن ترضونها أحب الیکم من اللّٰه و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی اللّٰه بامره"(توبه پ ۱۰)

آپ ﷺ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم جمع کرتے ہو اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو پسند کرتے ہو اگر تم کو اللہ اور رسول ﷺ اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔

تو اس آیت میں ہمارے لئے بھی سبق ہے کہ ہم اپنی تمام محبوب چیزوں کی محبت کو سرکار علیہ السلام کی محبت سے فروتر سمجھیں۔ اور ہر چیز پر سرکار ﷺ کی محبت اور تعظیم کو فوقیت دیں۔ کیونکہ سرکار ﷺ کی محبت اور تعظیم ہر چیز سے مقدم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یاایها النبی انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا لتومنوا باللّٰه و رسوله و تعزروه وتوقروه و تسبحوه بکرة واصیلا"

"اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو حاضر و ناظر، خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا

تا کہ تم اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور نبی پاک ﷺ کی تعظیم کرو اور آپ ﷺ کا ادب کرو اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو"۔

بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ السلام کا مقام تو ہماری عقول سے بھی بالاتر ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی شان سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ان پہاڑوں کی تعظیم کو ایمان کی علامت قرار دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے پاؤں سے مس ہو جائیں۔ کماقال اللّٰہ تعالٰی

"ان الصفا و المروۃ من شعائر اللّٰہ"

مزید ارشاد فرمایا:

"و من یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب"

بلکہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے نام سے موسوم ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان جانوروں کو بھی اپنی نشانی قرار دیتا ہے جس طرح حج کے موقع پر قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور اس سنت کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے جو جانور قربانی کے لئے لے جائیں ان جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نشانی قرار دیتا ہے۔ کماقال اللّٰہ تبارک تعالٰی:

"و البدنۃ جعلنھا لکم من شعائر اللّٰہ "(سورۃ حج پارہ نمبر 17)

تو جب اونٹوں اور پہاڑوں کی تعظیم متقی ہونے کی دلیل ہے تو پھر نبی پاک ﷺ جن کے دم قدم سے اور جن کے طفیل یہ تمام چیزیں پردہ عدم سے وجود میں آئیں تو پھر آپ ﷺ کی تعظیم کیونکر جان ایمان اور روح ایمان نہیں ہوگی۔

کیونکہ باقی جس کسی کو وجود ملا یا کوئی اور عزت ملی وہ سب سرکار علیہ السلام کے طفیل ہے جب وجود جو تمام کمالات کے لئے علت ہے یہ طفیل سرکار ﷺ حاصل ہوتا ہے تو پھر باقی

کمالات تو بطریق اولیٰ سرکار ﷺ کے طفیل حاصل ہوں گے۔

اسی لئے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے فرمایا:

ہوتے کہاں خلیل و کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

امام اہل سنت ایک اور مقام پر مدح سرا ہیں۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

الغرض اللہ تعالیٰ نے جب طفیلی چیزوں کی اتنی زیادہ تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے تو سرکار ﷺ تو تمام ممکنات کے لئے علت غائی ہیں آپ ﷺ کی تعظیم کس قدر اہم ہوگی۔ اسی لئے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ جب کوئی غیر مسلم طاقت حملہ کرے گی تو وہ یہ نہیں دیکھے گی کہ یہ سنی ہیں، دیوبندی ہیں، بریلوی ہیں یا شیعہ ہیں بلکہ وہ سب کو مسلمان سمجھتے ہوئے ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ حالانکہ اس بارے میں باتیں کرنے والوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریات دین میں سے ہے لہذا غیر مسلم طاقت کے حملے کے پیش نظر ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ ہم کہہ دیں کہ آجکل گستاخ رسول ﷺ باوجود اپنی گستاخیوں کے مسلمان ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا واضح اعلان ہے۔

"ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرة واعد لھم عذابا مھینا" (پارہ نمبر 22)

جولوگ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرماتا ہے اور ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

" واعتدنا للکفرین عذابا مھینا " (پارہ نمبر 6 سورۃ نساء)

ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسی طرح فرمایا۔

"وللکفرین عذاب مھین"

کافروں کے لئے ذلت والا عذاب ہے۔

اور ظاہر بات ہے نبی پاک ﷺ کی شان میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا کہ آپ جیسا علم تو پاگلوں اور بچوں کو بھی حاصل ہے اور آپ کی طرف خیال کرنا گدھے اور بیل کی طرف خیال کرنے سے بدرجہا بدتر ہے (العیاذ باللہ) اور اسی طرح یہ کہنا کہ نبی پاک ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ ہے اس طرح انبیاء، اولیاء، کو شیطان کہنا (العیاذ باللہ) جس طرح حسین علی نے بلغۃ الحیر ان میں لکھا کہ ہر نبی ولی کو طاغوت کہا جا سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

جبکہ طاغوت کا معنی مصباح اللغات میں لکھا ہوا ہے سرکش اور شیطان۔ تو ظاہر بات ہے کہ اس قسم کے الفاظ نبی پاک ﷺ کے لئے ایذا اور تکلیف کا سبب ہیں اور قرآن کی آیات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کو تکلیف

پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دارین میں لعنت فرماتا ہے۔ اور اللہ فرماتا ہے ان کے لئے ہم نے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نیز اس حدیث پاک میں غور کرنا چاہیے کہ نبی پاک علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے علیحدہ غسل کرتے تھے تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ان کے اندام نہانی میں کوئی نقص ہے تبھی یہ لوگوں سے الگ ہو کر غسل کرتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف مں مفصل روایت موجود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یاایھاالذین آمنوا لاتکونوا کالذین آذَوْا موسیٰ فبراہُ اللہ ماقالوا و کان عند اللہ و جیھاً"

اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے قول سے بری فرما دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بہت عزت والے تھے۔

مقام فکر ہے کہ جب کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کے جسم میں نقص ہے ایذا کا موجب ہے تو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ذلیل ہیں، چمار سے بھی حقیر ہیں اور ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔ (العیاذ باللہ) یہ کس قدر ان کی دل آزاری کا باعث ہوگا۔ اسی لئے احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں کو قتل کروا دیا۔ ابوداؤد شریف میں حدیث ہے کہ

" ان یھودیة کان تشتم النبی فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل النبی دمھا"

ایک یہودیہ عورت نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی تو ایک آدمی نے

اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا تو نبی پاک ﷺ نے اس یہودیہ عورت کے خون کو باطل ٹھہرایا اور اس کے قاتل کو کوئی زجر و توبیخ نہیں فرمائی۔

اسی طرح ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ اس نابینا صحابی نے اس کو قتل کر دیا تو سرکار علیہ السلام نے اس گستاخ عورت کے خون کو بھی رائیگاں ٹھہرایا اور اس کے قتل کرنے والے سے کسی قسم کا تعرض نہ فرمایا۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے ایک آدمی جس کا نام ابن اخطل تھا جو سرکار علیہ السلام کی شان میں ہجو آمیز شعر کہا کرتا تھا۔ جب مکہ شریف فتح ہوا تو وہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ نبی پاک کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ ابن اخطل خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر کھڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

" اقتلوه و لو كان متعلقا باستار الكعبة"

اس کو قتل کر دو اگرچہ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر ہی کیوں نہ کھڑا ہو۔

حالانکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے "ومن دخله كان امنا" کہ جو خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا اس نے امن پا لیا۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا ایسا نجس اور پلید ہے کہ کسی طور پر اس کا وجود قابل برداشت نہیں ہے اگرچہ وہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر ہی کیوں نہ کھڑا ہو۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے۔ کعب بن اشرف۔ نے نبی پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

"من لكعب ابن اشرف فانه قد اذى الله ورسوله"

کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ حالانکہ اس نے گستاخی تو نبی پاک ﷺ کی کی تھی لیکن رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" فانه قد اذى الله و رسوله"

اس سے پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کی گستاخی اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہے اور موذیٔ مصطفیٰ موذیٔ خدا ہے۔ سرکار علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے تو حضرت محمد بن مسلمہ نے جا کر اس بدبخت کا کام تمام کر دیا۔

اس طرح ایک آدمی جو سرکار ﷺ کے پاس آتا تھا اور وحی لکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کہا کہ جیسے میں کہہ دوں یہ ویسے ہی لکھوا دیتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے کوئی پیغام لے کر ان کی طرف نہیں آتے۔ یہ بات کرنے کی وجہ سے وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور اس نے جو اسلام کا دعویٰ کیا ہوا تھا وہ چھوڑ دیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ چنانچہ اس کو کئی بار زمین میں دفن کیا گیا مگر ہر بار زمین اس کو نکال کر باہر پھینک دیتی۔ حدیث پاک میں اصل الفاظ اس طرح ہیں۔

"ان رجلا كان يكتب لنبى فارتدعن الاسلام و لحق بالمشركين و قال النبى إن الارض لا تقبله. قال انس اخبرنى ابو طلحة انه اتى الارض التى مات فيها وجده منبوذاً فقال ماشان هذا. قالوا دفناه مراراً فلم تقبله الارض"

(بخاری، مسلم، مشکوۃ)

تو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا

ایسا مردود ہے کہ زمین بھی اس کو قبول نہیں کرتی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین"

''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کو تکلیف پہنچاتے ہیں وہ سب سے بڑے ذلیل ہیں''۔مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم"

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل کیے جائیں گے جیسے ان کے پہلے ذلیل کیے گئے۔تو جب قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا سب سے بڑا کافر ہے تو قرآن وسنت کی تصریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ جب غیر مسلم حملہ کریں گے تو وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ کس فرقے سے متعلق ہے تو ایسی باتیں کرنا قرآن وسنت کی تصریحات کے خلاف ہے اور ان سے بغاوت کے مترادف ہے۔اس طرح غیر مسلم جب حملہ کریں گے تو وہ یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ قادیانی ہیں کہ نہیں۔تو کیا اس دلیل کی رو سے اُن کی تردید بھی ترک کر دی جائے؟ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو مسلمان سمجھنا یا آپ کی ختم نبوت کے منکر کو مسلمان سمجھنا یہ غیر مسلم کی سوچ تو ہو سکتی ہے مسلمان کی نہیں ہو سکتی۔کیونکہ مسلمان کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت موجود ہے کہ

''اے ایمان والو اگر تمہاری آواز میرے نبی کی آواز سے بلند ہوگی تو تمہارے سارے اعمال تباہ ہو جائیں گے۔اور تمہیں پتہ ہی نہیں چلے گا''۔

اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے گا تو اس کے سارے اعمال تباہ ہو جائیں گے''

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو تم میں سے دین سے مرتد ہو جائے۔اور حالتِ کفر ہی میں مر جائے تو اُس کے سارے عمل برباد ہو جائیں گے''۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام کی آواز سے آواز بلند کرنا کفر ہے۔کیونکہ اعمال کفر کی وجہ سے برباد ہوتے ہیں۔تو جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر آواز بلند کرنا کفر ہے تو صراحتاً نبی پاک ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنا کیونکر کفر نہ ہوگا۔تو گویا قرآن کی آیات اور احادیث سے ثابت ہو گیا۔کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔اسی طرح جو گستاخ کے ساتھ محبت رکھے وہ بھی کافر ہے۔جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کہ تم نہیں پاؤ گے اُس قوم کو جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ دوستی رکھے اُن لوگوں سے جو اللہ اور اُس کے رسول کے مخالف ہوں۔اگرچہ اُن کے باپ ہی کیوں نہ ہوں، بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔اور رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔یہی وہ لوگ ہیں۔جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے''۔ (سورہ مجادلہ پارہ 28)

اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا۔اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہرگز مومن نہیں۔

اسی طرح یہ بھی ثابت ہو گیا جو گستاخ لوگوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، وہ بھی کافر ہیں۔اسی طرح تفسیر دُرِ منثور، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن تیمیہ کی الصارم المسلول ان سب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک آدمی کی اونٹنی گم ہو گئی۔تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے۔تو ایک منافق سن کر کہنے لگا۔کہ نبی پاک ﷺ

بتلاتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے حالانکہ آپ ﷺ کو غیب کا کیا پتہ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

"ولئن سالتهم ليقولن انّما كنّا نخوض ونلعب قل اباللّٰه وآياته ورسوله كنتم تستهزءون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم" (سورہ توبہ پارہ 10)

یعنی اگر آپ منافقوں سے پوچھیں کہ تم نے میری شان میں یہ کلمہ کیوں استعمال کیا (کہ نبی پاک علیہ السلام کو غیب کا کیا پتہ) تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ویسے ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ نہیں تھا۔ تم فرما دو۔ کیا تم اللہ کے ساتھ اور اُس کی آیات کے ساتھ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔ بہانے نہ بناؤ تم ایمان کے اظہار کے بعد پھر کافر ہو گئے ہو۔"

تو اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ یوں کہنا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا کیا پتہ۔ یہ کلمہ کفر ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے۔ جب بطور مذاق ایسا کہنے والا کافر ہے۔ تو جو سچ مچ کے طور پر اور اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے کہے کہ غیب کی باتیں اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر، پھر اس کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ دوسری بات اس آیت کریمہ سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مذاق کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"کیا تم اللہ کے ساتھ اور اُس کی آیات کے ساتھ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ مذاق کر رہے تھے"۔

تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ مذاق کرنے کو اپنے ساتھ مذاق کرنا قرار دیا ہے۔ مزید ارشاد فرمایا تم بہانے نہ بناؤ۔ تم ایمان کے دعویٰ کے باوجود کافر ہو

چکے ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے بعد۔ باقی کلمہ گوئی مفید نہیں اور نہ اُس کا کوئی اعتبار ہے۔

نوٹ:

اس آیت کا جو ہم نے شان نزول بیان کیا ہے۔ کہ منافقوں نے کہا کہ نبی پاک ﷺ کو غیب کا کیا پتہ، یہ تفسیر ابن جریر کے اندر موجود ہے۔ اور ابن تیمیہ جو وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ الاسلام ہیں اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ امام ابن جریر اپنی تفسیر میں صحیح سند سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"من يحادد اللّٰه و رسوله فانّ له نار جهنم خالداً فيها"

"یعنی جو آدمی اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے اور اُس سے دشمنی رکھے اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے اُس میں وہ ہمیشہ رہے گا"۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دشمنی رکھنا یہ جہنم کی آگ میں خلود کا باعث ہے۔ اور جہنم کا جو خلود ہے اُس کا باعث کفر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ آج کل بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب فروعی اختلاف ہے۔ اور قرآن کی آیت جو ہم نے پیش کی اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم کرنا اور ادب کرنا یہ ضروریات دین میں سے ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم کرنا یہ جانِ ایمان ہے۔ بلکہ عین ایمان ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور خود دیوبندی علماء نے تسلیم کیا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی ادنیٰ توہین کفر ہے بلکہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن الفاظ سے نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا وہم بھی پیدا ہو جائے۔ اُن کا بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں اُن کا عقیدہ تو ایسا نہیں تھا۔ تو اس بارے میں گزارش یہ ہے۔ کہ گستاخانہ کلمات بولنے والے کا عقیدہ نہیں دیکھا جاتا اور نہ اُس کی نیت پر دارومدار ہوتا ہے۔ بلکہ صرف ظاہری الفاظ کو دیکھا جاتا ہے۔ علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"من تکلم بکلمة الکفر هاذلاً او لاعباً کفر عندالکل ولا اعتبار باعتقاده کما صرح به فی الخانیه"

ترجمہ: جو آدمی بطور مذاق کلمہ کفر بولے یا بطور لہو ولعب بولے، سب فقہا کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور اس کے عقیدے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ بعض دیوبندی فتح القدیر کی عبارت پیش کرتے ہیں کہ اکثر مرتد ہونے کا دارومدار اعتقاد کی تبدیلی پر ہے۔ اسی طرح کی عبارت کشف الاسرار کے اندر بھی موجود ہے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے ۔ یہ عبارتیں اُس شخص کے بارے میں ہیں جو نشے میں ہو۔ یا اسے کلمہ کفر بولنے پر مجبور کر دیا گیا ہو تو اسی "فتح القدیر" میں عبارت موجود ہے۔ و

الرّدة تبنی علی تبدل الاعتقاد ونعلم انّ السکران غیر معتقد لِمَا قال.

ترجمہ: ردّت کا دارومدار اعتقاد کی تبدیلی پر ہے اور ہم جانتے ہیں کہ نشے والا اپنی بات کا معتقد نہیں ہوتا"۔

تو اس تفصیلی عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ فقہاء نے جو فرمایا ہے کہ ارتداد کا

دارومدار اعتقاد پر ہے یہ صرف اس صورت میں ہے کہ کلمہ کفر یہ بولنے والا نشے میں ہو۔ یا مکرہ ہو یعنی اُسے قتل کی دھمکی دی گئی ہو۔ اور فتح القدیر میں یہ عبارت بھی موجود ہے۔

"من هازلَ بکلمة الکفر ارتدّ وان لم یعتقد"

ترجمہ: جو آدمی بطور مذاق بھی کلمہ کفر بولے وہ مرتد ہو جائے گا اگرچہ عقیدہ اُس کا نہ بھی ہو۔

فتح القدیر کی اس عبارت کو دُرِ مختار کے اندر بھی نقل کیا گیا ہے۔ تو فتح القدیر کی مذکورہ بالا عبارت سے وضاحت ہو گئی کہ فتح القدیر کی دوسری عبارت جو وہابی دیوبندی پیش کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ارتداد تب ثابت ہوتا ہے جب اعتقاد بھی ہو۔ ہماری پیش کردہ عبارت سے ثابت ہو گیا کہ وہ عبارت اس صورت پر محمول ہے جب بولنے والا نشے میں ہو۔ اگر یہ مطلب نہ بیان کیا جائے تو دونوں عبارتوں میں تعارض لازم آ جائے گا۔ اسی طرح فتاویٰ رشیدیہ میں رشید احمد گنگوہی فتاوی قاضی خان کے حوالے سے لکھتے ہیں اگر ایک آدمی نے بغیر جبر اور اِکراہ کے کلمہ کفر بولا۔ چاہے اُس کلمہ کے مطابق اُس کا عقیدہ نہ بھی ہو۔ پھر بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اُس کی بیوی اُس سے جدا ہو جائے گی۔ جب گنگوہی نے قاضی خان سے حوالہ پیش کیا اور اُس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ گنگوہی کا بھی یہی نظریہ ہے کہ کافر ہونے کا دارومدار اعتقاد پر نہیں ہے۔ اور گنگوہی کا اپنے بارے میں اعلان ہے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے اور ہدایت ونجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ اور ان عبارات کے سامنے آنے سے اشرف علی تھانوی کے اس مرید کا کافر ہونا بھی ثابت ہو جائے گا جو صبح سے لے کر شام تک کلمہ اسی طرح پڑھتا رہا۔

" لآاله اِلا الله اشرف علی رسول الله"

وہابی علماء اُس کو بچانے کے لئے فقہاء کی عبارات پیش کرتے ہیں کہ کافر ہونے کا دارومدار اعتقاد پر ہے۔تو ہم نے فقہا بلکہ گنگوہی کی عبارات سے ہی ثابت کردیا کہ جب حالت صحو میں کوئی کلمہ کفر بولے۔اور نہ کوئی جبر واکراہ پایا جاتا ہو۔تو ایسے کلمہ کفر کا قائل کافر ہو جاتا ہے جو آدمی یہ کلمہ پڑھ رہا ہے کہ ۔۔

"لاالٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ"

نہ وہ نشے میں ہے اور نہ کوئی اُس کو پھانسی پر لٹکا رہا ہے۔اگر اُس کی زبان اُس کے قابو میں نہیں تھی تو خاموش رہتا۔بتیس (32) دانت کس لئے بنائے گئے ہیں اور زبان کا بہک جانا ایک دو لمحوں کے لئے تو ہوسکتا ہے لیکن صبح سے لے کر شام تک زبان قابو میں نہ رہے یہ بالکل غیر معقول امر ہے۔دوسری گزارش یہ ہے کہ کلمہ شریف کے دو اجزاء ہیں پہلا جز ہے لاالـٰہ الا اللہ،دوسرا جز ہے محمد رسول اللہ. جب وہ کلمہ شریف کے پہلے جز کا تلفظ کرتا ہے تو اس وقت اُس کے منہ سے یہ نہیں نکلتا لاالٰہ الا اشرف علی ۔لیکن جب محمد رسول اللہ کہنے لگتا ہے تو اُس کے منہ سے بجائے محمد کے اشرف علی کا نام نکل جاتا ہے۔تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کلمہ شریف کے دو اجزاء میں سے ایک جز کا تو صحیح تلفظ کرتا ہے اور دوسرے جز کا تلفظ کرتے وقت اُس کی زبان اُس کے قابو میں نہیں رہتی۔بعض وہابی دیوبندی اشرف علی تھانوی کو بچانے کے لئے حضرت شبلی کا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔کہ انھوں نے کلمہ پڑھایا۔

"لاالٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ"

ایک اور واقعہ پیش کرتے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے کلمہ پڑھایا۔لاالٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ ۔اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح بایزید بسطامی نے فرمایا۔سبحانی مااعظم شانی لیس فی جبتی الا اللہ تو وہابی صرف منصب

رسالت پر اکتفا کیوں کرتے ہیں انہیں شطحیات کو بنیاد بنا کر الوہیت کا دعویٰ کریں اور اپنے آپ کو خدا کہلوایا کریں۔کیونکہ منصب رسالت منصب الوہیت سے تو کم ہے۔بہرحال یہاں ضمناً یہ بحث آگئی ورنہ اس بارے میں مفصل تبصرہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں ہم کر چکے ہیں۔نیز اگر کوئی آدمی کسی کو ماں یا بہن کی گالی دے تو وہ اُس کا عقیدہ تو نہیں ہوتا۔لیکن اس کے باوجود وہ شخص جس کو گالی دی گئی ہے وہ سخت بُرا مناتا ہے۔تو جب عام مسلمان کے لئے توہین آمیز کلمات استعمال کرنے والے کے عقیدہ کو نہیں دیکھا جاتا تو نبی پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کو عقیدہ کی صحت کو آڑ بنا کر کیسے بری الذمہ قرار دیا جاسکتا ہے اس طرح تو لوگوں کو کفریات بکنے کا ٹھیکہ مل جائے گا۔جو کسی کے منہ میں آئے گا بک دے گا جب گرفت ہوگی تو کہہ دے گا میرا عقیدہ ٹھیک تھا۔اسی لئے فقہا اور متکلمین نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی معاذ اللہ قرآن مجید نجاست میں پھینک دے یا صلیب پہن لے یا زنار باندھ لے یا بت کو سجدہ کردے اگرچہ وہ دعویٰ کرئے کہ میرا عقیدہ ٹھیک ہے ویسے میں نے یہ افعال کئے ہیں پھر بھی وہ کافر ہوجائے گا۔اُمید ہے دیوبندی علماء سے پوچھا جائے تو وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ ایسے افعال کرنے والا کافر ہے۔

اسی طرح اگر ایک آدمی کسی کو کہتا ہے کہ تو گدھا ہے یا کتا ہے یا خنزیر ہے تو اگرچہ اس کا عقیدہ نہیں ہوتا کہ وہ فی الواقعہ ایسا ہی ہے پھر بھی ان کلمات کو عرف عام میں توہین سمجھا جاتا ہے۔اور جس کے لئے یہ کلمات بولے جائیں وہ بھی اور باقی سننے والے بھی اس سے توہین والا معنی سمجھتے ہیں اور ایسے الفاظ بولنے والے کو گستاخ اور بے ادب اور بدتمیز سمجھتے ہیں۔اور سامعین میں سے کوئی بھی یہ تاویل نہیں کرتا کہ چونکہ اس کا عقیدہ یہ نہیں تھا لہٰذا اس کے یہ کلمات توہین آمیز نہیں قرار دیئے جاسکتے۔جب عام انسان کے بارے میں توہین آمیز کلمات

کے بارے میں عقیدہ نہیں دیکھا جاتا تو جو نبی پاک ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات بولے گا اس کا عقیدہ کیسے دیکھا جائے گا؟ جب قرآن نبی پاک ﷺ کے بارے میں لفظ راعنا بولنا پسند نہیں فرماتا حالانکہ مسلمان صحیح عقیدے سے کہتے تھے لیکن یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی اور بے ادبی کے لئے آڑ بنا لیا تھا حالانکہ اس لفظ کا معنیٰ ٹھیک تھا۔ تو جو الفاظ اپنی صریح دلالت کے لحاظ سے گستاخی پر مشتمل ہوں ان میں یہ تاویل کرنا کہ ہمارا عقیدہ ٹھیک تھا تو یہ کیسے صحیح ہوگا۔ بعض لوگ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی یہ الفاظ سرکار علیہ السلام کے شایان شان نہیں ہیں لیکن پھر اس وجہ سے شرعی حکم لگانے میں تامل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے استاد ہیں یا اور کوئی رشتہ داری ہوتی ہے۔ تو ان کو اس آیت کریمہ میں غور کرنا چاہیے کہ

"الا تتخذوا اباء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان"

(پارہ نمبر 10 سورۃ توبہ)

اے ایمان والو اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں۔

اسی آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون"

جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

نیز شرح عقائد کے اندر ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ امام اشعری ابو علی جبائی کے پاس پڑھتے تھے اور ابو علی جبائی معتزلی تھا تو معتزلی ہونے کی بنا پر اس کا عقیدہ تھا کہ جو چیز بندوں کے حق میں بہتر ہے بندوں کو وہ چیز دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ تو امام اشعری نے جبائی سے پوچھا کہ آپ ان تین بھائیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جن میں سے ایک

عاصی ہو ایک مطیع ہو اور وہ دونوں بالغ ہوں اور تیسرا نابالغ ہو۔ تو جبائی نے کہا کہ عاصی کو سزا ملے گی مطیع جنتی ہو جائے گا اور تیسرا جو نابالغ ہونے کی حالت میں فوت ہو گیا نہ اس کو ثواب ہوگا نہ عقاب ہوگا۔ اس پر امام اشعری نے پوچھا کہ اگر وہ تیسرا کہہ دے کہ یا اللہ تو مجھے اگر بڑا کر کے مارتا میں تیری اطاعت کرتا جنت میں داخل ہو جاتا۔ تو جواب میں جبائی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائے گا کہ مجھے معلوم تھا کہ تو بڑا ہو کر میری نافرمانی کرے گا اس لئے میں نے تجھے بچپن میں ہی مار دیا۔ تو امام اشعری نے کہا کہ اگر نافرمان جس کو جہنم میں بھیجا گیا وہ کہہ دے یا اللہ تو نے مجھے بچپن میں کیوں نہ مار دیا تاکہ میں تیری نافرمانی کر کے جہنم میں نہ جاتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ کیوں کہ اس کے حق میں یہی بہتر تھا کہ اس کو بچپن میں ہی مار دیا جاتا۔ اس کے بعد شرح عقائد کے الفاظ اس طرح ہیں فبھت الجبائی۔ اس کے بعد علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام اشعری نے جبائی اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کی تردید اور تضلیل شروع کر دی۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اگر استاد گمراہ ہو جائے تو اس کا ادب کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ تو پھر سرکار علیہ السلام کی توہین کے باوجود اگر ایک آدمی توہین کرنے والے کی کسی رشتے کی وجہ سے چاہے وہ رشتہ استادی کا ہو یا پیری مریدی والا یا کوئی خونی رشتہ ہو۔ رعایت کرے تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اس کے دل میں نبی پاک ﷺ کی عظمت کم ہے اور ان لوگوں کی عظمت زیادہ ہے جن کی وہ رعایت کر رہا ہے حالانکہ یہ امر ضروریات دین میں سے ہے کہ نبی پاک ﷺ کی تعظیم سب سے بڑھ کر دل میں ہونی چاہیے بلکہ باقی انبیاء علیہم السلام کی نسبت بھی نبی پاک ﷺ کا ادب و احترام دل میں زیادہ ہونا چاہیے لہٰذا جو آدمی بھی سرکار علیہ السلام کی توہین کرنے والوں کی کسی وجہ سے رعایت کرے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج

ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں سے ایک شبہ کا ازالہ بھی کر دینا چاہتا ہوں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ گستاخی پر مبنی کلمات تو ان کے اکابر نے بولے ہیں آجکل کے دیو بندیوں کا کیا قصور ہے۔ تو ان حضرات کو اس آیت کریمہ پر غور کرنا چاہیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز من الاذل"

(سورۃ منافقون پارہ نمبر 28)

وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ چلے گئے تو ہم عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

اب یہ جملہ ایک آدمی عبداللہ بن ابی نے بولا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یقولون جمع کا لفظ استعمال کیا کیونکہ باقی منافقین اپنے رئیس کی اس بات پر راضی تھے۔

تو یہاں بھی یہی صورت حال ہے اکابر دیو بند کی جو کفریات ہیں آجکل کے دیو بندی ان کفریات کو صحیح سمجھتے ہیں اور ان گستاخانہ کلمات کے خلاف جتنے بھی دلائل کیوں نہ پیش کر دیئے جائیں ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ بالکل برحق ہے۔ اس لئے ان پر بھی وہی حکم لگے گا جو ان کے اکابرین پر لگا ہے۔ اسی طرح ارشار باری تعالیٰ ہے:

"اذ قتلتم نفسا فادّارئتم فیھا"

اب ظاہر بات ہے یہ جن یہودیوں کو خطاب کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے تو کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ لیکن چونکہ قتل کرنے والوں کو اپنا بزرگ مانتے تھے اس لئے قتل کی نسبت ان

کی طرف بھی کر دی گئی۔

"انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل"

بے شک تم نے اپنے اوپر ظلم کیا بچھڑے کو خدا بنا کر۔

اب ظاہر بات ہے جن لوگوں کو یہ خطاب ہے ان لوگوں نے تو بچھڑے کی پوجا نہیں کی۔ لیکن چونکہ بچھڑے پوجنے والوں کو یہ اپنا بزرگ سمجھتے تھے اس لئے ان کی طرف بھی نسبت کر دی گئی اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ چونکہ یہ یہودی جن کو اس آیت میں خطاب ہے پرانے یہودیوں سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اس لئے ان کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے وہ جرم جو ان سے سرزد ہوا تھا اس کی اسناد ان کی طرف کر دی گئی۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فلِمَ تقتلون انبیاء اللّٰہ من قبل"

حالانکہ انہوں نے تو کسی نبی کو شہید نہیں کیا۔ چونکہ جن سے انبیاء کو شہید کرنے والا فعل سرزد ہوا وہ ان کے مقتدا اور محبوب ہیں جن کے دور میں قرآن مجید اترا۔ کذا فی القرطبی۔

لہذا اگر بالفرض موجودہ دیو بندیوں سے کفریہ عبارات صادر نہ بھی ہوئی ہوں تو چونکہ کفریہ عبارات لکھنے والوں کو یہ اپنا مقتدا و پیشوا سمجھتے ہیں اس لئے ان کو بھی گستاخ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جو کسی گستاخ کو بزرگ سمجھے، ولی سمجھے، مجدد سمجھے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ جس طرح مرزائیوں کا لاہوری گروپ ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا مجدد مانتا ہے تو جس طرح وہ متفقہ طور پر کافر ہیں چونکہ انہوں نے کافر کو مسلمان سمجھا اسی طرح موجودہ دیو بندی بھی چونکہ کفریات بولنے والوں کو اپنا بزرگ مانتے ہیں تو جو حکم لاہوری گروپ کا ہوگا وہی ان کا بھی ہو گا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ گستاخانہ عبارات لکھنے والے مؤول ہیں لہذا ان کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ دیو بندیوں نے خود لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین میں تاویل کفر سے نجات نہیں دیتی۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اشد العذاب میں لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔لہذا توہین کرنے والا تاویل کرے یا نہ کرے بہر صورت کافر اور مرتد ہے۔

مولوی انور شاہ کشمیری اکفار الملحدین میں لکھتے ہیں:

التاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر۔

اسی طرح اسی کتاب میں کہتے ہیں:

"التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر"

مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

"المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولانظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہٖ"

نیز ان حضرات سے استفسار ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ گستاخانہ عبارتیں لکھنے والے مؤول ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا چاہیے۔تو کیا اگر ان کو کہا جائے کہ آپ چمار سے بھی ذلیل ہیں اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور چوہڑے چمار ہیں اور ناکارہ ہیں اور ولد الحرام ہیں اور آپ کا علم پاگلوں اور جانوروں کی مثل ہے تو کیا وہ ان الفاظ کہنے والوں کی کوئی تاویل قبول کریں گے یا اپنی توہین محسوس کریں گے۔جب عام آدمی کے بارے میں ایسے الفاظ

بولنے والے کی تاویل قبول نہیں تو پھر نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ بولنے والے کی تاویل کیسے قبول ہوسکتی ہے۔جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ لفظ "راعنا" بولنا جو کہ بذات خود ٹھیک ہے حرام قرار دیتا ہے لیکن گستاخ اور بے ادب لوگوں سے اس لفظ کو گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ بنالیا حالانکہ لفظ بذات خود ٹھیک تھا تو جو الفاظ صراحتاً نبی پاک ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی پر دلالت کریں ایسے الفاظ بولنے والے کی تاویل کیونکر قبول ہوسکتی ہے؟

نیز اگر ضروریات دین میں تاویل کفر سے بچاسکتی ہے تو پھر مرزا قادیانی بھی مؤول ہے اس کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے وہ بھی اپنی دعوائے اجرائے نبوت پر آیات سے استدلال کرتا ہے مثلاً

"یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم"

اور آیت کریمہ

"اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس"

تو پھر مرزا کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دیو بندی کفریہ عبارات کو غلط ہی کہہ دیں تو پھر بھی کفر سے بچ جائیں گے۔تو ان سے استفسار کرنا چاہیے کہ اگر کوئی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو غلط کہہ دے لیکن اس کو کافر نہ کہے تو کیا وہ کفر سے بچ جائے گا؟ کیوں کہ جس طرح دعویٰ نبوت نبی پاک ﷺ کے بعد کفر ہے اسی طرح نبی پاک ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنا بھی کفر ہے۔اور دعویٰ نبوت سرکار ﷺ کے بعد اسی لئے کفر ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں توہین کو مستلزم ہے۔تو جب دعویٰ نبوت نبی کریم ﷺ کی توہین ہونے کے سبب کفر ٹھہرا تو پھر نبی پاک ﷺ کی شان میں صریح اور واضح گستاخی اور توہین والے کلمات بولنا کیونکر کفر نہ ہوگا؟

نیز یہ امر قابل غور ہے کہ اگر کسی عام آدمی کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ ذرہ ناچیز سے کمتر ہے یا ناکارہ ہے یا چوہڑا چمار ہے یا چمار سے ذلیل ہے یا اس کا علم بچوں اور پاگلوں جتنا ہے تو ان الفاظ کو بھی غلط تو کہا جائے گا تو پھر فرق کیا ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے لئے ایسے الفاظ بولنا غلط ہوں اور ایک عام آدمی کے لئے ایسے الفاظ بولنا غلط ہو اور نبی پاک ﷺ کے بارے میں بھی ایسے الفاظ بولنا صرف غلط ہی ہو؟ حالانکہ سرکار ﷺ کی شان وہ ہے کہ آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا بھی کفر ہے۔

"کما قال اللہ تبارک و تعالی .ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ"

لہذا سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی صرف غلط نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔ پھر پوری امت کا اجماع ہے جیسا کہ شفا شریف اور الصارم المسلول میں موجود ہے۔

"اجمع المسلمون علی ان شاتمہ' صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ و کفرہ فھو کافر"

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ نیز دیوبندی حضرات کے کفر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرزا قادیانی کے اقوال میں تاویل کرے اور اس کو کافر نہ کہے تو اس کو کافر نہیں سمجھنا چاہیے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند از مفتی عزیز الرحمٰن)

مرتضیٰ حسن دربھنگی کا فتویٰ اشد العذاب میں موجود ہے کہ جو آدمی مرزائیوں کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے۔ اور مفتی عزیز الرحمٰن نے یہ لکھا ہے کہ جو تاویل کرے اور مرزا کو

کافر نہ کہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اسی طرح عبدالماجد دریا آبادی جو اشرف علی تھانوی کا خلیفہ ہے۔ تھانوی صاحب کو ایک خط میں لکھتا ہے کہ شیعوں کو کافر کہنا تو کجا میرا دل تو مرزائیوں کو کافر کہنے سے بھی ہچکچاتا ہے اور میں ان کے بارے میں تاویلیں تلاش کرتا رہتا ہوں۔ (حکیم الامت 259)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندی حضرات مرزائیوں کو بھی کافر نہیں سمجھتے اور ان حوالہ جات سے دیوبندیوں کے اس فریب کا جواب بھی ہو جائے گا جو وہ بعض مشائخ کے نام سے لوگوں کو دیتے ہیں کہ اگر علماء دیوبند گستاخ ہوتے تو فلاں فلاں مشائخ اور بزرگ ان کی تکفیر کرتے کیونکہ اس طرح تو مرزائی بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم کافر ہوتے تو اشرف علی تھانوی کے خلیفہ خاص عبدالماجد دریا آبادی ہماری تکفیر کرتے تو جو جواب دیوبندی حضرات مرزائیوں کو دیں گے وہ ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ اسی طرح جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت کئی مشائخ کرام زندہ موجود تھے مثلاً حضرت شاہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمہ اسی طرح اور کئی اکابر مشائخ لیکن ان حضرات سے مرزائیوں کی تحریری تکفیر کا ہرگز ثبوت نہیں ہے تو کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکرین کو مسلمان سمجھتے تھے اسی طرح اگر کچھ مشائخ کا دیوبندیوں کے بارے میں تحریری طور پر تکفیری فتویٰ نہ بھی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوجاتا کہ وہ گستاخی کرنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہوں کیونکہ تحریری تکفیر ضروری نہیں ہے زبانی تکفیر بھی کافی ہے پھر دیوبندی حضرات کو ہمارا چیلنج ہے کہ ثابت کریں کہ کسی مسلم بزرگ کے سامنے اُن کی متنازعہ عبارات پیش کی گئی ہوں اور اُس نے ان عبارتوں کو درست قرار دیا ہو۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر نے اپنی کتاب عبارات اکابر میں اپنے ایک رسالے

ڈھول کی آواز کے حوالے سے حضرت بابو جی سید غلام محی الدین شاہ صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ اُن سے علماء دیو بند کی نسبت سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ علماء دیو بند دین کا کام کر رہے ہیں جو اُن کے بارے میں کچھ برا کہتا ہے وہ اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالتا ہے ۔اور علماء دیو بند مسلمان ہیں اور میرے والد صاحب کا بھی یہی مسلک تھا۔

تو مولوی سرفراز صاحب کی اس نقل کردہ عبارت کا ہم اس کتاب کے پہلے حصے میں مکمل اور مفصل جواب دے چکے ہیں ۔مزید ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ حضرت بابو جی کی طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو علماء دیو بند کو بُرا کہتا ہے وہ اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالتا ہے ۔تو اس کے بارے میں مزید ہم گزارش کرتے ہیں کی علماء دیو بند کے سب سے بڑے سرخیل مولوی اسماعیل دہلوی صاحب ہیں اُن کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات اولیاء کرام پر چسپاں کیا گیا ہے اور یہ بدترین تحریف قرآن ہے اور بہت بُری تخریب کاری ہے۔ (اعلاءِ کلمۃ اللہ صفحہ 171)

تو اب جو قول سرفراز صاحب نے اُن کی طرف منسوب کیا ہے کہ جو علماء دیو بند کو بُرا کہتا ہے وہ اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالتا ہے پھر لازم آیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنا ایمان خطرے میں ڈالا کیونکہ انہوں نے اسماعیل دہلوی کو بدترین تحریف کا مرتکب قرار دیا لہذا ماننا پڑے گا یہ نسبت جو اُن کی طرف کی گئی ہے یہ افتراء ہے ۔نیز یہ کہنا بھی لغو ہو گیا کہ حضرت بابو جی نے فرمایا کہ میرے حضرت والد صاحب بھی دیو بندیوں کو اچھا جانتے تھے تو پھر جب اُن کی تحریری شہادت موجود ہے کہ اسماعیل دہلوی تخریب قبیح اور تحریف معنوی کا مرتکب ہے تو اس شہادت کے ہوتے ہوئے حضرت بابو جی کیسے کہہ سکتے ہیں کہ علماء دیو بند

دین کے خادم ہیں اور اچھے ہیں ۔اس لئے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اسی کتاب یعنی (اعلاءِ کلمۃ اللہ) میں فرماتے ہیں کہ جو آدمی آیت کریمہ

"قُل انّما انا بشر مثلکم"

اور آیت کریمہ

"قُل انی لا املک لکم ضرا وّ لا رشداً"

کو دیکھتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنی مثل خیال کرنے اور حضور علیہ السلام کے بارے میں کہے کہ آپکو اپنی نجات کا علم نہیں ہے اور آپ کے اختیارات کی نفی کرے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے اور کون سا دیو بندی ہے جو ان آیات کو پڑھ کر حضور علیہ السلام کے اختیارات کی نفی نہ کرتا ہو اور اپنے جیسا بشر نہ سمجھتا ہو ۔لہذا پیر مہر علی شاہ صاحب کے نزدیک علماء دیو بند خود گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں جب اُن کے دیو بندی علماء کے بارے میں یہ اقوال موجود ہیں تو حضرت بابو جی ان اقوال کے ہوتے ہوئے کیسے یہ ارشاد فرما سکتے ہیں کہ میرے والد صاحب علماء دیو بند کو اچھا سمجھتے تھے ۔جب تمام علماء دیو بند تقویۃ الایمانی عقیدہ کے حامل ہیں تو جب تقویۃ الایمان کے بارے میں حضرت کی رائے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں تو پھر اسی کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں کے بارے میں اُن کی رائے کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ دین کے خادم ہیں ۔

حضرت مولانا محب النبی صاحب جو حضرت بابو جی کے دور میں گولڑہ شریف کے مفتی اعظم تھے اُن کا فتویٰ ہم اسی کتاب کے پہلے حصے میں نقل کر چکے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کی علماء اور مشائخ نے جو دیو بندی علماء کی تکفیر کی ہے بندہ کو اس سے مکمل اتفاق ہے ۔اگر مولوی سرفراز صاحب کی یہ بات درست مان لی جائے کہ بابو جی نے فرمایا کہ جو علماء دیو بند کو

بُرا کہتا ہے وہ اپنا ایمان خطرے میں ڈالتا ہے تو پھر لازم آئے گا کہ بابو جی نے ایسے حضرات کو اپنے پاس بطور مفتی رکھا ہوا تھا جو اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے والے تھے کیونکہ مولانا محب النبی صاحب دیوبندیوں کی تکفیر بھی کرتے ہیں اور حضرت بابو جی کی موجودگی میں اُس درگاہ کے مفتی بھی ہیں لہذا جو قول سرفراز صاحب نے اُن کی طرف منسوب کیا ہے اُس کو مان لیا جائے تو حضرت بابو جی کے قول وفعل میں تضاد لازم آتا ہے لہذا یہ نسبت محض جھوٹ ہے۔

نوٹ:

کئی ثقہ حضرات نے ہمیں بیان کیا ہے کہ کئی طلبا جو گولڑہ شریف کے مرید ہوتے تھے تو آپ اُن کو سنی علماء کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتے اور اگر وہ دیوبندی علماء کے پاس زیر تعلیم ہوتے تو آپ اُن کو دیوبندیوں کے پاس پڑھنے سے منع کرتے اور سنی علماء کے پاس پڑھنے کی تلقین کرتے اسی طرح حضرت بابو جی کے خادم خاص سید سکندر شاہ صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت بابو جی وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اور اُن کی اقتداء کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ویسے بھی یہ بات ناقابل یقین ہے کہ غلام اللہ خان جواہر القرآن میں لکھے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مشرک ہیں اور یہ بھی لکھے کہ حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں اور اُن کا کوئی نکاح نہیں ہے تو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اور حضرت بابو جی خود اِن عقائد کے حامل تھے جن کو غلام اللہ نے شرک قرار دیا ہے تو اب دیوبندی مولوی اُن کے عقائد کو مشرکانہ قرار دیں اور اُن کے نکاحوں کو نعوذ باللہ باطل قرار دیں اور وہ ارشاد فرمائیں کہ علماء دیوبند دین کا کام کر رہے ہیں ان کو برا نہیں کہنا چاہیے تو ایسی بات کوئی عقلمند باور نہیں کر سکتا کہ انہوں نے فرمائی ہو اس کے بارے میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

"سبحنک ھذا بُھتان عظیم"

مولوی سرفراز صاحب تقریباً اپنی ہر کتاب میں کہتے ہیں کہ صوفی کی کوئی بات حجت نہیں ہے تو پھر حضرت اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے کیلئے صوفیاء کے حوالے کیوں دیتے ہیں۔ اسی طرح فتاوی رشیدیہ میں گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل شرعیہ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر کرنا بے جا ہے کیونکہ حجت قرآن وسنت اور آئمہ مجتہدین کے اقوال سے ہوتی ہے نہ کہ مشائخ کے قول وفعل سے۔ اس اصول کو دیوبندی علماء ہر وقت اپنے ذہن میں رکھا کریں اور اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے کے لئے اور اپنی گستاخیوں کو صحیح ثابت کرنے کیلئے قرآن کی آیات اور احادیث اور آئمہ مجتہدین کے اقوال پیش کیا کریں نہ کہ صوفیاء کے دامن میں پناہ لیا کریں تا کہ اس آیت کا مصداق نہ بنیں۔

"لم تقولون مالا تفعلون"

"کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون"

اگر دیوبندی حضرات صوفیا حضرات کی باتیں حجت مانتے ہیں تو ہم اُن کے مرکزی پیر حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کے چند اقوال پیش کرتے ہیں۔ تو کیا اُن پر عمل کرتے ہوئے اہلسنت حضرات کو یہ بدعتی و مشرک کہنا چھوڑ دیں گے۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

1۔ قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ 5)

حاجی صاحب مزید ارشاد فرماتے ہیں۔ وقت قیام کے اعتقاد تولد نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بازمان ومکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

اسی طرح حاجی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی ہے یعنی وسعتِ علم واتصال روحانی پر مبنی ہے۔

"لہ الخلق والامر"

عالم امر مقید بجہت وطرف، قرب وبعد وغیرہ نہیں۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔ (شمائم امدادیہ صفحہ 97)(امدادیہ المشتاق صفحہ 59)

اسی طرح حاجی صاحب کا ایک اور قول ملاحظہ ہو۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا اُن کو ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیہ صفحہ 115 امدادیہ المشتاق صفحہ 6)

لیکن حاجی صاحب کے ان تمام ارشادات کے باوجود تمام دیوبندی حضرات بالعموم اور سرفراز خان صاحب صفدر بالخصوص ان عقائد کو مشرکانہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حاجی صاحب صوفی تھے اُن کی بات حجت نہیں ہے۔ ان عقائد کے باوجود حاجی صاحب کو مشرک نہیں کہتے لیکن اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے کے لئے مشائخ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔ جب ہم مشائخ کی باتوں سے استدلال کریں تو اُن کی باتیں حجت نہیں ہوتیں۔ لیکن خود اُن کو ضرورت پیش آجائے تو پھر اُن کی باتیں حجت ہو جاتی ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب عبارات اکابر میں حضرت میاں شیر میاں صاحب شرقپوری کی طرف منسوب کیا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا ہے کہ دیوبند میں چار نوری وجود جلوہ گر ہیں۔ ہم مولوی صاحب کے اِس قول کا اور استدلال کا مکمل ومفصل جواب اس کتاب کے پہلے حصے میں دے چکے ہیں۔ ہم اُن کی مزید تشفی کے لئے دربار شرقپور شریف کے مفتی

اعظم کا فتویٰ پیش کرتے ہیں۔

مفتی اعظم شرقپور شریف کا فتوی

وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ نجدیہ اور فرقہ نیچریہ غلام خانیہ ایسے عقائد مذکورہ بالا رکھنے والے جو تمام اہل اسلام کو مشرک وکافر کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے عقائد متذکرہ بالا کی وجہ سے اور باعتبار نسبت شرک وکفر کرنے کے طرف اہل اسلام کے خود کافر مشرک ہو چکے ہیں باعتبار مجموعہ امرین اور باعتبار ہر ایک امر کے ایسے عقائد رکھنے والوں سے تمام اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔ میل جول، غم، شادی، قبر، جنازہ، سب میں احتراز کریں۔ اور حکم قرآن مجید

"فلا تقعد بعدالذکری مع القوم الظلمین"

کے عامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور ایسے لوگوں کی اقتداء کرنا نماز میں ہرگز جائز نہیں اور ان کو مدارس اسلامی میں مقرر کرنا ظلم عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

حررہ محمد عبدالسبحان عفی عنہ المنان۔ مفتی مدرسہ جامعہ حضرت ولی برحق میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز مجددی نقشبندی شرقپور شریف۔

نوٹ: منقول از کتاب دیوبندی مذہب (صفحہ 637) مصنفہ مولانا غلام مہر علی صاحب

نوٹ: رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سلمہٗ کا ذکر کرنا مسائل شرعیہ میں بے جا ہے حاجی صاحب مفتی نہیں ہیں۔ حاجی صاحب کو چاہیے کہ مسائل ہم سے پوچھا کریں۔ اسی لئے ہم نے دربار عالیہ شرقپور

شریف کے مفتی اعظم کا فتویٰ پیش کیا ہے۔تا کہ دیوبندی حضرات کی مزید تسلی ہو جائے کہ مشائخ کے درباروں پر جو مفتی ہیں اور (بقول گنگوہی صاحب مفتی کی بات حجت ہوتی ہے نہ کہ صوفیائے کرام کی) اِن مفتیوں کا فتویٰ بھی اُن کی تکفیر کا موجود ہے۔لہذا سرفراز صاحب اور دیگر دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ ایسے فتاوٰی جات پر عمل کریں۔کیونکہ ہم تو اُن کی تسلی چاہتے ہیں جس طرح ہو جائے۔

نوٹ: گستاخانہ عبارات کی بحث میں جب دیوبندی حضرات ہر طرف سے عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے اکابرین کے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے گستاخی سے برأت کا اظہار کیا۔مثلاً قاسم نانوتوی پر الزام ہے کہ اس نے نبی پاک ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔اس کے جواب میں دیوبندی حضرات اس کی وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں اس نے ختم نبوت زمانی کے انکار کو کفر قرار دیا۔تو اس سلسلہ میں ہم انہی کے ایک بہت بڑے بزرگ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اشد العذاب میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو خاتم النبیین نبی بمعنی آخر النبیین کا انکار کیا ہے تو جب تک اُس کی اِس انکار سے توبہ نہ دکھائی جائے اس وقت تک اس کو ختم نبوت کا اقرار کرنا مفید نہیں۔ (اشد العذاب صفحہ 11)

دیکھئے دیوبندی حضرات مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ کرنے کی بنا پر کافر سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی نے 1898 میں یا 1900 میں نبوت کا دعویٰ کیا۔اور اسی قادیانی کا ایک اشتہار ہے جس میں لکھتا ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ (اشتہار اکتوبر 1918)

اسی طرح اپنے ایک اور کتابچہ میں لکھتا ہے کہ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو

دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ 3)

اسی طرح اپنی ایک اور کتاب "ازالہ اوہام" میں کہتا ہے کہ محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعویٰ نبوت لازم آ گیا۔تو دیوبندی حضرات مرزا قادیانی کی ان عبارات کو دیکھتے ہوئے اس کو ختم نبوت کا قائل مان لیں گے؟ اور اس کی تردید و تکفیر نہیں کریں گے؟

جس طرح قادیانی کے ان متضاد اقوال کے باوجود اس کو مدعی نبوت اور کافر قرار دیا جاتا ہے اسی طرح قاسم نانوتوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ کو بھی متضاد عبارات کی وجہ سے کفر سے بَری قرار نہیں دیا جا سکتا۔یا پھر دکھایا جائے کہ آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنے کو اس نے جو خیالِ عوام قرار دیا تھا اور یہ معنی لینے کی وجہ سے کلام الٰہی میں بے ربطی اور بے ارتباطی کا دعویٰ کیا تھا اس بات سے اس نے توبہ کر لی ہے۔

اسی طرح تھانوی صاحب کی جو عبارت تھی کہ حضور جتنا علم تو بچوں اور پاگلوں کو بھی حاصل تھا...... (العیاذ باللہ) جب تک تھانوی صاحب کی توبہ اس عبارت سے نہ دکھائی جائے اس کی برأت نہیں ہو سکتی۔اور اس نے بسط البنان کے اندر جو عبارت لکھی ہے کہ جو آدمی حضور ﷺ کے علم کو بچوں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دے یا صراحتاً یا اشارۃً کوئی ایسی بات کرے یا اس کا عقیدہ یہ ہو یا عقیدہ نہ بھی ہو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔وہ تنقیص کرتا ہے فخر دو عالم ﷺ کی اور تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی۔یہ تھانوی نے گویا اپنے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا۔

ایک اور شبے کا ازالہ

یہاں ہمارے بعض قارئین کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کوئی عاقل آدمی اپنے آپ کو کیسے کافر کہہ سکتا ہے۔ تو گزارش ہے کہ کوئی عاقل واقعی اپنے آپ کو کافر نہیں کہہ سکتا لیکن مشہور مقولہ ہے!" خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے"

جس طرح مرزا قادیانی نبوت کا مدعی بھی ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں۔ جس طرح مرزا قادیانی نے اپنی تکفیر خود کر دی اسی طرح تھانوی اور نانوتوی نے اپنی تکفیر خود کر دی۔ اس کی ایک اور مثال قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

سارے دیوبندی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کافر ہے اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے لیکن مولوی احمد علی لاہوری جو دیوبندیوں کے شیخ التفسیر تھے وہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی۔ اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری 1957)

نوٹ: مولوی احمد علی کی اس بات کو نقل کرنے والے مولوی عامر عثمانی ہیں جو دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے ہیں اور دیوبندیوں کے شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی کے شاگرد رشید بھی ہیں۔

اب دیکھئے کہ ختم نبوت کے منکرین کو کافر بھی کہا جاتا ہے اور خود بھی نبوت کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اسی طرح مرزا قادیانی کو کافر بھی کہا جاتا ہے اور اس کو نبی بھی مان رہے ہیں۔

اسی طرح مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ شیطان اور ملک

الموت کا علم پوری روئے زمین کو محیط ہے اور نبی پاک ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ اور اگر افضل ہونا ہی اعلمیت کو مستلزم ہے تو مولوی عبدالسمیع اپنے آپ میں شیطان سے زیادہ علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔

اور المہند میں جو مولوی خلیل احمد کی ہی تصنیف ہے اس میں وہ خود لکھتا ہے (جب اس سے علمائے حرمین نے سوال کیا کہ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم نبی پاک ﷺ کے علم سے زیادہ ہے اور کیا یہ مسئلہ تم نے کسی کتاب میں لکھا ہے) جواباً کہتا ہے کہ اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ جو آدمی حضور ﷺ سے کسی کو زیادہ عالم مانے وہ کافر ہے اور آپ علیہ السلام کا علم کائنات کے اسرار وغیرہ کے بارے میں تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔

دیکھئے ایک کتاب میں کہا کہ اگر افضل ہونے سے زیادہ عالم ہونا لازم آجاتا ہے تو ہر مسلمان شیطان سے افضل ہے تو پھر چاہیے کہ شیطان سے زیادہ عالم ہو جائے۔ اور دوسری کتاب میں کہہ رہا ہے جو نبی پاک ﷺ سے زیادہ کسی کو عالم مانے وہ کافر ہے اور ایک کتاب میں کہا ہے شیطان کو پوری روئے زمین کا علم محیط ہے اور سرکار ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

لہٰذا اس سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کی عبارات میں تضاد ہے اور متضاد عبارتوں کی وجہ سے جو ان پر کفر کا حکم لگا ہے وہ نہیں اُٹھ سکتا۔

وہابیوں کے ایک اور فریب کا جواب

بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ بریلوی عبارت کے سیاق وسباق کو نہیں دیکھتے بلکہ صرف چند فقرے پکڑ کر حکم کفر لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ اسی کتاب میں سرکار ﷺ کی تعریف

بھی ہوتی ہے لیکن وہ تعریفی کلمات کو نہیں دیکھتے۔ جواباً انہی کے بزرگ عالم کا حوالہ پیش کرتے ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کی نبوت بھی کشید کر لی تھی کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر لکڑی رکھ کر ایک دھاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے پلانے والا کہے گا کہ بھائی دس سیر دودھ کے 800 تولے ہوئے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہیں دیکھو اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور نیچے چار انچ گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی بوٹی کے سبب پلید ہو گیا۔

(بحوالہ علمائے حق پرست کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب صفحہ نمبر 81)

تو بالکل یہی حال دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات کا ہے کہ ان کی کتابوں کے اندر بھی باقی جتنی ہی اچھی باتیں کیوں نہ ہوں اس سور کی بوٹی نے ان ساری باتوں کو خراب کر دیا۔

نوٹ: مولوی احمد علی لاہوری نے یہ بات اس وقت لکھی جب اس نے مولوی مودودی کی چند عبارات پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ تو مودودیوں نے کہا تھا کہ دیوبندی ہماری عبارات کا سیاق وسباق نہیں دیکھتے۔ بس چند عبارات کو دیکھ کر حکم کفر لگا دیتے ہیں۔ ہماری کتاب میں اچھی باتیں بھی ہیں ان کو دیکھ کر حکم لگانا چاہیے۔ اس وقت احمد علی لاہوری صاحب نے یہ جواب دیا جو ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے۔ لہذا دیوبندیوں کو مولوی احمد علی لاہوری کا بیان کردہ اصول ہر وقت یاد رکھنا چاہیے کیونکہ وہ ان کے نبی بھی ہیں اور اپنے

نبی کی بات پر عمل کرنا چاہیے۔

اسی سلسلے میں ہم ایک مزید حوالہ پیش کرتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اور دیوبندی علماء کے سرخیل مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے اگرچہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو۔ اور صاف انکار کرنے سے تبری بھی کرتا ہو۔ مثلاً قرآن مجید کے محرف و نا قابل اعتبار ہونے پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے جس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے۔ پھر باوجود اس کے اپنی عبارت کو غلط مان کر اُس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا۔ مگر تحریف قرآن سے تبری کرتا ہے اس تبری کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ وہ باتفاق وباجماع کافر و مرتد ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں نہ اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز ہے۔ (کفر واسلام کی حقیقت صفحہ نمبر 29)

مفتی شفیع کی اس منقولہ عبارت سے یہ ثابت ہو گیا۔ اگر کسی سے کوئی کفریہ بات صادر ہو جائے اگرچہ کفریہ عبارات سے انکار بھی کرتا ہو۔ لیکن اس کی وہ کفریہ عبارت بدستور موجود ہو تو جب تک اس کفریہ عبارت سے رجوع نہ کرے تو صرف انکار کرنے سے وہ بری نہیں ہو سکتا۔

اسی ضمن میں ہم ایک اور عبارت بھی پیش کرتے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص کسی خاندان کی بڑی تعریف کرے کہ آپ کا خاندان بہت ہی شریف ہے اور آپ کے والد صاحب بزرگ آدمی ہیں اور آپ کے دادا صاحب ماشاءاللہ قابل زیارت ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دے کہ میں نے بعض لوگوں سے یہ سنا ہے کہ آپ حرام زادے ہیں تو کیا اس آخری فقرے سے اُس شخص کا دل جل نہیں جائے گا۔

(علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی صفحہ نمبر 56)

توان مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوگیا۔ کہ جب کسی شخص کی عبارت میں توہین ثابت ہو جائے تو جب تک وہ اس عبارت سے توبہ نہ کرے تو چاہے اس عبارت کے علاوہ پوری کتاب تعریف سے بھری ہوئی کیوں نہ ہو۔ تو وہ پوری کتاب اس توہینی عبارت کی فردِ جرم کونہیں مٹاسکتی۔

مفتی شفیع صاحب ہی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل وتحریف کرے جو اس اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کرے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے۔ (کفرواسلام کی حقیقت صفحہ نمبر 12)

اسی سلسلے میں انور شاہ کشمیری کے ملفوظات کا حوالہ ہم اسی کتاب کے پہلے حصے میں دے چکے ہیں کہ اس نے کہا کہ جب ایک جگہ توہینی کلمات ثابت ہو جائیں تو ہزاروں مدحیہ کلمات بھی فائدہ نہیں پہنچاسکتے جب تک ان سے توبہ نہ دکھائی جائے۔

نیز یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب ایک آدمی کفریہ کلمہ بولے اور کچھ لوگ اس کلمہ کی تائید کریں اور اس کو کفر نہ سمجھیں تو وہ کفریہ کلمہ سب کی طرف منسوب ہوگا اور یہی سمجھا جائے گا کہ سب کا یہی عقیدہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قالت الیھود عزیر ن ابن اللّٰہ"

حالانکہ یہ کلمہ چند لوگوں نے بولا تھا۔ لیکن چونکہ بعد میں آنے والے یہودی اس کلمے کے قائل کو اپنی جماعت کا ایک فرد سمجھتے تھے اور اس کلمے کے قائل کو کافر نہیں سمجھتے تھے تو اس قول کی نسبت سب کی طرف کردی گئی حالانکہ اس قول کے مطابق عقیدہ ان کا نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اس کلمہ کے قائل کو وہ اپنا بزرگ مانتے تھے اس لئے ان کی طرف بھی یہ بات

منسوب کردی گئی۔ چونکہ آج کل کے دیوبندی کفریہ عبارات بولنے والوں کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اس لئے اگرچہ یہ لوگ دعویٰ کریں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں پھر بھی چونکہ گستاخیاں کرنے والوں کو اپنا بزرگ مانتے ہیں لہٰذا ان کو بھی گستاخ سمجھا جائے گا۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے گستاخانہ عبارات لکھنے والوں نے دل میں توبہ کرلی ہو۔ جواباً گزارش ہے کہ علانیہ گناہ کی توبہ بھی علانیہ ہونی چاہیے۔ حدیث پاک کے اندر آتا ہے۔ اگر تم ظاہر گناہ کرو تو اس کی اعلانیہ توبہ کرو اور اگر تم مخفی گناہ کرو تو اس کی چھپ کر توبہ کرو۔ (طبرانی، کنزالعمال، سند حسن ہے)

اسی طرح اگر بغیر دلیل کے توبہ ثابت ہو جاتی ہے تو پھر مرزا قادیانی کی تکفیر سے بھی کف لسان کرنا پڑے گا کیونکہ یہاں بھی یہ ممکن ہے کہ اس نے دل میں توبہ کرلی ہو۔

اسی طرح بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا قبر میں پوچھا جائے گا کہ تم دیوبندی اکابر کو کافر سمجھتے تھے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ قبر میں صرف تین سوال ہوں گے۔

"من ربک؟ مادینک؟ ماتقول فی ھذا الرجل؟"

ان سوالات میں تو پہلے انبیاء کا ذکر بھی نہیں ہے۔ فرشتوں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ تو کیا پھر اُن کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اور نبی بھی ہیں اور فرشتے بھی موجود ہیں؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ تین سوال بندے کے ایمان کا اجمالی امتحان ہیں۔ اور

اس امتحان میں وہی کامیاب ہوگا جو قرآن کو مانتا ہوگا اور قرآن میں پہلے انبیاء کا ذکر بھی ہے اور فرشتوں کا ذکر بھی ہے۔اور قرآن مجید کے اندر یہ بھی موجود ہے کہ

"لاتجدقوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان" (سورۃ مجادلہ پارہ نمبر 28)

ترجمہ: تم نہیں پاؤ گے اس قوم کو جس کا اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہو کہ وہ دوستی رکھیں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھیں۔اگر چہ وہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں یا بیٹے ہی کیوں نہ ہو یا بھائی اور رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوگیا کہ نبی پاک ﷺ کے گستاخوں سے محبت کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔کیونکہ جہاں اولئک کا ذکر آتا ہے وہاں کئی حکمتیں ہوتی ہیں۔من جملہ ان حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اولئک سے پہلے جو چیزیں مذکور ہوتی ہیں وہ اولئک کے بعد آنے والے حکم کی علت ہوتی ہیں۔مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعن ھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا"

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول گرامی کو ایذا اور تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

او۔یہ بات اجلی بدیہیات میں سے ہے کی گستاخانہ عبارات نبی پاک ﷺ کے لئے ایذا اور تکلیف کا موجب ہیں۔کیونکہ گستاخانہ عبارات ان آیات قرآنی کے خلاف ہیں

جن میں نبی پاک ﷺ کے ادب اور تعظیم وتوقیر کی تلقین کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو ایذا دینے والوں کے لئے ذلت والا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واعتدنا للکفرین عذاباً الیماً"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وللکفرین عذاب مھین"

نیز گزارش یہ ہے کہ اگر قبر کے تین سوالوں سے مراد یہی ہے بس انہی تین امور پر اعتقاد رکھنا کافی ہے تو پھر ان تین سوالوں میں قرآن اور پہلی کتابوں کا ذکر نہیں ہے تو پھر کیا پہلی کتابوں اور قرآن مجید کا بھی انکار کر دیا جائے؟لہذا ثابت ہوگیا کہ جو سوال ہے ماربک. اس سے صاف ظاہر ہے کہ دین کے جو بھی ماخذ ہیں ان پر بھی عقیدہ ہونا چاہیے۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے۔جواباً گزارش ہے کہ جو لوگ یہ تلقین کرتے ہیں وہ خود مرزائیوں اور شیعوں کو برا کہتے ہیں تو ثابت ہوگیا یہ جو جملہ ہے کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے اس پر ان کا اپنا عمل بھی نہیں ہے۔نیز ان لوگوں کو برا نہیں کہنا چاہیے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر کریں۔نیز جو لوگ تلقین کریں کہ کسی کو بُرا نہیں کہنا چاہیے اگر ان کے والدین کو بُرا کہا جائے تو کیا وہ برداشت کر لیں گے اور اپنے والدین کے بارے میں توہین آمیز کلمات بولنے والے کی مذمت نہیں کریں گے؟ اور اس کے خلاف جوابی کارروائی نہیں کریں گے؟ حالانکہ کسی کے والد کی تعظیم کرنا ضروریات دین میں سے نہیں ہے اور انبیاء کرام کی تعظیم کرنا قرآن وسنت اور اجماع کی رو سے ضروریات دین میں سے ہے۔بلکہ خود توہین کرنے والوں کے علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا

ضروریات دین میں سے ہے ملاحظہ ہو! (اکفار الملحدین، اشد العذاب)

تو جب اپنے والدین، استاد، یا پیر کی توہین ہمارے لئے قابل برداشت نہیں تو انبیا علیہم السلام جن پر ہمارے والدین قربان ہیں ان کی توہین کیونکر قابل برداشت ہو سکتی ہے؟ کما قال حسان بن ثابت۔

فان ابی ووالدتی و عرضی

لعرض محمد منکم وقاء

نیز یہ لوگ تلقین کرتے ہیں کسی کو بُرا نہ کہو اور سرکار علیہ السلام حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیتے تھے کہ مشرکین کی ہجو کرو۔ تمہارا ان کی ہجو کرنا تیروں اور تیزوں سے زیادہ موثر ہے کمافی البخاری۔ حدیث پاک میں منقول ہے کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

"ھجا ھم حسان فشفیٰ واشتفیٰ"

حسان نے کافروں کی ہجو کی خود بھی شفا پائی اور مسلمانوں کو بھی شفا بخشی۔

(ابوداؤد مسند امام احمد)

حضرت حسان خود فرماتے ہے:

ھجوتَ محمداً فاجبت عنه

وعند الله فی ذلک الجزاء

(مسلم شریف)

نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان کو دعا دی:

"اللھم ایده بروح القدس لا یزال الله یؤیدک مانافحت عن الله ر سوله" (بخاری شریف)

ترجمہ: اے اللہ جبرائیل کے ذریعے حضرت حسان کی تائید فرما۔ پھر حضرت حسان کو ارشاد فرمایا جب تک تو اللہ اور رسول کا دفاع کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ تیری تائید کرتا رہے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی کافر ہو یا مسلمان ہمیں خواہ مخواہ کسی کو کافر کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسے لوگوں کے جواب میں ہم ادریس کاندھلوی کا حوالہ پیش کرتے ہیں جو دیو بندیوں کے اکابرین میں سے تھے۔ کوثر نیاری روزنامہ جنگ مطبوعہ 1990. 12 ربیع الاول کے کالم میں لکھتے ہیں کہ ادریس کاندھلوی نے کہا اعلیٰ حضرت کی بخشش ان فتوؤں کی وجہ سے ہو جائے گی جو انہوں نے دیو بندیوں پر لگائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا چل احمد رضا ہم نے تجھے معاف کر دیا کہ جب تو نے سمجھا کہ ان بڑے بڑے علماء کی عبارتوں میں میرے نبی پاک ﷺ کی توہین ہے تو نے ان کو بھی کافر کہہ دیا اسی عمل کی وجہ سے ہم تیری بخشش کرتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ گستاخانِ رسول ﷺ کی تکفیر کرنا بخشش کا موجب ہے۔ اب جس کو اپنی بخشش مطلوب ہوگی وہ ان کی تکفیر کرے گا اور جس کو اپنی بخشش نہیں مطلوب ہوگی وہ نہیں کرے گا۔

نیز جو لوگ یہ کہتے ہیں کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے وہ لوگ مرزائیوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ اگر کافر سمجھتے ہیں تو پھر ان کا یہ کلیہ ٹوٹ گیا اور اگر کافر نہیں سمجھتے تو پھر خود کافر ہو گئے جس طرح مرزائیوں کا لاہوری گروپ ہے۔ چونکہ وہ مرزا قادیانی کو مجدد مانتا ہے لہذا وہ کافر ہے

مولوی سرفراز صاحب صفدر نے اپنی کتاب عبارات اکابر میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی جس کی طبیعت خان صاحب بریلوی سے ملتی جلتی تھی نے کسی سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حاجی۔ تو اس پر اس شخص نے کہا کی حاجی بروزن جاجی جاجی کے معنی ہوتے ہیں کمان کے۔ کمان بروزن گمان۔ اور گمان کے معنی شک ہیں اور شک

بروزن سگ کے۔لہذا ثابت ہوا کہ تم کتے ہو۔کاش محقق گکھڑ ایسے لطیفے بیان کرنے سے پہلے ابن شیر خدا مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی کتاب اشد العذاب کا مطالعہ فرمالیتے وہ اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر 14 پر لکھتے ہیں۔اگر خان صاحب کے نزدیک علماء دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان کی تکفیر فرض تھی کیونکہ اگر ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہوجاتے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

مولوی سرفراز صاحب بار بار اس عبارت کو پڑھیں اور توبہ کریں کہ ایسی لغو حکایات بیان کرنا علماء کہلانے والوں کو زیب نہیں دیتا۔

نوٹ: مولوی سرفراز صاحب نے جو چاچی اور حاجی صاحب والی بات نقل کی ہے اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اس آدمی نے حاجی کو لفظوں کے ہیر پھیر سے کتا ثابت کردیا تھا اسی طرح اعلیٰ حضرت بریلوی بھی لوگوں کو کھینچ تان کر خواہ مخواہ کافر بنادیتے ہیں اس کے جواب میں ہم نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کی عبارت پیش کی کہ دربھنگی صاحب کہہ رہے ہیں کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیوں کو اس لئے کافر کہا کہ انہوں نے دیوبندیوں کو کافر سمجھا اور اگر ان کو کافر سمجھنے کے باوجود کافر نہ کہتے تو خود کافر ہوجاتے۔تو مولوی صاحب کو چاہیے کہ خود بھی اس پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔

نوٹ: یہاں تک مقدمہ ختم ہوا۔اب ہم دیوبندیوں کی ان عبارات پر کچھ مفصل تبصرہ کریں گے جن پر پہلے حصے میں ذرا اختصار کے ساتھ تبصرہ کیا گیا تھا۔

باب اول

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔اور اسی کتاب میں لکھتا ہے سب انبیاء، اولیاء، پیر و شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور ہمارے بھائی۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم ان کے چھوٹے بھائی ہوئے۔

اب ہم قارئین کے سامنے چند احادیث پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہوجائے گا کہ انبیاء کرام کی تعظیم بڑے بھائی جتنی قرار دینا یہ صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر 1:

اس ضمن میں ہم جو پہلی حدیث پاک پیش کررہے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ ایک صحابی حضرت سعید بن المعلی نماز پڑھ رہے تھے۔نبی پاک ﷺ نے ان کو یاد فرمایا۔پوری نماز مکمل ادا کرنے کے بعد حاضر ہوئے۔نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم فوراً کیوں نہیں آئے انہوں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَلَم یَقُل اللہ استجیبوا للّٰہِ و للرسول اذا دعاکم"

کیا اللہ کا ارشاد نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول گرامی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دو۔جب بھی نبی پاک ﷺ تمہیں بلائیں۔ (بخاری شریف جلد اول)

اس آیت وحدیث سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے بلانے پر نماز کو چھوڑ دینا واجب ہے۔کیونکہ نبی پاک ﷺ صحابی کو یہ تلقین کررہے ہیں کہ جب بھی میرا

فرمان تم کو پہنچے تمہیں چاہیے کہ پہلے میری بارگاہ میں حاضری دو۔ آپ ﷺ نے آیت سے استدلال فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر تم نماز کی حالت میں ہی کیوں نہ ہوں تو پہلے میرے حبیب کی بارگاہ میں حاضری دو۔

تو اس حدیث پاک سے صراحتاً ثابت ہوا کہ اگر نبی پاک ﷺ کا مقام بڑے بھائی جتنا ہوتا تو آپ ﷺ کی خاطر نماز کے چھوڑنا جائز نہ ہوتا کیونکہ بڑے بھائی کی خاطر نماز کو نہیں چھوڑا جاسکتا اسی طرح کا واقعہ ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب سے بھی منقول ہے۔

حدیث نمبر 2:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

اذا قعد احدکم فی الصلوٰۃ فلیقل التحیات للّٰہ و الصلوات و الطیبٰت السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللّٰہ و برکاتۃ"

یہ حدیث پاک صحاح ستہ میں موجود ہے۔ کہ "جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو اس کو کہنا چاہیے کہ تمام مالی عبادتیں، قولی عبادتیں اور فعلی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں"۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کی نبی پاک ﷺ کو نماز میں سلام دینا واجب ہے۔ حالانکہ بڑے بھائی کو نماز میں سلام دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور نبی پاک علیہ السلام کی بارگاہ میں جب تک سلام نہ کرلیا جائے نماز ناقص ہوتی ہے۔ اور یہ سرکار علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو نماز میں سلام دینا واجب ہے۔

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں، امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی

نے تفسیر مظہری میں اس کو نبی پاک ﷺ کے خصائص میں سے قرار دیا ہے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

یہی مضمون نسیم الریاض اور زرقانی میں بھی موجود ہے۔

مولوی زکریا سہارنپوری نے اوجز المسالک میں اور مولوی خلیل احمد نے بذل المجہود میں یہی لکھا ہے کہ یہ نبی پاک ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کو سلام دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

نوٹ: یہی مضمون مدارج النبوت، کرمانی، ابن بطال، عون المعبود، تیسیر القاری اور صاوی میں بھی موجود ہے۔ مرقات شرح مشکوۃ اور طیبی شرح مشکوۃ کے اندر بھی اسی مضمون کی عبارات موجود ہیں۔

نوٹ: یہ سلام بطور حکایت نہیں بلکہ بطور انشاء ہے ملاحظہ ہو۔ درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، البحر الرائق، مراقی الفلاح، طحطاوی، الدرالمنتقیٰ، ان سب کتب میں یہ تصریح موجود ہے کہ سلام دینے والا اپنی طرف سے سلام پیش کرے نہ کہ واقعہ معراج کی حکایت کرے۔

حدیث نمبر3:

امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے مشکل الآثار میں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اور مولا علی نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ تو سرکار علیہ السلام ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرماتے رہے حتیٰ کی سورج غروب ہو گیا۔ جب سرکار علیہ السلام بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے علی کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے دعا کی۔

"اللھم ان علیا کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس"

اے اللہ علی تیری اطاعت میں تھا تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس پر سورج کو لوٹا دے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اگر حضرت علی ؓ کے دل میں نبی پاک ﷺ کی اتنی فضیلت ہوتی جتنی بڑے بھائی کی ہوتی ہے تو آپ کبھی نبی پاک ﷺ کی خاطر نماز عصر کو قضا نہ فرماتے۔

نوٹ: اس حدیث کو امام طحاوی نے مشکل الآثار میں صحیح قرار دیا ہے علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شفا شریف میں صحیح قرار دیا ہے۔ بشری اللبیب اور الزاہر الباسم کے اندر بھی اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب تسکین الصدور میں ایک واقعہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر روایت کی سند میں محمد بن حمید رازی ہوتا جو کذاب ہے تو قاضی عیاض اس سے ہرگز استدلال نہ کرتے۔

نوٹ: مولوی سرفراز صاحب نے تسکین الصدور میں ایک واقعہ نقل کیا تھا کہ امام مالک سے ابو جعفر منصور نے پوچھا کہ کیا میں روضہ اقدس کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟ تو امام مالک نے فرمایا۔

"لِمَ تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلۃ ابیک آدم"

تو اس پر فریق مخالف نے اعتراض کیا کہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن حمید رازی ہے جو کذاب ہے۔ تو مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اس واقعہ کی سند میں محمد بن حمید رازی ہوتا تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس سے استدلال نہ کرتے۔

لیکن اپنی کتاب "دل کا سرور" میں ہماری اس پیش کردہ حدیث پر سخت جرح کرتے ہیں۔ تو اس وقت ان کو اپنا یہ کلیہ اور ضابطہ یاد نہیں رہتا کہ اگر اس واقعہ کی سند میں کوئی راوی کذاب یا وضاع ہوتا تو قاضی عیاض اس کو نقل نہ کرتے اور نہ اس کی تصحیح کرتے۔

علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور مولانا موصوف اپنی کتاب احسن الکلام کے صفحہ نمبر 216 پر فرماتے ہیں کہ اگر علامہ نور الدین ہیثمی کو حدیث کی صحت اور سقم کی پرکھ نہیں تھی تو اور کس کو تھی، (۱) تو امید ہے حضرت یہاں بھی کرم فرمائیں گے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس حدیث کو ازالۃ الخفا میں نقل فرمایا اور صحیح قرار دیا ہے۔ صفحہ 271 جلد دوم اور علامہ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے ابوالفتح ازدی اور ابوزرعہ عراقی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ زرقانی اور علامہ مغلطائی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

نوٹ: جو حضرات اس حدیث پاک کی صحت کے مزید حوالہ جات دیکھنا چاہتے ہوں تو وہ ہماری اسی کتاب کے حصہ اول کا مطالعہ فرمائیں۔

---

(۱) مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب تسکین الصدور میں لکھتے ہیں کہ علامہ ہیثمی نرے ناقل اور جامع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کے پرکھنے کا قوی ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں علامہ زرقانی اور علامہ ہیثمی کا تساہل ثابت نہیں۔ جب یہ دونوں بزرگ اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں پھر حضرت تسلیم کیوں نہیں کرتے۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا۔ مثلاً امام احمد ابن حنبل، ابن جوزی اور ابن کثیر نے اس حدیث کی صحت پر کلام کیا ہے۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

"امّا قول الامام احمد و جماعة من الحفاظ بوضعه فالظاهر انه وقع لهم من طريق بعض الكذابين و الا فطرقه السابقة يتعذر معها الحكم عليه بالضعف فضلا عن الوضع"

ترجمہ: امام احمد وغیرہ حفاظ کا اس حدیث کو موضوع قرار دینا پس ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے بعض ایسی اسناد کی وجہ سے موضوع قرار دیا ہے جن میں بعض راوی کذاب تھے ورنہ اس کی کئی سندیں ایسی ہیں جن پر امام احمد اور دوسرے حفاظ کا اس حدیث کو موضوع کہنا ظاہر یہ ہے کہ بعض اسانید میں کذاب راویوں کے واقع ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اُس کے سابقہ طرق کی وجہ سے اُس پر ضعیف ہونے کا حکم لگانا بھی مشکل ہے۔ چہ جائیکہ اُسے موضوع قرار دیا جائے۔

حدیث نمر 4:

حضرت انس ؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور اصحاب کرام آپ کو ارد گرد سے گھیرے ہوئے تھے۔ اور ہر صحابی یہی خواہش کرتا تھا کہ نبی پاک ﷺ کا بال مبارک میرے حصے میں آئے۔ اصل عربی الفاظ اس طرح ہیں۔

لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و الحلاق يحلقه

واطاف به اصحابه فمايريدون ان تقع شعرة الاّ في يد رجل. (بخاری شریف)

وجہ استدلال: اگر صحابہ کرام کے دل میں نبی پاک ﷺ کی اتنی ہی عزت ہوتی جتنی بڑے بھائی کے لئے ہوتی ہے تو نبی پاک ﷺ کے بالوں کی اتنی تعظیم نہ کرتے۔

حدیث نمبر 5:

بخاری شریف کے اندر آتا ہے کہ

كان النبى عليه السلام اذا توضا كادوا يقتتلو ن على وضوئه۔

جب نبی پاک ﷺ وضو فرماتے تو قریب ہوتا کہ صحابہ کرام ؓ آپ کے وضو کے پانی پر آپس میں لڑ پڑیں۔ اگر اصحاب کرام ؓ نبی پاک علیہ السلام کا ایسا ہی احترام کرتے جتنا بڑے بھائی کے لئے ہوتا ہے تو وہ نبی پاک ﷺ کے اعضائے مبارکہ سے لگ کر نیچے گرنے والے پانی کی اتنی تعظیم نہ کرتے۔

حدیث نمبر 6: ترجمہ:

حضرت سفینہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فصد لگوایا اور میرے دادا جان کو حکم فرمایا کہ اس خون کو کہیں باہر پھینک آؤ مگر انہوں نے اسے پی لیا۔ جب نبی پاک ﷺ نے پوچھا۔ کہ کہاں پھینک آئے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پی لیا ہے۔ تو آپ نے اُس کے اس فعل پر انکار نہیں فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ (شعب الایمان بیہقی ج:5)

وجہ استدلال: اگر صحابہ کرام کے دل میں نبی پاک ﷺ کا اتنا ہی احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کے لئے ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ کا خون مبارک نہ پیتے۔

حدیث نمبر 7:

امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری ؓ کے والد حضرت مالک بن سنان نے اُحد کے دن نبی پاک ﷺ کا خون مبارک پی لیا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُن کو فرمایا تمہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی اپنی اوسط میں نقل کیا ہے اور مجمع الزوائد جلد نمبر 8 صفحہ 270 پر ہے اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں جس کو سب محدثین نے ضعیف کہا ہو۔

نوٹ: اگر کسی حدیث کی سند میں ایسا راوی ہو جس کو بعض محدثین ثقہ کہیں اور بعض ضعیف کہیں تو ایسے راوی کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ مولوی سرفراز صفدر نے اپنی کتاب "اخفاء الذکر" میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے اس روایت کو طبرانی والی حدیث کی سند کے علاوہ دوسری سند سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 8:

حضرت عبداللہ ابن زبیر نے نبی پاک ﷺ کا خون مبارک پیا۔ اس حدیث کو امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں بیان کیا ہے۔ اور سندِ بزار، مستدرک للحاکم جلد تین صفحہ نمبر 554۔ معجم کبیر طبرانی جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 189 امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مناہل الصفا میں فرمایا کہ اس کی سند عمدہ ہے۔

حدیث نمبر 9:

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ نبی پاک ﷺ رات کو اُٹھے اور آپ ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں رات کو اُٹھی مجھے پیاس لگی

ہوئی تھی۔ پس میں نے برتن میں جو کچھ تھا اُسے پی لیا۔ تو جب صبح ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ کہ برتن میں جو کچھ ہے اُسے اُنڈیل دو۔ میں عرض کی یارسول اللہ میں نے تو اس کو پی لیا ہے۔ تو آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا۔ تیرے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا۔

شفا شریف میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث پاک دار قطنی اور ابویعلی میں بھی موجود ہے۔ نیز نسیم الریاض، مواہب لدنیہ اور زرقانی کے اندر بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر 10:

مصنف عبدالرزاق میں حدیث مبارکہ ہے۔ کہ نبی پاک ﷺ ایک لکڑی کے پیالے میں پیشاب کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تشریف لائے اور پیالے میں کچھ بھی نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت برکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ وہ پیشاب جو پیالے میں تھا کدھر ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اُسے پی لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تجھے کبھی کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

نوٹ: وہابی حضرات کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا وہی درجہ ہے جو بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔ تو کیا کبھی انہوں نے بڑے بھائی کا بول یا خون پیا ہے؟

حدیث نمبر 11:

حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ جب نبی پاک ﷺ ناک مبارک صاف فرماتے تو صحابہ کرام ؓ ناک مبارک کی ریزش کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔ (بخاری شریف)

وجہ استدلال: اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک ﷺ کی اتنی ہی فضیلت

جانتے جتنی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ نبی پاک ﷺ کی اس قدر تعظیم نہ کرتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، فتح الباری میں اور علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:

"قد تکاثرت الادلة علیٰ طهارة فضلاته صلی الله علیه و آله وسلم"

اسی مضمون کی عبارت علامہ علی قاری نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں نقل کی ہے۔

حدیث نمبر 12:

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مرضِ وصال میں مبتلا تھے تو سوموار والے دن صبح کی نماز کے وقت آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اُٹھایا تو صحابہ کرام کو دیکھا۔ کہ وہ نماز میں مصروف ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ جماعت کرا رہے ہیں۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ صحابہ کرام ؓ اپنی نمازیں توڑ بیٹھتے۔

نوٹ: یہ روایت بخاری شریف میں ہے۔

وجہ استدلال:

اگر صحابہ کرام ؓ کے دل میں نبی کریم ﷺ کا اتنا ہی احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کا ہوتا ہے تو اُن کی یہ کیفیت نہ ہوتی کہ نبی پاک ﷺ کی خاطر نماز توڑنے کو تیار ہو جائیں۔

حدیث نمبر 13:

حضرت کعب بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ جن دنوں نبی پاک ﷺ مجھ سے ناراض تھے اور میرا بائیکاٹ کرایا ہوا تھا۔ جب میں سنتیں پڑھنے لگتا تو نظریں چُرا کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھتا۔ جب میں متوجہ ہوتا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام توجہ ہٹا لیتے اور جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام میری طرف دیکھتے۔ (بخاری شریف)

وجہ استدلال: اگر حضرت کعب بن مالک ؓ کے دل میں اتنی عزت ہوتی جتنی بڑے بھائی کے لئے ہوتی ہے تو نماز جیسی اہم عبادت میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ نہ کرتے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرنا اگر گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدتر ہوتا اور شرک کی طرف لے جانے والا ہوتا جس طرح اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے تو حضرت کعب ابن مالک ؓ جن سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے ہی ناراض تھے تو اُن کو سوچنا چاہیے تھا کہ جب جنگ تبوک میں عدم شرکت کی وجہ سے جو کفر و شرک نہیں ہے بلکہ صرف گناہ ہے۔ پھر جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرنا نماز میں مجھے شرک کی طرف لے جائے گا۔ تو وہ امر تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزید ناراضی کا موجب ہوگا کیونکہ آپ ایک نسبتاً کم گناہ پر اتنے ناراض ہیں تو ارتکاب شرک پر تو مزید ناراض ہوں گے۔ حضرت کعب بن مالک کے ذہن میں ایسا خیال نہیں آیا۔ تو پتہ چلا کہ صحابہ کرام ؓ کے نزدیک نماز میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرنا تکمیل نماز کا موجب ہے نہ کہ مفسدِ نماز ہے۔

حدیث نمبر 14:

حضرت سہل ابن سعد ساعدی ﷜ سے مروی ہے۔ کہ نبی پاک ﷺ ایک قبیلے میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام ﷡ کی جماعت قائم ہو چکی تھی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷜ مصلّٰی امامت پر کھڑے تھے۔ تو صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے اور اپنے امام کو متوجہ کرنے کے لئے کہ تم مصلّٰی امامت کو چھوڑ دو کہ اصل امام آگئے ہیں تالیاں بجائیں۔ اپنے دائیں ہاتھ کے اندرونی حصے کو بائیں ہاتھ کے ظاہری حصے پر مارا۔ حضرت صدیق اکبر ﷜ نے جب دیکھا کہ صحابہ کرام تالیاں بجا رہے ہیں تو آپ پیچھے ہٹ آئے اور مصلّٰی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خالی کر دیا۔ جبکہ آپ ﷺ نے حکم بھی دیا کہ تم جماعت کراتے رہو۔ میں تمہارے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہوں۔ لیکن پھر بھی وہ دوبارہ مصلّٰی امامت پر کھڑے نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ بعد میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ تم نماز پڑھاتے رہو تو پھر تم نے کیوں نہیں نماز پڑھائی؟ عرض کی کہ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر کو یہ کہاں سے حق حاصل ہے کہ اللہ کے رسول کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

(یہ روایت بھی بخاری شریف کے اندر موجود ہے)

وجہ استدلال:

اگر صحابہ کرام ﷡ کے دل میں آپ ﷺ کے لئے اتنا ہی احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کے لئے ہوتا ہے تو ہرگز نماز میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تعظیم نہ کرتے اور نہ صدیق اکبر ﷜ مذکورہ بالا جواب عرض کرتے۔

حدیث نمبر 15:

ابن ماجہ اور نسائی شریف میں حدیث ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے لئے والد کے قائم مقام ہوں۔ اور اس حدیث پاک کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَازْوَاجُہٗ اُمّھَاتُھُمْ"

ظاہر بات ہے کہ بڑے بھائی کی بیوی کو ماں نہیں کہا جاتا۔ بلکہ باپ کی بیوی کو ماں کہا جاتا ہے۔ مولانا محمد عمر صاحب نے بھی یہ حدیث مقیاس حنفیت میں پیش کی تھی۔ مولوی سرفراز صاحب جو اثیم ہیں انہوں نے اس حدیث پاک کا کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ اُن کا فرض تھا کہ جب عبارات اکابر لکھ رہے تھے تو اپنے اکابر کی عبارات پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتے اور اعتراضات کے ضمن میں جو آیات یا حدیثیں پیش کی گئی تھیں اُن کا صحیح محمل متعین کرتے۔

(حضرت چونکہ باعتراف خود اثیم تھے اور اثیم سے کسی کارِ خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی)

نوٹ: سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"انماانالکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم"

یہ تشبیہ صرف اعرف ہونے کی بنا پر دی گئی ہے۔ جس طرح ہم درود شریف میں پڑھتے ہیں۔

"اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلّیت"

حالانکہ نبی کریم ﷺ پر جو صلوٰۃ اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے وہ اس صلوٰۃ سے افضل اور اعلیٰ ہے جو اس نے ابراہیم ؑ پر بھیجی۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انا ارسلنا رسولا شاهد اعلیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا"

تو یہاں بھی صرف تشبیہ شہرت کی وجہ سے ہے یہ وجہ نہیں کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہے ورنہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وحرمت سے والد کی عزت وحرمت کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر والدین بھی نبی پاک ﷺ سے بغض رکھتے ہوں تو ان سے بھی دلی محبت رکھنا حرام ہے اور ایمان کے منافی ہے۔ بلکہ ان سے بغض رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ!

"لاتجد قوماً یومنون باللہ و الیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانو ا اباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشیرتهم اولئک کتب فی قلوبهم الایمان"

حدیث نمبر 16:

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت خباب ؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی پاک ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرماتے تھے۔ تو آپ ؓ نے فرمایا ہاں! پوچھا گیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلتا تھا؟ فرمایا کہ سرکار ﷺ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

وجہ استدلال: اگر صحابہ کرام ؓ کو نبی پاک ﷺ کا اتنا احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کا ہوتا ہے تو ان کی توجہ کا مرکز نبی پاک ﷺ کا چہرہ انور نہ ہوتا۔

حدیث نمبر 17:

حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کو محبوب رکھتے کہ سرکار ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہوں۔ اصل عربی الفاظ اس طرح ہیں۔

کنااذاصلینا خلف النبی علیه السلام احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه. (مسلم، مشکوٰۃ)

وجہ استدلال: اگر صحابہ کرام ؓ کے دل میں نبی پاک ﷺ کا اتنا احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کا ہوتا ہے تو وہ نماز میں اس قدر اہتمام نہ فرماتے اور اس امر کی خواہش نہ کرتے کہ سرکار علیہ السلام کی نظر مبارک پہلے ہمارے اوپر واقع ہو۔

حدیث نمبر 18:

حضرت عتبان بن مالک انصاری ؓ سرکار علیہ السلام کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ میرے گھر میں جلوہ افروز ہوں اور دو رکعت نفل ادا فرمائیں تا کہ جس جگہ آپ نفل ادا فرمائیں میں اسی جگہ کو اپنے لئے نماز کے لئے منتخب کروں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کی استدعا کو شرف قبولیت بخشا۔ (بخاری و مسلم)

وجہ استدلال: اگر عتبان بن مالک ؓ کے دل میں سرکار ﷺ کا اتنا احترام ہوتا جتنا بڑے بھائی کے لئے ہوتا ہے تو وہ سرکار ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یہ گزارش نہ کرتے۔

نیز یہ امر قابل غور ہے کہ صحابہ کرام ؓ سرکار علیہ السلام کی خاطر اپنے بھائیوں کو بلکہ ماں باپ کو بھی چھوڑنے پر تیار ہو جاتے۔ جس طرح حضرت سعد ؓ کا واقعہ ہم نے مقدمہ کتاب میں نقل کیا ہے کہ وہ سرکار کی غلامی میں داخل ہوئے۔ ان کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی اور کہا کہ جب تک تو نبی پاک ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے اور آپ کی نبوت کا انکار نہ کرے میں اس وقت تک کچھ بھی کھاؤں پیوں گی نہیں۔ تو حضرت سعد ؓ نے فرمایا اگر تیری سو جان ہو اور باری باری نکلتی رہے پھر بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں سرکار علیہ السلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی طرح زید بن حارثہ ؓ جب سرکار علیہ السلام کے پاس حاضر تھے تو ان

کے والد اور چچا ان کو لینے کے لئے آئے لیکن وہ ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اسی طرح جس عورت کا خاوند، باپ، بیٹا، بھائی جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن اس عورت کو کوئی پرواہ نہیں تھی وہ یہی پوچھ رہی تھی کہ نبی رحمت ﷺ کا کیا حال ہے؟ جب اس عورت کو سرکار ﷺ کی خیریت کا علم ہوا اور سرکار ﷺ کی زیارت کر لی تو کہنے لگی۔ **کل مصیبۃ بعدک جلل** کہ آپ ﷺ کے بعد تمام مصیبتیں ہیچ ہیں۔

الغرض اس قسم کی سینکڑوں احادیث اور آثار ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام ؓ کے دل میں نبی پاک ﷺ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ تھی۔ نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بارے میں فرمایا:

ان الصفا و المروۃ من شعائر اللّٰہ.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و من یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب.

جب صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کی تعظیم مومن ہونے کی علامت ہے کیونکہ یہ دونوں پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بننے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے قدم لگے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ہاجرہ کے سعی کرنے کے وجہ سے ان پہاڑیوں کی سعی کرنی اللہ تعالیٰ نے واجب فرما دی۔

جب حضرت ہاجرہ کے پاؤں لگنے کی وجہ سے پہاڑیوں کی تعظیم مومن ہونے کی دلیل ہے تو پھر نبی پاک ﷺ جو سب انبیاء کے بھی سردار ہیں ان کا ادب صرف بڑے بھائی جتنا ہوگا؟ نیز اگر نبی پاک علیہ السلام کا رتبہ بڑے بھائی جتنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات

نہ ہوتے!

ومارميت اذ رميت ولكن الله رمى.

نیز ارشاد فرمایا:

ان الذين يبايعونک انما يبايعون الله يدالله فوق ايديهم۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انهم لفی سکرتهم يعمهون.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقيله يارب.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد.

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن يطع الرسول فقد اطاع الله اور

من يعص الله و رسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً.

نیز ارشاد باری ہے:

فلا وربک لايومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم.

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ماکان لمومن ولا لمومنة اذا قضى الله و رسوله امراً ان يكون لهم

الخیرۃ من امرھم۔

مزید ارشاد باری ہے:

والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم.

نیز ارشاد فرمایا:

الم تکن ارض اللہ واسعة.

الغرض جس ہستی کا اللہ تعالیٰ یہ رتبہ بیان کرے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے ظاہر ہے تو کیا ان کی تعظیم بڑے بھائی جتنی واجب ہوگی؟

مولوی سرفراز کے پیش کردہ دلائل کا جواب

مولوی سرفراز خان صفدر نے اسماعیل کی اس بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کہ انبیاء علیہم السلام بڑے بھائی ہیں اور ان کو بھائی کہنا اور یہ کہنا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے چند روایات پیش کیں ہیں جن میں سے اکثر کا جواب ہم اسی کتاب کے حصہ اول میں دے چکے ہیں۔ دو روایات کا جواب پہلے حصے میں نہیں دیا جا سکا اب یہاں ان روایات کا جواب پیش کیا جاتا ہے۔

مولوی سرفراز کی پیش کردہ پہلی روایت کا جواب

مولوی سرفراز نے جامع ترمذی سے ایک روایت پیش کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

اشرکنا یا اخی فی دعوٰتک ولا تنسنا.

کہ میرے بھائی ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھنا اور بھول نہ جانا۔

مولوی سرفراز صاحب کا استدلال یہ کہ جب سرکار نے خود فرمایا کہ اے عمر تو میرا بھائی ہے تو اگر ہم بھائی کہہ لیں تو کون سی گستاخی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سرکار کا یہ فرمان تواضع پر محمول ہے۔ مثلاً نانوتوی اپنے بارے میں تحذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ میں کودک ناداں ہوں۔ چنانچہ ان کی پوری عبارت اس طرح ہے۔ اگر بوجہ کم التفاتی مضمون کا فہم کسی مضمون تک نہیں پہنچا اور ایک طفل نادان نے ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟ گاہ باشد کہ کودک ناداں بغلط برہدف زند تیرے۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ نانوتوی صاحب نے خود تسلیم کیا کہ وہ کودک ناداں تھے لہذا وہ واقعی کودک ناداں ہیں۔

مولوی سرفراز کی پیش کردہ روایت ثانی اور اس کا جواب

مولوی سرفراز نے حدیث نقل کی ہے کہ سرکار نے فرمایا:

وددنا انا راینا اخواننا قالوا یارسول اللہ ولسنا اخوانک قال انتم اصحابی لکن اخوانی الذین یاتون بعدکم.

تو اس کے جواب میں ہم بھی یہی گزارش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا یہ فرمان عالیشان بھی تواضع پر محمول ہے اسی طرح آپ ﷺ کا حضرت زید کو فرمانا

اُنت اخونا و مولانا.

جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے تو یہ بھی تواضع پر محمول ہے۔

نوٹ: اگر وہابیہ کے استدلال کا یہی حال رہا تو ہمیں خدشہ ہے کہ وہ آیت کریمہ

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین"

کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو ظالم نہ کہنے لگ جائیں؟ اسی طرح آیت کریمہ

سبحانک اِنی کنت من الظالمین.

کو دیکھ کر کہیں یونس علیہ السلام کو ظالم کہنا نہ شروع کر دیں۔ اس لئے ہم عرض کریں گے۔

کار پاکاں را از قیاس خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر، شیر

یہاں ایک اور امر قابل غور ہے کہ وہابی حضرات کو حدیث پاک ''اکرموا اخاکم'' تو نظر آ جاتی ہے لیکن یہ حدیث پاک پتہ نہیں اُن کی نگاہوں سے کیوں اوجھل رہتی ہے جس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے والد کی جا بجا ہوں۔

نوٹ: آیت مبارکہ

یاایھاالذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولو انظرنا.

اس کا یہی شان نزول تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو جب کچھ باتیں سمجھ نہیں آتی تھیں تو وہ عرض کرتے یارسول اللہ ہماری رعایت کیجئے یعنی اس بات کو ذرا دہرا دیجئے لیکن یہودی اس لفظ کو بگاڑ کر پڑھتے تو وہ لفظ بن جاتا "راعینا" جس کا معنی ہمارا چرواہا بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کا بولنا حرام فرما دیا اور فرمایا کہ لفظ "راعنا" نہ استعمال کیا کرو بلکہ 'انظرنا' کہا کرو۔ اور جب تم میرے حبیب کی بارگاہ میں بیٹھ کر اُن کی گفتگو سننے میں مصروف ہو تو خوب غور کر کے سنا کرو۔ تا کہ تمہیں "انظرنا" کہنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئے۔ تو جس ہستی کی بارگاہ کے یہ آداب ہوں تو اُن کا ادب صرف بڑے بھائی جتنا ہوگا؟ اور یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تمہاری آواز میرے نبی پاک کی آواز پر بلند ہوگئی تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں علم بھی نہیں ہوگا۔

گستاخانہ عبارت نمبر 2:

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی اسی کتاب "تقویۃ الایمان" میں لکھتے ہیں کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں''۔ حالانکہ لفظ ''محمد'' حمد سے مشتق ہے اور حمد کا معنی یہی ہوتا ہے کہ کسی اختیاری اوصاف پر اُس کی تعریف کرنا۔ تو اب لفظ ''محمد'' کا معنی یہ ہوگا کہ جس کی ہر دور میں ہر زمانے میں اختیاری اوصاف پر تعریف کی جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ''محمد'' تو ہوتا ہی وہی ہے جو بااختیار ہو۔ تو جس نے یہ کلمہ بولا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ اُس نے گویا لفظ محمد کا معنی ہی نہیں سمجھا۔ جو آدمی سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام مبارک کو نہیں سمجھ سکا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کیسے سمجھے گا؟ قرآن مجید سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خداداد اختیار کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

یحلُ لہم الطیبات و یُحرّم علیہم الخبائث. (سورۃ اعراف پارہ 9)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو اُن کیلئے حلال فرماتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن کے لئے حرام فرماتے ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرّم اللہ و رسولہ. (پارہ 10 سورۃ انفال)

ترجمہ: قتال کرو اُن لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اور نہیں حرام جانتے اُس چیز کو جس کو اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کیا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ماآتاکم الرّسول فخذوہ و مانھکم عنہُ فانتھوا . (پارہ 28)

ترجمہ: جس چیز کا رسول پاک ﷺ تمہیں حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع فرمائیں اُس سے رک جاؤ۔''

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ حکم واجب الاطاعت ہے اسی طرح نبی پاک ﷺ کا حکم واجب التعمیل ہے۔ اسی لئے وہابیوں کے پیشوا ابن تیمیہ اپنی کتاب ''الصارم المسلول'' کے صفحہ 41 پر فرماتے ہیں۔

''قد اقامه الله مقام نفسه فی امره و نهیه و اخباره و بیانه فلا یجوز ان یفرق بین الله و رسوله فی شیء من هذه الامور.

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو امر اور نہی میں اور اخبار و بیان میں اپنا قائم مقام بنا دیا۔ پس یہ جائز نہیں ہے کہ ان امور میں اللہ اور اس کے رسول میں فرق کیا جائے۔ اسی سلسلے میں ہم قرآن مجید سے ایک اور آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فی ما شجر بینهم. (پارہ5 النسا)

یعنی قسم ہے تیرے رب کی یہ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے تمام جھگڑوں میں اپنا حاکم تسلیم نہ کریں اور پھر آپ کے فیصلے کے خلاف اپنے دل میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کو ایسے تسلیم نہ کریں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول:

تفسیر کثیر اور الصارم المسلول'' میں اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک یہودی اور منافق کا جھگڑا ہو گیا دونوں اپنا جھگڑا لے کر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ یہودی کے حق میں فرمایا۔ منافق نے

کہا مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے آؤ حضرت عمر کی بارگاہ میں چلتے ہیں وہ جو فیصلہ کریں گے وہ مجھے منظور ہوگا۔ چنانچہ دونوں حضرت عمر ؓ کے پاس حاضر ہوئے تو یہودی نے پہلے ساری صورت حال عرض کی اور بتلایا کہ پہلے ہمارا معاملہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہو چکا ہے اور آپ علیہ السلام نے فیصلہ میرے حق میں فرمایا ہے۔ لیکن اس کلمہ پڑھنے والے کو اس فیصلہ پر اعتراض ہے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا ٹھہرو۔ میں ابھی تمہارا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ آپ گھر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد منافقوں نے احتجاج کیا کہ حضرت عمر ؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے لہذا حضرت عمر سے قصاص لیا جائے۔ اُس وقت یہ آیت کریمہ اُتری کہ جو لوگ اپنے معاملات میں آپ ﷺ کو حاکم نہیں مانتے اور آپ ﷺ کے فیصلے پر دل و جان سے راضی نہیں ہوتے وہ مومن نہیں۔ اس آیت کریمہ سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ جو لوگ نبی پاک علیہ السلام کو اپنا حاکم نہ مانیں وہ مومن نہیں۔

اسی سلسلہ میں پانچویں آیت کریمہ ہم پیش کرتے ہیں ارشاد باری ہے:

ما کان لمومن و لا مومنة اذا قضی الله و رسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امر هم. (سورۃ الاحزاب پارہ22)

ترجمہ: کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کسی کے بارے میں کوئی فیصلہ کر دیں کہ وہ اللہ اور اُس رسول کے فیصلے کے بعد اپنی مرضی پر عمل کرتے۔

اس آیت کا ہم شان نزول بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک علیہ السلام نے اپنے آزاد شدہ غلام حضرت زید ؓ کے لئے حضرت زینب بنت جحش کا رشتہ طلب فرمایا اُن کے بھائیوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی پھوپھی زاد بہن ہے تو اس کا نکاح

ایک آزاد شدہ غلام سے ہم کیسے کریں۔ لیکن نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا میرا تو یہی فیصلہ ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری کہ کسی مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ فیصلہ فرما دیں تو وہ اُن کے فیصلے سے سرتابی کریں۔ تو اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت زینب بنت جحش کے اولیاء راضی ہو گئے کہ ٹھیک ہے جہاں حضور پاک ﷺ رشتہ فرمائیں ہمیں منظور ہے۔

وجہ استدلال: کسی عورت کا رشتہ کرنے کے بارے میں اُس کے اولیاء با اختیار ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں رشتہ دیں جہاں چاہیں رشتہ نہ دیں کیونکہ رشتہ جو اُن کا اپنا ہوتا ہے تو یہ اُن کی اپنی صواب دید ہے کہ جہاں مناسب سمجھیں اپنی لڑکی کی شادی کریں۔ لیکن اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ بتلا رہا ہے کہ جب میرے نبی پاک یہ فیصلہ فرما دیں کہ میں نے فلاں عورت کا رشتہ فلاں مرد سے کرنا ہے تو پھر اس عورت کے اولیاء کو کوئی اختیار نہیں رہتا اُن کو یہی چاہیے کہ نبی پاک کے فرمان پر سر تسلیم خم کر دیں۔ نبی پاک علیہ السلام کے مختار ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگوں کے دنیاوی معاملات کے اندر بھی سرکار علیہ السلام تصرف فرما سکتے ہیں اور یہ واقعہ جو ہم نے نقل کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی کے اندر منقول ہے اسی طرح تفسیر درمنثور کے اندر بھی موجود ہے۔

وہابیہ کے ایک اعتراض کا جواب:

وہابی حضرات ایک واقعہ پیش کرتے ہیں کہ نبی پاک نے ایک بار فرمایا کہ میں شہد استعمال نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ اتاری۔

یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ (سورۃ التحریم پارہ 28)

ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ اُس چیز سے کیوں رکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے۔ تو وہابی حضرات کا استدلال یہ ہے اگر نبی پاک ﷺ مختار ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ کیوں ارشاد فرماتا کہ تم اُس چیز سے کیوں رکتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی؟

وہابیہ کے اعتراض کا جواب:

اس آیت کریمہ سے جو انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ سرکار ﷺ کی عزت افزائی فرما رہا ہے کہ ہم نے تو شہد حلال کیا آپ کے استعمال کی خاطر اگر آپ بھی استعمال نہ فرمائیں تو ہمارے حلال کرنے کا کیا فائدہ۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں اونٹ کا گوشت استعمال نہیں کروں گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ تم کیوں استعمال نہیں کرتے؟ تو جہاں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ آپ ازواج کی رضامندی کے لئے شہد جیسی مرغوب چیز کو کیوں ترک فرماتے ہیں ازواج کو آپ کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے نہ کہ آپ اُن کی رضامندی کی خاطر شہد کا استعمال ترک فرما دیں۔ جب میں خالق و مالک ہو کر آپ کی رضا کا طلب گار ہوں تو ازواج مطہرات کو بھی آپ کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فلنولینک قبلۃ ترضٰھا۔ (سورۃ البقرہ پارہ 2)

ترجمہ: ہم آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیریں گے جو آپ کو پسند ہو گا۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے لفظ قبلہ جو ہے نکرہ ذکر کیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ ہم آپ کو کسی مخصوص قبلے کی طرف پھیریں گے مثلاً کعبہ کی طرف بلکہ ہم قبلہ اُس کو بنائیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہوں۔ کیونکہ ہمارا مقصود تو آپ کو راضی رکھنا ہے۔ اسی طرح فرمایا

ولسوف يعطيك ربك فترضى. (سورۃ والضحیٰ پارہ 30)

ترجمہ: آپ کو آپ کا رب اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

فسبح اطراف النهار وانا الليل لعلك ترضى. (سورہ طٰہٰ پارہ 16)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی تسبیح دن میں بھی کیجئے اور رات میں بھی کیجئے تا کہ آپ راضی ہو جائیں۔

اور اسی طرح حدیث پاک کے اندر آتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

واللہ ماارئ ربک الا یسارع فی ھواک. (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں یہی سمجھتی ہوں کہ آپ ﷺ کا رب آپ کی مرضی پوری کرنے میں جلدی فرماتا رہتا ہے۔

اسی طرح حدیث قدسی شریف میں ہے:

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يا محمد .

ترجمہ: ہر ایک میری رضا کا طلبگار ہے اور اے محمد ﷺ میں آپ رضا کا طلبگار ہوں

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اور نبی پاک علیہ السلام کے شہد کے استعمال سے رک جانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ نبی پاک کی امت کو اس مسئلے کا علم ہونا چاہیے اگر کسی حلال چیز کو حرام کر لیا جائے تو قسم بن جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے سرکار کی توجہ اس امر سے ہٹائی اور آپ نے

اس امر کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ میرا شہد کو حرام ٹھہرالینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلاف اولیٰ ہوگا تو اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں شہد استعمال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں فرمایا:

قد فرض الله لكم تحلة ايمانكم. (سورۃ تحریم پارہ 28)

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارے تمہارے لئے بیان کر دیئے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

قد ينسد باب الفراسة على الكاملين لحكم يريد ها الله"

ترجمہ: بعض اوقات اللہ تعالیٰ کسی حکمت کے پیش نظر کاملین کی توجہ کسی کام سے ہٹا دیتا ہے۔

باب دوئم

(نبی علیہ السلام کے تشریعی اختیارات کا ثبوت احادیث کی روشنی میں)

حدیث نمبر 1:

صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج کرنا فرض ہے۔ تو ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر عرض کی یارسول کیا ہر سال حج فرض ہے؟ نبی کریم ﷺ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لو قلت نعم لوجبت

اگر میں کہہ دیتا کہ ہر سال حج کرنا فرض ہے تو پھر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے اختیار میں یہ بات شامل تھی کہ جس چیز کو چاہیں فرض کر دیں۔ یہی عبارت مولوی شبیر احمد نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں لکھی ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ احکام کے لحاظ سے بااختیار تھے جس چیز کو چاہتے فرض یا واجب فرما سکتے تھے۔

حدیث نمبر 2:

سنن ابو داود جلد اول صفحہ 61 پر حدیث پاک موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ پانچ نمازوں کی پابندی کیا کرو حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میں تو بہت مصروف آدمی ہوں تو میں تو پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ایسا حکم ارشاد فرمایئے کہ پانچ نمازیں بھی نہ پڑھنی پڑیں لیکن اُن کے ترک کرنے کا گناہ بھی نہ ہو تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا تو پھر تم صرف دو نمازیں پڑھ لیا کرو باقی تین نمازیں سرکار ﷺ نے اُن کو معاف کر دیں۔ یہ حدیث پاک مستدرک حاکم جلد اول کے اندر بھی موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر اپنی کتاب دل کا سرور میں اس حدیث کے ایک راوی داؤد بن ابی ہند پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں داؤد بن ابی ہند راوی ہے جو اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہے لیکن امام احمد فرماتے تھے کہ وہ کثیر الاضطراب اور کثیر الخلاف تھا یعنی دیگر روات کی مخالفت کرتا تھا اسانید اور متون دونوں میں۔ اور اس کا خلاصہ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ان کی حدیث کی سند میں اختلاف ہے لیکن حضرت اپنی دوسری کتاب احسن الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند کو امام عجلی، امام احمد، سفیان ثوری، ابن معین ابو صالح اور نسائی ثقہ کہتے ہیں۔ یعقوب بن شیبہ ان کو ثقہ اور ثبت کہتے ہیں۔ ابن حبان ان کو متقنین میں شمار کرتے ہیں۔ ابن خراش ان کو ثقہ اور ابن سعد ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ نیز امام ابو حاتم نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ذہبی ان کو الامام اور الثبت لکھتے ہیں (حاشیہ احسن الکلام صفحہ 95)

مولوی سرفراز صاحب کی اس تضاد بیانی سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی روایت اُن کے مسلک کے خلاف ہو تو اُس کی سند میں کسی راوی پر جرح نقل کر کے اُس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن اگر اسی راوی کی روایت اُن کے مسلک کی تائید کر رہی ہو تو پھر اس راوی کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت سے سوال یہ ہے کہ اگر داود بن ابی ہند ضعیف تھا تو احسن الکلام

میں آپ نے ان کو ثقہ کیوں قرار دیا اور اگر ثقہ تھا تو اپنی کتاب دل کا سرور میں ان کو ضعیف کیوں کہا۔ مولوی سرفراز صاحب کے بزرگ اور پیشوا مولوی خلیل احمد سہارنپوری اپنی کتاب ''بذل المجہود'' شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں۔

فظاهر هذا انه اسقط عنه ثلاث صلوات فكان من خصائصه انه يخص من شاء بماشاء من الاحكام و يسقط عمن شاء ماشاء من الواجبات''

(بذل المجہود جلد 3 صفحہ 234)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں اور جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرما دیں اور جس سے چاہیں فرائض میں سے جس چیز کو چاہیں معاف کر دیں۔ اسی مضمون کی عبارت نووی شرح صحیح مسلم، ابوبکر جصاص کی احکام القرآن اور امام سیوطی کی خصائص کبریٰ میں بھی موجود ہے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی مسلم شریف کی شرح میں یہ بات نقل کی ہے۔

نوٹ: مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے نبی پاک سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ اور اردو زبان نبی پاک نے مدرسہ دیوبند سے سیکھی۔ اسی طرح لکھا ہے کہ نبی کا میلاد منانا کنہیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ نبی پاک کو یہ بھی نہیں پتہ کہ میں جنت میں جاؤں گا یا نہیں۔ یعنی خلیل احمد کا نظریہ ہے کہ نبی پاک کو اپنی نجات کا علم نہیں ہے۔ بہرحال ان عبارات کا رد تو ہم نے اسی کتاب کے پہلے حصے میں مفصل طور پر کر دیا ہے یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ مولوی سرفراز صاحب ان عبارات کو صحیح مانتے ہیں جن میں نبی پاک کی شدید ترین گستاخی پائی جاتی ہے لیکن اسی خلیل احمد کی اس عبارت کو حضرت صاحب نہیں مانتے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی پاک جسے چاہیں فرائض کو بھی معاف کر سکتے ہیں۔

بہرحال یہ اُن کی بدبختی ہے کہ نبی پاک کی عظمت شان پر دلالت کرنے والی عبارات چاہے اُن کے اکابر کی ہوں یا دوسرے بزرگوں کی وہ اُن کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں۔

حدیث نمبر 3:

صحاح ستہ میں حدیث پاک موجود ہے کہ ایک اعرابی نے رمضان شریف کے اندر جان بوجھ کر اپنی بیوی کے ساتھ جماع کر لیا۔ اور پھر اس کے بعد سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ یارسول اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے کیونکہ میں جان بوجھ کو اپنی بیوی کے ساتھ جماع کر بیٹھا ہوں اور میرا روزہ فاسد ہو گیا ہے۔ تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایک غلام آزاد کرو۔ اُس نے کہا کہ میرے اندر تو یہ طاقت نہیں ہے تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساٹھ روزے رکھو۔ اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! جب مجھ سے ایک بھی روزہ پہ نہیں ہو سکا تو میں ساٹھ روزے کیسے رکھوں گا؟ پھر آپ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اُس نے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں میں اُس کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ اسی دوران ایک آدمی سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پندرہ صاع کھجوروں کا ایک ٹوکرا لے کر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو صدقہ کر دو۔ اُس نے کہا کہ مجھ سے زیادہ کوئی غریب اس شہر میں موجود نہیں ہے۔ تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چلو یہ کھجوریں تم خود استعمال کر لو۔ دارقطنی کے اندر یہ الفاظ بھی زائد ہیں۔

اذهب قد كفر الله عنك. جا اللہ تعالیٰ نے تیرا کفارہ ادا کر دیا۔

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن پہلی صحیح حدیث کی تفسیر کر سکتی ہے۔ علامہ حلبی کبیری میں لکھتے ہیں کہ ضعیف حدیث صحیح حدیث کی تفسیر کر سکتی ہے۔ مزید گزارش یہ ہے کہ کسی ضعیف حدیث کے اندر بھی نہیں آیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہو کہ جب تیرے حالات اچھے ہو

جائیں اور گنجائش پیدا ہو جائے تو پھر کفارہ ادا کرنا۔ اور ظاہر حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اُس کو کفارہ معاف فرما دیا۔ ویسے سرکار کا یہ جو ارشاد گرامی ہے کہ یہ پندرہ صاع کھجوروں کا ٹوکرا لے جا اور لوگوں میں تقسیم کر دے تیرا کفارہ ہو جائے گا۔ تو یہ بھی سرکار ﷺ کی خصوصیت تھی کیونکہ ویسے تو کفارہ میں صاع ہونا چاہئے تھا لیکن سرکار نے پندرہ صاع کھجوروں کو اُس کے کفارے کیلئے کافی قرار دیا۔

اس حدیث کی یہی تشریح علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں، علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں، علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں اور شیخ نور الحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری میں فرمائی ہے۔ علامہ کرمانی نے الکواکب الدراری میں، علامہ یعقوب نے الخیر الجاری میں اور علامہ ابن بطال نے بخاری شریف کی شرح میں یہی لکھا ہے کہ یہ نبی پاک ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اسی طرح مولوی انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں، علامہ علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں، حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات میں اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اسی طرح کفایہ شرح ہدایہ میں یہی مضمون موجود ہے۔ علامہ زرقانی نے موطا امام مالک کی شرح میں اور مولوی زکریا کاندھلوی نے اپنی موطا کی شرح میں لکھا ہے۔

حدیث نمبر 4:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں نوحہ نہیں کرنا ہوگا کیونکہ نوحہ کرنا گناہ ہے تو حضرت ام عطیہ نے عرض کی: یارسول اللہ! جب میرا ایک رشتہ دار فوت ہو گیا تھا تو فلاں گھر والوں نے میرے پاس آ کر نوحہ کیا تھا مجھے اجازت ہے کہ میں اُن کا بدلہ چکا دوں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں تجھے

اجازت ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کو چاہیں اور جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

حدیث نمبر 5:

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو نبی پاک نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی اور اللہ کے حبیب کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تو سرکار ﷺ کے اس اعلان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ (سورہ نساء پارہ ۴) میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے۔

فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث و رباع۔

ترجمہ: تم نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں دو دو سے تین تین سے چار چار سے۔

لیکن اس عام حکم کے باوجود نبی پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حرام کر دیا کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کر سکتے تو یہ سرکار کے مختار ہونے کی دلیل ہے کہ جو عمل فی نفسہ جائز تھا سرکار ﷺ نے اس کو اپنے خداداد اختیارات کی وجہ سے ناجائز کر دیا۔ اس سے سرکار ﷺ کا مختار کل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 6:

بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ میں حدیث پاک موجود ہے کہ ایک اعرابی سے نبی پاک ﷺ نے گھوڑا خریدا۔ بعد میں کچھ لوگوں نے اُسے زیادہ قیمت کی پیش کش کی تو وہ سرکار

کو چھوڑ کر اُن کو گھوڑا بیچنے پر تیار ہوگیا اور سرکار ﷺ کو عرض کرنے لگا کہ آپ نے لینا ہے تو لے لیں ورنہ میں کسی اور کو فروخت کرنے لگا ہوں۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا پہلے میں تجھ سے بیچ کر چکا ہوں لیکن اُس نے کہا کہ گواہ پیش کرو کہ آپ نے مجھ سے گھوڑا خریدا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس کو کہتے تھے کہ نبی پاک ﷺ معاذ اللہ غلط بات کہہ رہے ہیں آپ نے تجھ سے خریدا ہے تبھی تو فرما رہے ہیں۔ معاذ اللہ سرکار غلط بات کیسے فرما سکتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام باوجود یہ بات کہنے کے گواہی نہیں دے سکتے تھے اس لئے کہ موقعہ پر کوئی موجود نہیں تھا۔ ایک صحابی حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اس سے گھوڑا خریدا ہے اور اس نے آپ کے ہاتھ پر بیچا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا کہ تو کیسے گواہی دیتا ہے کیا جب سودا ہوا تھا تو تو ہمارے پاس موجود تھا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم آسمان کی خبروں پر آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین کے معاملے پر آپ کی تصدیق کیوں نہیں کریں گے۔ یعنی جب آپ ہمیں آسمان کی خبریں سناتے ہیں تو ہم آپ کی بات کو حق اور سچ جانتے ہیں تو پھر زمین پر طے پایا جانے والا معاملہ اُن خبروں کی نسبت کم درجہ رکھتا ہے تو ایسے معاملات پر تو ہم بطریق اولیٰ آپ کی تصدیق کریں گے اب غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ

واستشهد وا شهيدين من رجا لكم. (سورۃ البقرہ پارہ 3)

ترجمہ: گواہ بناؤ مردوں میں سے دو مرد اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

لیکن اللہ تعالیٰ کے عام حکم کے باوجود نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس کے لئے خزیمہ گواہی دے دیں ان کی گواہی دو کے برابر ہوگی۔ تو اس حدیث پاک سے واضح طور پر نبی پاک ﷺ کا مختار کل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 7:

نبی پاک ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو آدمی عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لے وہ آدمی دوبارہ قربانی کرے۔ تو ایک صحابی حضرت ابو بردہ ابن نیار نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو قربانی عید کی نماز سے پہلے کر چکا ہوں اب میرے پاس ایک صرف چھ ماہ کا بکرا ہے اب میں کیا کروں؟ تو سرکار ﷺ نے فرمایا تو چھ مہینے کا ہی قربان کر دے تیری قربانی ہو جائے گی۔ لیکن تیرے علاوہ اگر کوئی چھ ماہ کا بکرا قربان کرے گا تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ یعنی یہ حکم اُسی کے ساتھ خاص تھا۔ یہ حدیث پاک بخاری شریف کے اندر موجود ہے اسی طرح کا ایک واقعہ بخاری شریف کے اندر حضرت عقبہ بن عامر کے بارے میں بھی منقول ہے۔

حدیث نمبر 8:

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کو اور حضرت زبیر بن عوام کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دے دی کیونکہ ان کو خارش تھی۔ (الصحيح البخاری)

حدیث نمبر 9:

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر مسواک کرنا فرض کر دیتا۔ یہ حدیث پاک مسلم شریف کے اندر موجود ہے۔

حدیث نمبر 10:

ایک آدمی سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اسلام تب قبول کروں گا کہ جب مجھے تین نمازیں معاف کی جائیں۔ (مسند احمد 5:33)
نبی کریم ﷺ نے اس کی شرط پر اسے مسلمان کر لیا۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ جس کو چاہیں فرائض معاف بھی کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 11:

نبی پاک ﷺ نے عرفات اور مزدلفہ کے اندر نمازوں کو جمع فرمایا یعنی آپ نے عرفات کے اندر عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھا مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا حالانکہ قرآن مجید میں صاف حکم ہے۔

انّ الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا"

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

حدیث نمبر 12:

حضرت براء بن عازب ؓ کو نبی پاک ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے کی رخصت دی۔ یہ حدیث پاک مسند امام احمد کے اندر موجود ہے۔ حالانکہ ابو داؤد اور نسائی شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک ہاتھ میں سونا پکڑا اور ایک ہاتھ میں ریشم اور فرمایا: یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سرکار ﷺ نے اُن کو رخصت عطا فرمائی۔

حدیث نمبر 13:

نبی پاک ﷺ نے حضرت انس ؓ کو سورج طلوع ہوتے وقت روزہ رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ (زرقانی علی المواہب)

حدیث نمبر 14:

ایک عورت نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرا خاوند ہمیشہ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز ادا کرتا ہے۔ سرکار ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ایسے لوگ ہیں جو رات کو کھیتی کے کام میں مصروف رہتے ہیں تو نماز صبح کے وقت پر ہمیں جاگنے کی ہمت نہیں ہوتی تو سرکار ﷺ نے فرمایا جب تو جاگے تو نماز پڑھ لیا کر۔ یہ حدیث پاک ابو داود شریف کے اندر موجود ہے۔ اسی طرح مسند امام احمد اور مشکوٰۃ شریف کے اندر بھی یہ روایت موجود ہے۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے صراحتاً ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے صحابی کو نماز باجماعت پڑھنے سے بھی مستثنیٰ کر دیا اور قضا نماز پڑھنے کی بھی رخصت عطا فرمائی۔ کیونکہ اگر یہ حکم سب کے لئے عام ہو کہ جب بھی جاگیں نماز پڑھ لیں تو پھر تو صبح کی نماز کی جماعت بھی ختم ہو کر رہ جائے گی اور اکثر و بیشتر صبح کی نماز کے وقت لوگوں کو نیند کے ساتھ زیادہ ابتلاء ہوتا ہے۔

بخاری اور مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز سب سے زیادہ بھاری ہے۔ کسی نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! فلاں آدمی سوتا رہا حتیٰ کہ اس کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا تھا۔ اور یہ حدیث بخاری شریف کے اندر موجود ہے۔

اسی طرح حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ جب بندہ سو جائے تو شیطان اُس کے اوپر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور کہتا ہے سو تارہ ابھی رات کا بڑا وقت باقی ہے تو اگر وہ صبح بیدار ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور وضو کرے تو وہ آدمی سارا دن خوش اور چست رہتا ہے۔ اور پاکیزہ دل والا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اُٹھ کر نماز نہ پڑھے تو وہ سارا دن سست اور غمگین رہتا

ہے۔ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ نے فرمایا کہ جب تو بیدار ہو تو نماز پڑھ لے تو یہ اسی کی خصوصیت تھی ہر ایک کے لئے حکم نہیں ہے۔

حدیث نمبر 15:

نبی کریم علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک آدمی ہوگا جو اپنی آرام کرسی پر تکیہ لگا کر بیٹھا ہوگا اور کہے گا صرف قرآن مجید کو لازم پکڑو جو کچھ اس میں حلال کیا گیا ہے اس کو حلال سمجھو اور جو کچھ حرام کیا گیا ہے اسے حرام سمجھو۔ پھر ارشاد فرمایا:

الا انّ ما حرم رسول اللّٰہ مثل ما حرم اللّٰہ. (ابوداود شریف)

ترجمہ: جو کچھ اللہ تعالیٰ کے نبی پاک علیہ نے حرام کیا ہے وہ ایسے ہی حرام ہے جس طرح وہ حرام ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے حرام کیا۔

نوٹ: یہ تو ہم نے نبی پاک علیہ کے تشریعی اختیارات کا مختصراً ثبوت پیش کیا۔ اب ہم نبی پاک علیہ کے تکوینی اختیارات پر چند دلائل پیش کرتے ہیں۔

نبی پاک علیہ کے تکوینی اختیارات پر پہلی دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکذلک مکّنا لیوسف فی الارض یتبوا منھا حیث یشاء

(پارہ 13 سورۃ یوسف)

ترجمہ: اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں جہاں چاہتا تھا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیو بند کے شیخ الاسلام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں جہاں چاہتے اترتے اور جو چاہتے تصرف کرتے گویا زبان بن الولید برائے نام بادشاہ تھا حقیقت میں حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہی کر رہے تھے۔ تفسیر عثمانی صفحہ 419۔

وجہ استدلال: جب یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال عطا فرمایا کہ وہ جہاں چاہتے تھے تصرف کرتے تھے تو پھر نبی الانبیا علیہ کا کیا مقام ہوگا۔

مولوی قاسم نانوتوی دیو بندی قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں:

انبیاء کے سارے کمال ایک تجھ میں ہیں

تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اور مولوی حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم نبی پاک علیہ کو تمام کمالات چاہے وہ علمی ہوں یا عملی ہوں یا اور کوئی بھی کمال ہو اُس کے ساتھ آپ کو اولاً موصوف مانتے ہیں یعنی جو بھی کمال ہو اور جو بھی نعمت ہو وہ پہلے نبی پاک علیہ کو ملتی ہے پھر آپ کے واسطے سے کسی اور کو ملتی ہے۔

دلیل نمبر 2:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر انّ الارض یرثھا عبادی الصالحون. (سورۃ الانبیاء پارہ 17)

ترجمہ: اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی

زمین کا وارث بنائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبہ للمتقین.

(اعراف رکوع 15)

اناللننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھا د.

(مومن رکوع 6)

وعد اللّٰہ الذین امنو منکم و عملوا الصلحت. لیستخلفنھم فی الا ض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم. (نور رکوع 7)

وجہ استدلال: جب نبی پاک ﷺ کی امت کے نیک لوگ اللہ تعالیٰ زمین پر اقتدار عطا فرمانے کا وعدہ فرما چکا ہے تو پھر نبی الانبیاء کا کیا مقام ہوگا۔

دلیل نمبر 3:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فقداتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ و اتینھم ملکا عظیما.

(سورۃ النساء پارہ 5)

ترجمہ: سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں کتاب اور علم اور اُن کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی کیا یہود حضرت محمد رسول اللہ اور اُن کے اصحاب پر اللہ کے فضل اور انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں سو یہ تو بالکل ان کی بیہودگی ہے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے گھرانے میں

کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے۔

دلیل نمبر 4:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء. (سورۃ آل عمران پارہ 3)

ترجمہ: تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روم وفارس کے جن خزانوں کی کنجیاں اُس نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں دی تھیں فاروق اعظم کے زمانے میں وہ خزانے مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم ہوئے۔

دلیل نمبر 5:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انّا مکنا لہ فی الارض و اتینہ من کل شیئ سببا. (الکھف پارہ 16)

ترجمہ: ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا سامان۔

وجہ استدلال. جب ذوالقرنین بادشاہ کو ہر قسم کا ساز وسامان عطا کیا جا سکتا ہے پھر نبی کریم ﷺ جو ہر نعمت کے حصول میں واسطہ اور وسیلہ ہیں اُن کے بارے میں یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ کیونکہ جو خدا ایک عام مسلمان بادشاہ کو اتنا وسیع ملک عطا کرسکتا ہے وہ اپنے محبوب ﷺ کو کیوں نہیں عطا کرسکتا۔

دلیل نمبر 6:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا. (سورۃ الحج پارہ 17)

ترجمہ: جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ کے راستوں میں پھر مارے گئے یا مر گئے اللہ اُن کو دے گا روزی اچھی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مہاجر کا ایک معنی تو یہ ہے کہ جو اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا جائے۔ اور ایک معنی حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

المهاجر من هجر ما نهى الله و رسوله عنه. (بخاری، مسلم)

مہاجر وہ ہے جو ہر اُس چیز کو چھوڑ دے۔ جس سے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اس لحاظ سے اولیاء کرام حضرت داتا صاحب، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہم یہ سب مہاجر ہیں۔ اسی طرح دیگر اولیاء کرام بھی مہاجر کے مفہوم میں داخل ہیں۔ اب دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا. (سورۃ النحل پارہ 14)

ترجمہ: اللہ نے بتلائی ایک مثال کہ ایک بندہ کا پرایا مال ہے نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر۔ اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے اچھی روزی۔ سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو۔

ان دونوں آیتوں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ اولیاء کرام فوت ہونے کے بعد اپنے در پر آنے والوں کو نعمتیں عطا کرتے ہیں۔ تو پھر جب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو نبی پاک ﷺ جو تمام انبیاء کرام کے سردار ہیں اُن کی کیا شان ہوگی۔

مخالفین پر اتمام حجت کرنے کے لئے ہم اُن کے گھر سے دو حوالے پیش کرتے ہیں

سید احمد بریلوی کا بھانجا محمد علی کہتا ہے کہ میں اور میرے کچھ ساتھی بھوک سے لاچار ہو گئے تو میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا جو سَرِف کے مقام پر ہے تو میں اپنا سر اُن کی قبر پر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہا اے پیاری امّی جان! سخت بھوک لگی ہے کوئی چیز کھانے کی عطا فرمائیں میں آپ کا مہمان ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں سو گیا۔ تو میرے ہاتھ میں انگور کے دو خوشے آئے ایک خوشہ بیدار ہونے کے بعد میں خود کھا گیا۔ اور دوسرا خوشہ دوسرے ساتھیوں میں ایک ایک دانہ کر کے تقسیم کیا۔ (مخزن احمدی صفحہ 99)

محمد علی کے اس بیان کردہ واقعہ سے پتہ چلا کہ اولیاء کرام وصال شریف کے بعد بھی نعمتیں تقسیم کرتے ہیں۔

دوسرا واقعہ:

جب اشرف علی تھانوی صاحب کے پردادا شہید ہو گئے ایک روز مثل زندہ لوگوں کے گھر میں تشریف لائے اور گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی۔ اور کہا اگر تم ظاہر نہیں کرو گی تو ہم ہر روز آیا کریں گے اور تمہیں مٹھائی دے جایا کریں گے۔ (اشرف السوانح صفحہ 12)

نوٹ: اگر تھانوی صاحب کا پردادا فوت ہونے کے بعد گھر والوں کو مٹھائی کھلا سکتا ہے تو اکابر اولیاء کرام بھی اپنے غلام اور عقیدت مندوں کو نعمتیں عطا فرما سکتے ہیں۔

دلیل نمبر 7:

اللہ تعالیٰ نے ہدہد کی بات کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنی وجدتُ امراۃً تملکہم واُوتیت من کلِّ شیءٍ (النمل پارہ 19)

ترجمہ: میں نے پایا ایک عورت کو جوان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز ملی ہے۔

وجہ استدلال: جو خدا بلقیس جیسی کافرہ عورت کو اتنا ملک اور ساز وسامان عطا کر سکتا ہے وہ اپنے محبوب علیہ السلام کو بھی کونین کی بادشاہی عطا کر سکتا ہے۔

دلیل نمبر 8:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انّی جاعل فی الارض خلیفۃ.

حضرت شاہ العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔یعنی بہ تحقیق من گرداننده در زمین خلیفه را که خلافت می نماید و در اشیای زمین تصرف کند و چوں تصرف در اشیای زمین بدون تصرف در اسباب آن اشیا که مربوط بآسمان ست متصور نیست پس ہر چند آن خلیفه از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گردد اما دروی روحی آسمانی نیز خواہیم دمید کہ بسبب آن روح بر سکان آسمان و موکلان کواکب نیز حکمرانی نماید و انہار ابکار خود مصروف سازد۔

نوٹ:

اس عبارت کا ترجمہ واضح ہے۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جو خلفاء ہوتے ہیں اُن کی زمین اور آسمانوں پر حکومت ہوتی ہے۔اور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں لہذا آپ کی حکومت بھی آسمان اور زمین پر ثابت ہو جائے گی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تصرف عطا فرمایا۔تو پھر نبی کریم ﷺ جو آدم علیہ السلام کے بھی آقا ہیں اُن کو بھی بطریق اولیٰ یہ مقام حاصل ہوگا اور دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی بھی اپنے حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ آدم حضرت علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا پر حکومت عطا فرمائی۔

دلیل نمبر 9:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم ترَ اِلی الذی حاج ابراھیم فی ربّہٖ اَن اتٰہ اللہ الملک..

ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے اُس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اُس کے رب کی بابت۔اسی وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اس کو سلطنت۔

وجہ استدلال: جب اللہ تعالیٰ نمرود جیسے کافر کو ملک عطا فرما سکتا ہے تو اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ السلام پر اُس کا کتنا کرم ہوگا۔

دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ بر دشمناں نظر داری

دلیل نمبر 10:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انّھم رَضوا مآ اٰتٰھم اللہ ورسولہ وقالو حسبنا اللہ سیُؤتینا اللہُ

مِن فضلہٖ ورسولہ۔ (سورۃ توبہ پارہ10)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اُسی پر جو دیا اُن کو اللہ نے اور اس کے رسول نے، اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا اپنے فضل سے اور اُس کا رسول۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ خدا پیغمبر کے ہاتھ سے دلوائے اس پر آدمی راضی اور قانع ہو۔ اور جو ظاہری اور باطنی دولت خدا اور رسول کی سرکار سے ملے اُسی پر مسرور اور مطمئن ہو۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 378)

وجہ استدلال: اگر نبی پاک ﷺ کسی چیز کے مالک و مختار نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی یہ شان بیان نہ کرتا۔

دلیل نمبر 11:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ونادیٰ فرعون فی قومہٖ قال یقوم الیس لی ملک مصر.

ترجمہ: اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے میری قوم! بھلا میرے ہاتھ میں نہیں ہے حکومت مصر کی؟ (ترجمہ محمود الحسن)۔

وجہ استدلال: جو خدا فرعون جیسے کافر کو ملک اور سلطنت عطا کر سکتا ہے۔ وہ اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ السلام کو پوری کائنات کی بادشاہی بھی عطا کر سکتا ہے۔

دلیل نمبر 12:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رب اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لا حد من بعدی انک انت الوھاب(۳۵) فسخر نالہ لا الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب (۳۶) والشیطین کل بناء و غواص(۳۷)واخرین مقرنین فی الاصفاد (۳۸) ھذا عطاوُنا فامنن او امسک بغیر حساب .

ترجمہ: سلیمان نے عرض کیا اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کے میرے پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو چلتی تھی اُس کے حکم سے جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیئے شیطان سارے امارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا۔

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو تم مختار ہو اس قدر بے حساب دیا اور حساب و کتاب کا مواخذہ بھی نہیں رکھا اور مہربانی کی اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا۔

وجہ استدلال: جب سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع اختیار عطاء فرمایا پھر نبی پاک ﷺ کو اگر اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی حکومت عطا فرما دے تو پھر کون سی تعجب کی بات ہے سرکار ﷺ کی شان تو یہ ہے جیسے امام بوصیری نے فرمایا:

کل ای اتی الرسل الکرام بھا
فانما اتصلت من نورہ بھم

ترجمہ: تمام رسول کرام جو بھی معجزہ لے کر آئے وہ اُن کو نبی پاک ﷺ کے نور کے طفیل حاصل ہوا۔

وہابیہ کے استدلات کا جواب

وہابیہ کی پہلی دلیل:

قل لا ملک لنفسی نفعاً ولا ضرا الا ماشاء اللّٰہ.

ترجمہ: تو کہہ دے میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور نہ بُرے کا مگر جو اللہ چاہے۔

تو وہابی حضرات اس سے استدلال کرتے اور کہتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ اپنی جان کے نفع ونقصان کے مالک نہیں تو آپ مختار کل کیسے ہو سکتے ہیں۔

وہابیہ کے استدلال کا رد:

اس آیت کی تشریح میں ہم اُن کے ہی عالم شبیر احمد کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو اپنے اندر نہ اختیار مستقل رکھتا ہے نہ علم محیط سید الانبیاءؑ جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے ان کو یہ بھی اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 303)

نوٹ: مولوی شبیر احمد عثمانی کی اس تشریح سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے ذاتی اختیار کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔ نیز اگر اس آیت کریمہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ نبی پاکؐ کو نہ عطائی اختیار ہے نہ ذاتی تو اس آیت کا ان آیات سے تعارض لازم آئے گا

جن میں مخلوقات کے لئے نفع ثابت کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والا نعام خلقها لكم فيها دفءٌ ومنافع. (سورۃ النحل پارہ 14)

ترجمہ: اور چوپائے بنائے تمہارے واسطے اُن میں جڑاول ہے تمہارے واسطے اور کتنے فائدے۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چوپائیوں کے لئے نفع ثابت کیا ہے تو کیا وہابی حضرات کا یہی عقیدہ ہے کہ چوپائیوں سے نفع حاصل ہو سکتا ہے نبی پاک ﷺ سے نہیں ہو سکتا

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض. (سورہ الرعد پارہ 13)

ترجمہ: جو کام آتا ہے لوگوں کے سو وہ باقی رہتا ہے زمین میں۔

تو اس آیت کریمہ کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو مخلوق کے لئے فائدہ مند ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان في خلق السموت والارض و اختلاف اليل والنهار والفلك التي تجري في البحر بماينفع الناس.

ترجمہ:

بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو چلتی ہیں دریا میں لوگوں کے کام کی چیزیں ہیں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال: اگر دن رات کے اندر اور زمین و آسمان کے اندر اور کشتیوں کے

اندر منافع ہو سکتے ہیں تو نبی پاک ﷺ کی ذات بھی نافع ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس.

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا کہہ دے ان دونوں میں ہے بڑا گناہ اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال: اگر شراب اور جوئے میں لوگوں کے لئے منافع ہو سکتے ہیں تو نبی پاک ﷺ کی ذات بھی نافع ہو سکتی ہے اس ابلیسی منطق کی سمجھ نہیں آتی کہ شراب اور جوئے کے اندر تو نفع تسلیم کیا جائے اور نبی پاک ﷺ کے اندر نفع نہ تسلیم کیا جائے جو باعث تخلیق کائنات ہیں اور تمام موجودات کیلئے علت غائیہ ہیں۔

اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانزلنا الحدید فیه باس شدید ومنافع للناس.

ترجمہ: ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں۔

وجہ استدلال: اگر لوہے کے اندر نفع ہو سکتا ہے تو نبی پاکؐ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں آپ کی ذات نافع کیوں نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین. (پارہ 17 سورۃ الانبیاء)

ترجمہ: ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی)

شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی آپ تو سارے جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اگر کوئی بد بخت اس رحمت عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے آفتاب عالم تاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ خود ہی بند کرے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی۔ یہاں تو سرکار ﷺ کا فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔

(تفسیر عثمانی صفحہ 572)

ان تمام امور سے ثابت ہو گیا اگر آیت کریمہ

قل لا املک لنفسی نفعاً و لا ضراً الا ماشاء الله

کا یہ مطلب ہو کہ نبی پاک ﷺ سے کسی قسم کا نفع بھی نہیں ہے تو اس آیت کریمہ اور

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

میں تعارض لازم آئے گا۔ کیونکہ جب سرکار علیہ السلام تمام جہان کے لئے رحمت ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی ذات سے کسی کو نفع نہ ہو اور آپ اپنی جان کے نفع ونقصان کے مالک بھی نہ ہوں؟ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان الله لیعذبھم وانت فیھم. (پارہ نمبر 9 سورۃ انفال)

ترجمہ: اللہ ہرگز عذاب نہ کرتا ان پر جب تک تو رہتا ان میں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اکثر کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین جس قسم کا خارق عادت عذاب طلب کر

رہے تھے جو قوم کی قوم کا دفعتاً استیصال کردے ان پر ایسا عذاب بھیجنے سے دو چیزیں مانع ہیں ایک ہے حضور ﷺ کا وجود باجود کہ اس کی برکت سے اس امت پر خواہ وہ امت دعوت ہی کیوں نہ ہو ایسا خوارق عادت مستاصل عذاب نہیں آتا۔ (صفحہ 313)

وجہ استدلال: جب نبی پاک علیہ السلام کی ذات کی وجہ سے کافروں کو اتنا فائدہ ہے کہ وہ عذاب استیصال سے محفوظ ہیں تو پھر مومنوں کو سرکار ﷺ کی ذات کی وجہ سے کتنے فوائد حاصل ہوں گے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی کلام کی حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذهبوا بقميصى هذا فالقوه على وجه ابى يات بصيراً. (یوسف پارہ13)

ترجمہ: لے جاؤ یہ کرتا میرا اور ڈالو اس کو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال: جب حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم سے مس ہونے والے کپڑے کے اندر یہ اعجاز ہے کہ وہ ختم شدہ بینائی کو بحال کر سکتا ہے تو پھر نبی پاک علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام کے آقا و مولا ہیں آپ کی ذات کے نفع کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

ابرى الاكمه والابرص واحيى الموتى باذن الله. (پارہ نمبر3 آل عمران)

ترجمہ: اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیح پر کمالات ملکیہ و روحیہ کا غلبہ تھا اسی کے مناسب آثار ظاہر ہوتے تھے لیکن اگر بشر کو ملک پر فضیلت حاصل ہے اور اگر ابوالبشر کو مسجود ملائکہ بنایا گیا ہے تو کوئی شبہ نہیں کہ جس میں تمام کمالات بشریہ جو عبارت ہے مجموعہ کمالات روحانیہ اور جسمانیہ سے اعلیٰ درجہ پر ہوں گے۔ اس کو حضرت مسیح سے افضل ماننا پڑے گا اور وہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہیں۔

وجہ استدلال: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات بابرکات سے یہ فیض اور فائدہ حاصل ہوتا تھا کہ مادرزاد اندھے اور برص کے داغوں والے آپ کے پاس آ کر تندرست ہو جاتے پھر نبی پاک ﷺ جن کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد آنے والا نبی بہت زور آور ہے میں تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کے نعلین کے تسمے کھول سکوں۔ (انجیل برنباس)

تو پھر جب عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان ہے تو نبی پاک ﷺ جن کی شان میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الديم

تو پھر آپ کا مقام کیا ہوگا اور آپ کی ذات سے تمام دین و دنیا کے فوائد کیوں وابستہ نہیں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم و بقية مما ترك آل موسى و آل هرون. (پارہ نمبر2 سورۃ البقرہ)

ترجمہ: طالوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق جس میں تسلی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو چھوڑ گئی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد۔ (ترجمہ محمود الحسن)

دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیائے بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا۔

وجہ استدلال: جب بنی اسرائیل کا تابوت اتنا فائدہ مند ہوسکتا ہے کہ اس کے صدقے اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے تو پھر نبی پاک ﷺ کی ذات بابرکات نفع کیوں نہیں پہنچا سکتی؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جآء هم ماعرفوا کفروا به.

ترجمہ: پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہوگئے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہمیں نبی آخرالزماں ﷺ اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

وجہ استدلال: جب نبی پاک ﷺ کے نام مبارک کا یہ فیضان ہے کہ یہودی آپ کے نام اقدس کے وسیلہ سے دوسرے مشرکوں پر فتح پاتے تھے۔ تو جن کے نام پاک میں

اتنی برکت اور نفع ہے ان کی ذات پاک کے نافع ہونے کا کیا مقام ہوگا۔

اسی طرح سورہ توبہ کے اندر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الاعراب من یومن باالله والیوم الاخر ویتخذ ماینفق قربات عندالله و صلوٰات الرسول آلا انها قربة لهم.

ترجمہ: بعض گنوار وہ ہیں کہ ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی رسول کی۔ خبردار وہ ان کے حق میں نزدیکی ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال: اگر نبی پاک علیہ السلام کی دعا نفع نہ دیتی اور آپ کی ذات پاک سے کوئی نفع وابستہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو اپنی بارگاہ کی طرف قرب کا ذریعہ قرار نہ دیتا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وصل علیهم ان صلوتک سکن لهم.

اور دعا دے ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وجہ استدلال: اگر نبی پاک ﷺ کی ذات پاک نفع دینے والی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو مسلمانوں کے لئے باعث تسکین قرار نہ دیتا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جآء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما.

ترجمہ: اگر وہ لوگ جس وقت انھوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ

سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشوانا ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان۔

وجہ استدلال: اگر نبی پاک ﷺ کی ذات بابرکات کسی قسم کے نفع اور نقصان کی مالک نہیں تو اللہ تعالیٰ کیوں ان کے در پر جانے کے لئے حکم دے رہا ہے۔

اسی طرح سورۃ الطور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وذکر فان الذکری تنفع المومنین.

ترجمہ: اور سمجھا کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو۔

وجہ استدلال: اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی نصیحت مومنوں کے لئے فائدہ مند ہے تو ان تمام آیات کی رو سے ثابت ہو گیا کہ آیت کریمہ

"قل لا املک لنفسی نفعاً ولاضراً الاماشاء اللّٰہ"

کا یہی مطلب ہے کہ ذاتی طور پر نبی پاک علیہ السلام نفع ونقصان کے مالک نہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے آپ ﷺ نافع ہیں۔ اس امر کی مزید وضاحت۔ کے لئے آیت کریمہ

قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا .

میں ذاتی اختیار کی نفی ہے کہ جب حضرت سلیمان نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے اس کا تخت میری بارگاہ میں پیش کرے۔ ایک سرکش جن نے کہا۔

انا اتیک به قبل ان تقوم من مقامک وانی علیه لقوی امین.

تو اس آیت میں اس امر پر صاف دلالت موجود ہے کہ جن کو اتنی طاقت اور اختیار حاصل تھا کہ وہ تین مہینے کی مسافت پر پڑے ہوئے تخت کو محفل برخاست ہونے سے پہلے آپ کی بارگاہ میں پیش کردے۔ تو اگر جن کے اندر اتنا عطائی اختیار ہو سکتا ہے تو پھر نبی کریم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ کسی شے کے مالک ومختار نہیں یہ کس طرح صحیح ہو سکتا

ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے ایک ولی نے عرض کیا۔

انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک.

میں جاتا ہوں اور پلک جھپکنے سے پہلے تخت آپ کی بارگاہ میں لاتا ہوں۔ تو جب سلیمان کی امت کے ولی کا اتنا اختیار ہے تو نبی پاک ﷺ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں ان کے اختیار کا کیا عالم ہوگا۔

اب ایک حدیث پاک پیش کر کے ہم ثابت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ذاتی طور پر نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں بلکہ عطائی طور پر ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عمر سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

انی اعلم انک حجر ما تضر ولا تنفع ولولا انی ایت رسول اللّٰہ یقبلک ما قبلتک"

میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول پاک ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **ماتضر و لا تنفع ای فی الذات"**

علامہ بدرالدین عینی بھی فرماتے ہیں:

ما تضرو لا تنفع ای بالذات. (عمدۃ القاری شرح بخاری)

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری کے اندر فرماتے ہیں: ای فی الذات۔

یہی مضمون ارشاد الساری شرح بخاری، کرمانی، ابن بطال، عون المعبود اور بذل المجہود کے اندر بھی موجود ہے۔

وجہ استدلال: اگر پتھر سے نفع ونقصان کی نفی کی جائے تو وہاں ذاتی مراد ہونا

ہے۔ جیسا کہ شراح حدیث لکھ رہے ہیں تو پھر نبی پاک ﷺ سے جہاں نفی مراد ہوگی وہ بھی ذاتی نفع ونقصان کی ہوگی نہ کہ عطائی کی۔

نوٹ: اگر دیوبندی حضرات کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نافع اور ضار ہے تو پھر وہ زہر کیوں نہیں کھاتے۔ تو ماننا پڑے گا کہ یہ اس لیے نہیں کھاتے کہ زہر نقصان دینے والی چیز ہے۔ تو زہر کے اندر نقصان ہوسکتا ہے تریاق کے اندر نفع ہوسکتا ہے تو نبی پاک ﷺ جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں آپ بطریق اولی تمام امور دینوی ودنیاوی میں نافع وضار ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح حدیث پاک کے اندر آتا ہے۔

لو كان شئ سابق القدر لسبقته العين.

اگر کوئی چیز تقدیر پر بھی سبقت لیجانے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی۔ (مسلم شریف)

اسی طرح تفسیر ابن کثیر کے اندر صحیح سند کے ساتھ حدیث مروی ہے۔

العين تدخل الرجل القبر والجمل القدر.

نظر بد اچھے بھلے انسان کو موت تک پہنچا سکتی ہے اور تندرست اونٹ کو ذبح ہونے کی نوبت تک پہنچا سکتی ہے۔

ملا علی قاری جن کے بارے میں سرفراز صاحب فرماتے ہیں ان کی مفصل عبارات حجت ہیں وہ مرقاۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب نظر بد کے اندر اتنی تاثیر ہوسکتی ہے پھر اللہ کے ولی کا کیا مقام ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں:

كيف نظر الولي حيث يجعل الكافر مسلما والفاسق صالحا والجاهل عالما والكلب انسانا"

ولی کی نگاہ کا یہ مقام ہے کہ کافر کو مسلمان کردیتی ہے جاہل کو عالم بنادیتی ہے فاسق کو

نیک بنادیتی ہے اور کتے کو انسان بنادیتی ہے۔

وجہ استدلال: جب عام ولی کی نظر میں بقول علی قاری اتنا نفع ہے کہ تو پھر سید الانبیاء ﷺ کی نظر رحمت اور نفع رسانی کا کیا عالم ہوگا۔ اور جن کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالنے کی وجہ سے اولیاء اتنے صاحب کمال بن جاتے ہیں تو اس مخدوم اور مطاع ہستی کی اپنی ذات کا کیا عالم ہوگا۔

ہم اس امر کی مزید وضاحت کے لئے مرثیہ گنگوہی کے چند اشعار پیش کرتے ہیں دیوبندی کے شیخ الہند محمود الحسن، رشید احمد گنگوہی کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم
حوائج دین ودنیا کے ہم کہاں لیجائیں یارب
گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی وروحانی

اب سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ جو پوری کائنات کے لئے مربی ہوں کیا وہ کائنات کے لئے نافع نہیں ہیں؟ اسی طرح جو مردوں کو زندہ کریں اور زندوں کو مرنے نہ دیں کیا ان کی ذات نفع مند نہیں ہے۔ جس سے دین ودنیا کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہوں کیا وہ نافع نہیں ہوگا۔ کم از کم مولوی سرفراز نے اگر یہ احادیث بھی یاد رکھی ہوتیں تو یہ اعتراض نہ کرتے۔

خير الناس من ينفع لناس. (کنز العمال)

من استطاع ان ينفع اخاه فلينفعه. (مسلم شریف)

وہابیہ کے دوسرے استدلال کا جواب

وہابی حضرات نبی پاک ﷺ سے اختیارات کی نفی کرنے کے لئے ایک اور آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔

لیس لک من الامر شی.

تو ہم سطور ذیل میں اس آیت کریمہ کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کریں گے۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں امر تکوینی کی نفی ہے کہ آپ کسی کو پیدا نہیں کرتے اگر اس آیت سے مطلق ہر امر کی نفی مراد ہو تو پھر آیت کریمہ

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم .

کا کیا مطلب ہوگا تو جن کے غلام اولی الامر ہیں کیا ان کے آقا بے اختیار ہیں۔ نیز اس آیت کریمہ میں اگر مطلق امر کی نفی ہو تو دوسری آیت کریمہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کی امتیازی شان بیان کی ہے۔

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر .

اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولسلیمان الریح عاصفة تجری بامره.

ترجمہ: ہم نے تیز چلنے والی ہوا ان کے ماتحت کردی تھی جو ان کے حکم سے چلتی تھی

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فسخرنا له الریح تجری بامره رخاء حیث اصاب.

ترجمہ: ہم نے ہوا سلیمان کے ماتحت کردی تھی وہ ان کے حکم سے چلتی تھی یہاں وہ

ارادہ کرتے۔

تو جب حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اختیار عطا فرمایا ہے بلکہ یہ مقام بھی عطا فرمایا ہے کہ جاہیں تو دوسروں کو بھی یہ اختیار عطا فرما سکتے ہیں تو پھر نبی پاک ﷺ جو حضرت سلیمان کے بھی آقا ہیں آپ کے تصرفات واختیارات تو ان سے بھی فائق ہوں گے۔

دیابنہ کی تیسری دلیل:

وہابی حضرات نبی پاک ﷺ کے اختیارات کی نفی میں ایک یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا.

ترجمہ: تم فرماؤ کہ میں تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں۔ (سورہ جن پارہ 29)

وہابیہ کے استدلال کا جواب

اس آیت کریمہ میں سرکار ﷺ کے ذاتی اختیار کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔ اسی طرح دوسری آیت جو تھی وہاں الا ماشاء اللہ کا لفظ بھی تھا تو یہاں بھی الا ماشاء اللہ کی قید معتبر ہوگی موسیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا املک الا نفسی واخی. (پارہ 6)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا۔

اگر اس آیت کریمہ کے اندر جو وہابی حضرات پیش کرتے ہیں ہر قسم کے اختیار کی نفی ہو ذاتی کی بھی اور عطائی کی بھی تو پھر لازم آئے گا کہ موسیٰ علیہ السلام تو اپنی ذات کا بھی اختیار رکھیں اور اپنے بھائی کے بارے میں بھی مختار ہوں۔ اور نبی

پاک ﷺ کسی شے کے مختار نہ ہوں تو اس طرح اُن کی برتری نبی پاک ﷺ پر لازم آئے گی ویسے بھی قاعدہ ہے کہ اگر مطلق اور مقید ایک ہی حادثہ میں وارد ہوں تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اب آیت کریمہ

"قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضراً الا ماشاء اللّٰہ.

اور آیت کریمہ

قل انی لا املک لکم ضراً وّلا رشدا"

یہ دونوں ایک ہی حادثہ میں وارد ہیں لہذا جو معنی ایک آیت کا ہوگا وہی دوسری کا ہوگا

دیابنہ کی چوتھی دلیل:

وہابی حضرات نبی پاک ﷺ کے اختیار کی نفی میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

انک لا تھدی من احببت. (سورۃ القصص)

ترجمہ: بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو۔

وہابی حضرات کا استدلال یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ ابو طالب کے واسطے یہ ہی چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہوجائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ضروری نہیں کہ جس کو تم چاہو اس کو ہدایت نصیب ہوجائے۔ تو وہابی حضرات کا کہنا یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ جب اپنے چچا کو باوجود قلبی خواہش کے مسلمان نہیں کرسکے تو آپ مختار کل کیسے ہوئے۔

وہابیہ کے استدلال کا جواب:

ہمارا جو عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ مختار کل ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا اختیار اللہ تعالیٰ کے اختیار سے بڑھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ بھی چاہے تو پھر بھی آپ کسی کو مسلمان کر سکتے ہیں جس طرح ہم چلنے پھرنے میں حرکت کرنے میں بااختیار ہیں اسی طرح ہمیں اس

بات کا بھی اختیار ہے کہ جہاں چاہیں سفر کریں لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو باوجود چاہنے کے ہم کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و ما تشاء ون الا ان یشاء اللّٰہ رب العالمین.

صوفیاء کا مشہور مقولہ ہے:

لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللّٰہ .

ترجمہ: نہیں کوئی ذرہ حرکت کرتا مگر اللہ کی توفیق سے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عرفت ربی بفسخ العزائم.

میں نے اپنے رب کو ارادوں کے توڑنے سے پہچانا۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الر. کتاب انز لنه الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور.

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ۔ تو یہاں اندھیروں سے مراد کفر ہے اور اجالے سے مراد اسلام ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد ارسلنا موسی بایتنا ان اخرج قومک من الظلمت الی النور.

ترجمہ: اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لا۔

تو یہاں اس آیت کے اندر بھی اس امر پر واضح دلالت موجود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو کفر سے ہدایت کی طرف لانے پر اللہ کی توفیق سے قادر تھے ورنہ اگر

قادر نہ ہوں تو اس کا اللہ تعالیٰ کا اُن کو حکم دینا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالوں میں لاؤ، یہ تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہو جائے گا۔ اب ہم اس امر کی وضاحت کے لئے کہ ظلمت اور نور کے لفظ ان دونوں آیتوں میں گمراہی اور ہدایت کے معنی میں استعمال کے لئے گئے ہیں دو آیات کریمہ پیش کرتے ہیں۔ پہلی آیت کریمہ اس طرح ہے:

اللّٰہ ولی الذین یخرجھم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیائھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمٰت.

ترجمہ: اللہ ولی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انھیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ (البقرہ پارہ 3)

دوسری آیت کریمہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھو الذی یصلی علیکم وملا ئکتہ لیخرجکم من الظلمٰت الی النور.

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالوں کی طرف نکالے اب یہاں بھی ظلمت کا لفظ گمراہی کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور نور کا لفظ ہدایت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ

لیخرجکم من الظلمٰت الی النور میں "**لیخرجکم**" کا جو لفظ ہے وہ "**لیدیم اخراجه**" کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کفر سے نکلنا اور اسلام پر قائم رہنا اس میں ہمیشگی پیدا کرے اور تمہیں اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اسی ضمن میں ایک حدیث پاک پیش کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دل کی سیاہی کو نور ایمان سے تبدیل کر سکتے ہیں۔

ابن ماجہ اور نسائی شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان کی

نقل بنا رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے اُنہیں بلایا اور فرمایا کہ اذان کے کلمات کو دہراؤ۔ انہوں نے عرض کی کہ میں تو ویسے ہی مذاق بنا رہا تھا۔ لیکن نبی پاک ﷺ نے اس پر فرمایا چلو تم کلمات ادا تو کرو جب انہوں نے اذان کے کلمات ادا کرنے شروع کئے تو نبی پاک ﷺ نے اُن کے سینے پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا تو اُن کے دل کی جو سیاہی تھی وہ نور ایمان میں تبدیل ہو گئی اور وہ سچے پکے مسلمان بن گئے۔

مفسر روایت ابو داؤد شریف اور نسائی شریف دیو بندی حضرات کا یہ استدلال کرنا کہ اگر نبی پاک ﷺ مختار ہوتے تو اپنے چچا کو مسلمان کر لیتے لہذا چونکہ مسلمان نہیں کیا اور وہ آپ کی خواہش کے باوجود آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوا لہذا آپ مختار کل نہیں۔ کاش وہ لوگ ایسے استدلال پیش کرنے سے پہلے اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی ارشاد پڑھ لیتے وہ فرماتے ہیں میں تو بحمد اللہ کی توفیق سے اکثر تدابیر سے ہی کام لیتا ہوں وجہ یہ ہے کہ اول تو مجھ میں قوت باطنی نہیں ہے ہاں قوت بطنی تو ہے دونوں وقت پیٹ بھر کر کھا لیا لیکن میں کہتا ہوں اگر قوت باطنی ہوتی بھی تو میں اس سے کام نہ لیتا اس لئے کہ انبیاء کی سنت نہیں ہے مجال تھی کہ ابو جہل اور ابو لہب ایمان سے رہ جاتے اگر حضور ﷺ قوت باطنی سے کام لیتے۔ (افاضات یومیہ جلد 6 صفحہ 261)

دیو بندی حضرات کو چاہیے کہ کم از کم اپنے حکیم الامت کی اس بات کو مان کر نبی پاک ﷺ کے اختیار کی نفی کرنے کے لئے ابو طالب والے واقعہ سے استدلال کرنا چھوڑ دیں کیونکہ بقول تھانوی نبی پاک ﷺ قوت باطنی سے ابو جہل اور ابو طالب کو مسلمان کر سکتے تھے تو جب ابو جہل، ابو لہب کو آپ قوت باطنی سے مسلمان کر سکتے تھے تو ابو طالب کو بھی کر سکتے تھے لیکن نبی پاک ﷺ چاہتے تھے کہ وہ اپنی مرضی سے اور اپنے اختیار سے اسلام کے دائرہ

میں داخل ہو جائیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو کفر پسند نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا یرضی لعبادہ الکفر.

اس کے باوجود کئی بلکہ اکثر لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین.

اکثر لوگ اگرچہ آپ خواہش بھی کریں مسلمان نہیں ہوں گے۔

اسی طرح فرمایا:

لوشئنا لاتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین"

یعنی اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ اگر ہم مجبور کر کے ہدایت عطا فرماتے تو ساری دنیا ہدایت پر ہوتی اسی طرح دوسری آیت ہے۔

لوشاء لھداکم اجمعین.

اگر اللہ تعالیٰ چاہتے یعنی بطور جبر اور اکراہ کے تو ساری دنیا کو ہدایت حاصل ہو جاتی۔

نوٹ: دیوبندی حضرات مولوی اشرف علی تھانوی کی اس عبارت کو تو مانتے ہیں کہ جس میں اُس نے کہا کہ نبی پاک ﷺ جیسا علم غیب بچوں اور جانوروں کو بھی ہے دیوبندی اس عبارت کو تو صحیح مانتے ہیں لیکن وہی تھانوی صاحب جب یہ کہیں کہ نبی پاک اگر باطنی تصرف کرتے تو ابوجہل، ابولہب کو مسلمان کر سکتے تھے لیکن اس عبارت کو نہیں مانتے اور یہی

کہتے رہتے ہیں کہ ہم کوئی تھانوی صاحب کے مقلد تو نہیں ہیں۔

دیابنہ کی پانچویں دلیل:

وہابی حضرات نبی پاک ﷺ کے اختیارات کی نفی پر یہ استدلال بھی پیش کرتے ہیں

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ.

ترجمہ: تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ کے۔ (انعام پارہ 7)

وہابیہ کے استدلال کا جواب:

اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے کہ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ تفسیر نیشا پوری میں علامہ نظام الدین ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے یہاں دعویٰ کی نفی کی ہے کہ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس خزانے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں جہانوں کے خزانے عطا فرمائے۔ تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں:

لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ای من حیث انا والا ولہ مقام وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی.

تفسیر خازن میں مصنف لکھتے ہیں:

قل یا محمد لھؤلاء المشرکین لا اقول لکم.

ترجمہ: یعنی مشرکین سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔

تو یہ مشرکین سے خطاب ہے کیونکہ اس آیت کا ماقبل ہے۔

والذین کذبوا بایتنا یمسھم العذاب بما کانو یفسقون.

تو اس ماقبل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سرکار ﷺ نے مشرکین کو ارشاد فرمایا جو آپ سے بطور تعنت وعناد مختلف قسم کے مطالبات کیا کرتے تھے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی بھی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی کوئی شخص جو مدعی نبوت ہو اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الٰہیہ کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں کہ جب بھی اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے تو وہ ضرور ہی کر دکھلائے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا اعطینک الکوثر.

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی، علامہ آلوسی، علامہ قرطبی، صاحب کشاف، تفسیر فتح العزیز کے مصنف علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ ابوحیان اندلسی، علامہ علاؤالدین خازن، علامہ صاوی، علامہ جمل اور علامہ نیشاپوری اسی طرح دیگر مفسرین مثلاً صدیق حسن خان بھوپالی اور علامہ اسماعیل حقی یہ سب حضرات لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں کے خزانے عطا فرمائے ہیں۔

سرکار کے اختیارات کا ثبوت احادیث کی روشنی میں:۔

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے۔

انی اعطیت بمفا تیح خزائن الارض.

ترجمہ: مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

اسی طرح بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے۔

بین ما (بینما) انا نائم اوتیت بمفا تیح خزائن الارض فوضعت فی یدی.

ترجمہ: میں سویا ہوا تھا تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں دے دی گئیں:۔

اسی طرح مسند احمد اور ابن حبان میں حدیث ہے۔

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق.

کہ تمام دنیا کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس ایک چتلے گھوڑے پر لاد کر لائی گئیں۔ (اس حدیث کی سند صحیح ہے زرقانی)

بخاری شریف کے اندر حدیث پاک ہے جو حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ پانی کی کمی ہوگئی آپ نے فرمایا تلاش کرو کسی کے پاس کچھ پانی بچا ہو تو لے آؤ لوگ ایک برتن لے آئے جس میں ذرہ سا پانی تھا۔ آپ نے برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا آؤ اور وضو کا پانی اور خدا کی برکت لو حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح پھوٹ رہا ہے۔

حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا جب نہ ملا تو مجھ سے فرمایا لشکر میں پانی تلاش کرو۔ میں نے پتہ کرنے کے بعد عرض کی کہ قافلہ بھر میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملا۔ ایک انصاری نبی پاک ﷺ کے لئے اپنی مشکوں میں پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس ہی جا کر دیکھو ہوسکتا ہے اس کی مشک میں پانی ہو۔ اس میں بالکل معمولی پانی تھا۔ سرکار ﷺ نے پانی کو ہاتھ مبارک میں لیا اور اس پر کچھ پڑھا۔ پھر اس کو اپنے ہاتھ سے ملنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس کسی کے پاس اتنا ٹب ہو جو پورے قافلے کو کافی ہوجائے وہ اس کو لے آئے چنانچہ ایک بڑا ٹب آپ کی

خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ مشکیزہ لو اور بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈالو۔ میں نے بسم اللہ کہہ کر پانی برتن میں ڈالا تو میں نے دیکھا کہ پہلے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلا پھر پورے ٹب میں پھیل گیا۔ (مسلم)

ان دونوں احادیث میں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے تو اس امر پر واضح دلالت موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ لشکر میں پانی نہیں تھا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ لشکر میں پانی نہیں ہے تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کچھ تو ہے تو ایک برتن پیش کیا گیا جس میں معمولی پانی تھا آپ نے اپنی انگلیاں برتن کے اوپر پھیلائیں تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ سرکار اس بات پر قادر تھے کہ اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائیں۔

اسی طرح ایک حدیث پاک حضرت جابر ؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور سفر کے دوران عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ آپ کے سامنے ایک برتن میں معمولی سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنی انگلیاں مبارک پھیلا دیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ آؤ وضو کے پانی کی طرف اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت کی طرف۔ میں نے دیکھا کہ پانی پھوٹ پھوٹ کر آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا حتیٰ کہ تمام صحابہ ؓ نے وضو بھی کر لیا اور پی بھی لیا اور اس وقت صحابہ کرام ؓ کی تعداد چودہ سو تھی۔

حضرت جابر ؓ سے ہی ایک اور حدیث پاک مروی ہے کہ صلح حدیبیہ میں اُن کو

پانی نہ مل سکا اور ہم کو سخت پیاس لگی۔ نبی پاک ﷺ کے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا تھا۔ آپ نے اس سے پانی لے کر وضو کیا لوگ پانی دیکھ کر بے تابی کے ساتھ اس طرف لپکے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے پانی ہے بس یہی ہے جو آپ کے پاس ہے۔ نبی پاک ﷺ نے تھیلے میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا تو پانی خوب پیا اور وضو بھی فرمایا۔

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمارے لئے کافی ہوتا مگر ہم اس وقت پندرہ سو تھے۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ہم مقام زوراء میں تھے نماز کا وقت ہو گیا لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا تو نبی پاک ﷺ نے پیالہ منگوایا جس میں بالکل معمولی سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ڈالا تو پانی آپ کی انگلیوں سے اُبلنے لگا۔ اس وقت صحابہ کرام کی تعداد تین سو تھی اور پانی سب کے لئے کافی ہو گیا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک رات پانی ختم ہو گیا صبح کے وقت نبی پاک ﷺ نے وضو کے لئے پانی کا جو برتن تھا وہ منگوایا اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس سے مختصر وضو فرمایا اور اس سے جو پانی بچا اس کے متعلق فرمایا کہ اس کو محفوظ رکھنا آئندہ چل کر اس سے ایک بڑا معجزہ ظاہر ہو گا۔ جب دن خوب چڑھ گیا اور سورج کی گرمی سے ہر چیز جلنے لگی تو لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم تو پیاس سے مر گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں تم پر کوئی ہلاکت نہیں ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے وضو کے پانی کا برتن منگوایا اور برتن کو دیکھ کر لوگ اس پر امنڈ پڑے آپ نے فرمایا اپنے اخلاق ٹھیک کر و تم میں سے کوئی پیاسا نہیں رہے گا سارے سیراب ہو جائیں گے۔ سرکار

ﷺ نے پانی انڈیلنا شروع کیا اور حضرت ابوقتادہ ؓ نے لوگوں کو پلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ سارے لوگ سیراب ہو گئے حتیٰ کہ نبی پاک ﷺ اور ابوقتادہ ؓ کے علاوہ کوئی بھی نہ بچا جس نے پانی نہ پیا ہو۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نوش فرمالیجئے۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں جو پلانے والا ہوتا ہے وہ سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

اب اس حدیث پاک کے یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے حالانکہ پانی تو حضرت ابوقتادہ ؓ پلا رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ صرف انڈیل رہے تھے لیکن چونکہ اصل ساقی سرکار ﷺ ہی تھے کیونکہ سرکار ﷺ کے معجزہ کی وجہ سے اور خداداد اختیار کی وجہ سے پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ پورے لشکر کے لئے کافی ہو گیا۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو ساقی فرمایا۔

بخاری و مسلم میں حدیث پاک ہے کہ حضرت جابر ؓ نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے تو آپ ﷺ تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ چند آدمی اور ہوں۔ سرکار علیہ السلام نے عام اعلان فرما دیا۔

یا اهل الخندق حیّ هلا بکم قد صنع لکم جابر سورا.

پھر سرکار علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہنڈیا میں لعاب دہن ڈالا۔ اور فرمایا کہ کسی روٹیاں پکانے والی کو بلاؤ۔ تو سرکار ﷺ نے وہ کھانا جو صرف چند آدمیوں کے لئے تیار کیا گیا تھا اس سے ہزار آدمی کو سیر فرما دیا۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں۔

ان عجیننا لیخبز کما هو وان برمتنا لتغط کما هی.

آٹے کے اندر بھی کوئی کمی نہ آئی اور سالن کے اندر بھی کوئی کمی نہ آئی۔

نوٹ: بخاری شریف میں ہے کہ سرکار ﷺ کا حکم ہے کہ جب کسی کو دعوت طعام

دی جائے تو میزبان کی اجازت کے بغیر دوسرے کو ساتھ نہیں لیجا سکتا۔ لیکن یہاں سرکار مدینہ ﷺ کو عرض بھی کیا گیا یارسول اللہ صرف چند آدمی اور ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرکار ﷺ کو اپنی ذات پہ اعتبار تھا کہ میں آٹھ یا دس آدمیوں کا کھانا ہزار آدمیوں کو کھلا سکتا ہوں۔ تو یہ حدیث بھی نبی پاک ﷺ کے مختار کل ہونے پر واضح دلیل ہے۔

بخاری شریف میں ایک اور روایت ہے جو حضرت جابر ؓ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں میرے والد پر قرضہ تھا تو میں نے اپنے والد کے قرض خواہوں کو کہا کہ پورا باغ لے لو اور قرضہ معاف کر دو لیکن وہ نہ مانے اور ناراض ہو گئے اور سرکار دو عالم ﷺ نے بھی سفارش فرمائی مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

سرکار ﷺ نے حضرت جابر ؓ سے فرمایا کہ تم کھجوروں کو جمع کرو اور کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ پھر سرکار ﷺ کھجوروں کے ایک ڈھیر پر خود جلوہ گر ہو گئے اور اس سے سارا قرضہ ادا فرما دیا۔ اس ڈھیر سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ تو اس حدیث پاک میں بھی دیدہ بینا کے لئے واضح دلیل موجود ہے کہ سرکار ﷺ مختار کل تھے۔

حضرت ابوطلحہ ؓ نے حضرت انس ؓ کے ذریعے سرکار کی بارگاہ میں کھانا بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ ؓ نے بھیجا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! پوچھا کیا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ عرض کی جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانا لے چلو ہم ابھی آ رہے ہیں۔ سرکار ﷺ صحابہ کرام ؓ کو ساتھ لے کر حضرت ابوطلحہ ؓ کے گھر کی طرف چلے تو حضرت ابوطلحہ ؓ نے ام سلیم سے کہا کہ نبی پاک ﷺ تشریف لائے ہیں اور صحابہ کرام ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھانا کھلا سکیں۔ تو اس پر ام سلیم نے کہا۔ اللّٰہ و رسولہ اعلم.

پھر سرکار ﷺ کے ساتھ ستر یا اسی آدمی تھے سب نے کھانا سیر ہو کر کھایا اور کھانے کے اندر کوئی بھی کمی نہ ہوئی۔

اس حدیث پاک کے اندر بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مختار کل ہیں۔ یہ حدیث پاک بخاری شریف کے اندر ہے۔ اسی طرح بخاری شریف میں ہے۔ جب سرکار ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ شادی فرمائی تو شب زفاف کے بعد حضرت ام سلیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کچھ حلوہ دے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو سرکار ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ اصحاب صفہ کی تعداد تین سو تھی لیکن سارے اس کھانے سے سیر ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتہ کہ جس وقت کھانا رکھا گیا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اُٹھایا گیا اس وقت زیادہ تھا۔ تو یہ حدیث پاک بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی عطا سے مختار کل ہیں۔

مشکوٰۃ شریف، شرح السنہ، الوفا اور مستدرک میں حدیث پاک ہے جس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے کہ سرکار ﷺ ام معبد کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک لاغر بکری کھڑی تھی جو چلنے پھرنے سے عاجز تھی لیکن سرکار ﷺ نے اس سے اتنا دودھ نکالا کہ حضرت ام معبد کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔

مفصل روایت مشکوٰۃ اور مستدرک میں موجود ہے۔ تو اس حدیث میں بھی اس امر پر دلیل ہے کہ سرکار ﷺ کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ جس بکری میں دودھ کی صلاحیت بھی نہ ہو اس سے بھی دودھ نکال لیتے ہیں۔

ابن حبان میں صحیح حدیث موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت

مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو سرکار ﷺ نے فرمایا ایسی بکری کو لے آؤ جس کے ساتھ نر نے جفتی نہ کی ہو۔ وہ لے آئے تو سرکار ﷺ نے اس بکری سے بھی دودھ حاصل کر لیا۔ اس حدیث میں بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ سرکار ﷺ معجزات کے اصدار میں با اختیار ہیں۔

بخاری شریف کی متفق حدیث ہے کہ کافروں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔ تفسیر قرطبی اور فتح الباری کے اندر یہ اضافہ بھی مروی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم اسلام لاؤ گے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نبی پاک ﷺ کے اشارے کے اندر اتنی طاقت ہے کہ آپ ﷺ اڑھائی لاکھ میل دور چمکنے والے چاند کو توڑ سکتے ہیں۔ تو جن کے اشارے کی طاقت کا یہ عالم ہے۔ تو پھر ان کی ذات بابرکات کی طاقت کا عالم کیا ہوگا؟

مشکوٰۃ شریف اور دارمی کے اندر صحیح سند کے ساتھ حدیث موجود ہے کہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ایک اعرابی حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا کون آپ کی نبوت پر گواہی دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ درخت جو اس طرف کھڑا ہے۔ تو سرکار ﷺ نے درخت کو بلایا اور اس سے تین دفعہ گواہی طلب کی تو درخت نے تین دفعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سرکار ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اور پھر واپس درخت اپنی جگہ پر چلا گیا اور وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

تنقیح الرواۃ میں ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے یہ حدیث پاک مستدرک علی الصحیحین میں بھی موجود ہے۔ حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

جامع ترمذی کے اندر صحیح حدیث پاک ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیسے پہچانوں کہ آپ ﷺ نبی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کھجور کے اس خوشے کو

بلاؤں تو پھر کیا تو میری نبوت کی تصدیق کرے گا؟ آپ ﷺ نے کھجور کے خوشے کو بلایا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جا تو وہ واپس چلا گیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: هذا حديث حسن صحيح.

اور تنقیح الرواۃ کے اندر بھی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ان دونوں حدیثوں کے اندر اس امر کی واضح دلیل موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ کی حکومت نباتات پر بھی ہے۔

الغرض اس مضمون کی سینکڑوں احادیث ہیں۔ یہ ہم نے بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کی ہیں۔ جو حضرات تفصیل سے سرکار ﷺ کے معجزات کے مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ دلائل النبوۃ للبیہقی، دلائل النبوت ابونعیم اور حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی کا مطالعہ فرمائیں۔

بخاری شریف میں حدیث ہے۔

الله يعطى و انما انا قاسم.

ملا علی قاری اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ علم بھی تقسیم کرتے ہیں۔ اموال بھی تقسیم فرماتے ہیں اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں نعمتوں کے آپ ﷺ قاسم ہیں۔ (مرقاۃ جلد 9 صفحہ 105)

مسند ابو یعلی میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: يا مالك الناس. (مسند ابو یعلی جلد ٦)

مجمع الزوائد میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ جب سرکار ﷺ کو یہ عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا تو یہ حدیث تقریری بن گئی۔ گویا سرکار ﷺ کا اپنے بارے میں یہی عقیدہ ہوا کہ آپ تمام لوگوں کے مالک ہیں۔

اقوال علماء کرام

علامہ ابن حجر مکی الجواہر المنظم میں فرماتے ہیں:

هو صلى الله عليه وسلم خليفه الله الا عظم الذى جعل خزائن كرمه و موائد نعمه تحت يده و ارادته يعطى من يشاء و يمنع من يشاء. (ص 42)

نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانے اور نعمتوں کے سب دستر خوان آپ ﷺ کے قبضے میں دے دیئے ہیں آپ جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور جس کو چاہیں عطا نہ فرمائیں۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں فرماتے ہیں:

كل ماظهر فى العالم فانما يعطيه سيدنا محمد ﷺ فلا يخرج من الخزائن الا لهية شىء الا على يده. (صفحہ 55)

جو کچھ کائنات میں نعمت ملتی ہے وہ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ سے ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے سرکار ﷺ کے کرم اور جود و سخا والے دست سے ملتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد:

حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند۔ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ 223)

ترجمہ: حضرت علی ؓ اور آپ کی تمام اولاد کو پوری امت انتہائی عقیدت کے ساتھ اپنا پیر اور مرشد مانتی ہے اور کائنات کے تمام امور کو ان سے وابستہ سمجھتی ہے۔

مولوی سرفراز صاحب کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ پیغمبر کا منصب ایلچی گری ہے نہ کہ

اللہ کا نائب ہونا لیکن اسی کتاب کے اندر حضرت شاہ صاحب کا مذکور بالا قول بھی موجود تھا جو حضرت کو نظر نہیں آیا۔ انہی شاہ صاحب کا قول ہم تفسیری عزیزی کے حوالے سے پیش کر چکے ہیں کہ جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے وہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متصرف ہوتا ہے نامعلوم شاہ صاحب کے یہ حوالے گنگوہی صاحب کے نزدیک قابل قبول کیوں نہیں ہیں۔ حضرت صاحب پر یہی مثال سچی آتی ہے۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھوتھو۔

علامہ سید احمد طحطاوی ''مراقی الفلاح'' کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

کنیتہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم ابو القاسم لانہ علیہ السلام یقسم الجنۃ بین اھلھا. (کذا فی الزرقانی علی المواھب)

ترجمہ: نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ جنت کو مستحقین کے درمیان تقسیم کرتے ہیں۔

علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کے پاس تمام اہل جہان کے رزق اور روزی کے خزانے ہیں۔ تاکہ آپ ان کے لئے اتنی مقدار نکال کر دیں جو وہ آپ سے طلب کرے۔ جو بھی اس جہان کے رزق میں ظاہر ہو چکا ہے وہ نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے۔ (زرقانی جلد نمبر 5 صفحہ 260) (جلد نمبر 6 صفحہ 455)

اسی طرح کی عبارت ملاّ علی قاری نے شرح شفا جلد دوم صفحہ 209 پر لکھی ہے۔

اسی مضمون کی عبارت نسیم الریاض جلد دوم صفحہ 209 میں موجود ہے اور اسی طرح کی عبارت علامہ خفاجی نے نسیم الریاض جلد اول صفحہ 472 پر موجود ہے اور ملاّ علی قاری نے شرح شفا جلد اول صفحہ 471 پر یہی عبارت موجود ہے۔

اسماعیل دہلوی کی سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ایک اور گستاخی:

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

مولوی اسماعیل کی اس عبارت کے رد میں ہم نے اسی کتاب کے حصہ اول میں کافی بحث کی ہے۔ مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کتنی بڑی دریدہ دہنی ہے مولوی اسماعیل کے چاہنے سے تو تقویۃ الایمان جیسی شرانگیز کتاب وجود میں آجائے اور نبی پاک علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ابرئ الا کمہ والا برص و اُحی الموتی باذن اللّٰہ.

ترجمہ: میں مادر زاد اندھوں کو درست کرتا ہوں اور برص کے داغوں والوں کو بھی درست کرتا ہوں۔ اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے چاہنے سے اُن کے صحابی نے پلک جھپکنے کی دیر میں بلقیس کا تخت اُن کے سامنے پیش کر دیا۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ: قال الذی عندہ علم من الکتاب اَنَا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک.

تو اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ کے ولی کے چاہنے سے بھی اتنا بڑا تخت چشم زدن میں سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچ سکتا ہے کہ جب اللہ کے ولی کے چاہنے سے اتنے بڑے معاملات وقوع پذیر ہو سکتے ہیں تو نبی پاک علیہ السلام جو تمام انبیاء کے سردار ہیں تو آپ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا بہت بڑی بے حیائی ہے۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واترک البحر رھواً۔ دریا کو کھلا چھوڑ دو۔

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل سے گزرے تو آپ نے بنی اسرائیل کے گزرنے کے لئے بارہ رستے بنا دیئے جب آپ اپنی قوم سمیت گزر گئے تو اپنا عصا مارنا چاہا تا کہ دوبارہ خشک راستے ختم ہو جائیں تا کہ فرعون اور اُس کی قوم غرق ہو جائے۔ اس آیت سے واضح طور پر ظاہر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام اس معجزہ کے اظہار پر قادر تھے۔ چاہیں تو اپنے عصا سے خشک راستے بنا دیں اور چاہیں تو عصا کے ذریعے بنے ہوئے راستوں کو ختم کر دیں۔ اس امر پر کہ وہ راستے بنانے پر بھی قادر تھے۔ دلیل یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاضرب لھم طریقاً فی البحر یبساً۔

ان دونوں آیات سے قوی طور ثابت ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے چاہنے سے ایسے خارق للعادت امور ظاہر ہوتے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے چاہنے سے ایسے امور وقوع پذیر ہو سکتے ہیں تو نبی الانبیاء ﷺ کے چاہنے سے کونین کے امور جو ہیں کیوں نہیں وقوع پذیر ہو سکتے؟

نبی پاک ﷺ کے تصرف کا ثبوت احادیث کی روشنی میں:

حدیث نمبر 1:

حضرت ابی ابن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ ایک آدمی آیا۔ اُس نے ایک قراءت کے ساتھ قرآن مجید پڑھا۔ نبی پاک علیہ السلام نے اُس کی قراءت کی تصدیق فرمائی۔ پھر دوسرا آدمی آیا اُس نے دوسری قراءت کے ساتھ پڑھا۔ اُس کی بھی آپ ﷺ نے تائید فرمائی۔ اسی طرح ایک آدمی آیا اُس نے تیسری قراءت

کے ساتھ قرآن مجید پڑھا۔ نبی پاک ﷺ نے اس کی بھی تصدیق فرمائی۔ حضرت اُبی ؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جو اسلام سے پہلے بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جب نبی پاک علیہ السلام نے میرے دل کی کیفیت کو دیکھا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ تو میرے دل سے سب تکذیب زائل ہو گئی اور دوبارہ نور ایمان حاصل ہو گیا۔

(مسلم شریف)

وجہ استدلال:

اس حدیث میں اس امر کی واضح دلالت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام دل میں تصرف کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچا سکتے ہیں۔ اسی لئے امام رازی فرماتے ہیں۔

اِنّ اللّٰہ اعطاھم القدرۃَ ما لاجلہٖ یتصرفون فی بواطن الخلق۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ایسی قدرت عطا فرمائی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مخلوق کے دل میں تصرف کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 2:

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام نے قضائے حاجت فرمانی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جاؤ ان درختوں کو بلا لاؤ۔ وہ درخت حاضر ہوئے تو سرکار علیہ السلام نے اُن کی اوٹ میں بیٹھ کر قضائے حاجت فرمائی۔ اس کے بعد درخت اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(مسلم شریف جلد اول)

وجہ استدلال:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے چاہنے سے جمادات بھی آپ ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔

حدیث نمبر 3:

جنگ خیبر کے موقع پر سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا اُس کو عطا کروں گا۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اُس سے محبت کرتے ہوں گے۔ تو جب صبح ہوئی تو سرکار نے فرمایا علی ابن ابی طالب ؓ کہاں ہے؟ عرض کی گئی کہ اُن کی آنکھوں میں درد ہے۔ سرکار علیہ السلام نے اُن کو بلایا اور اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو ان کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ (بخاری شریف جلد اول)

وجہ استدلال:

جب نبی پاک علیہ السلام کی تھوک مبارک کا یہ کمال ہے کہ آشوب چشم کو دور کر سکتا ہے تو پھر نبی پاک علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ اُن کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، کتنی بڑی بے ایمانی ہے۔

حدیث نمبر 4:

ایک صحابی حضرت عتبہ ؓ کی چار بیویاں تھیں۔ وہ بڑی اعلیٰ قسم کی خوشبو لگاتی تھیں۔ لیکن جو خوشبو اُن کے بدن سے آتی تھیں وہ سب سے زیادہ تھی۔ تو انھوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تیری خوشبو ہم سب کی خوشبو پر فوقیت رکھتی ہے۔ تو اس نے بتلایا کہ ایک بار میرے سارے بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قمیص اُتارو میں نے قمیص اُتار کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک پر لعاب دہن مل کر میرے جسم پر ملا۔ اُس سے میری تکلیف بھی دور ہوگئی اور اس وجہ سے خوشبو بھی پیدا ہوگئی۔

امام طبرانی نے اس حدیث کو معجم اوسط میں نقل فرمایا۔ امام سیوطی نے خصاص کبریٰ میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد کے اندر بھی ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اگر علامہ ہیثمی کو اپنے وقت میں صحیح اور سقیم کی پرکھ نہیں تھی تو اور کس کو تھی۔ (احسن الکلام)

حدیث نمبر 5:

حضرت قتادہ ؓ کی جنگ اُحد میں تیر لگنے کی وجہ سے آنکھ نکل گئی۔ تو آنکھ کا ڈھیلا لے کر سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار علیہ السلام نے اُن کی آنکھ کو جوڑ دیا۔ تو اُس آنکھ کا نور بہ نسبت دوسری آنکھ کے بڑھ گیا۔ جب دوسری آنکھ میں درد ہوتا تھا۔ تو اُس آنکھ میں نہیں ہوتا تھا۔ (یہ حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں، علامہ ابن جوزی نے الوفا میں، علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں اور حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں نقل فرمائی ہے) اس حدیث کی سند پر کوئی جرح منقول نہیں ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے

وجہ استدلال:

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ کے چاہنے سے لوگوں کی بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں اور جن کی بینائی ختم ہو چکی ہو اُن کی بینائی بحال ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر 6:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف کے اثبات پر چھٹی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عتیق ؓ ابو رافع یہودی کو قتل کر کے سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے تو گرنے کی وجہ سے اُن کو شدید چوٹ لگ گئی اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اس وقت وہ اپنی پنڈلی کو

پگڑی کے ساتھ باندھ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اُن کی پنڈلی پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دستِ اقدس پھیرنے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا کبھی مجھے درد ہوا ہی نہیں تھا۔ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف)

وجہ استدلال:

یہ حدیث پاک اس امر پر قطعی الدلالت ہے کہ نبی پاک ﷺ فوق الاسباب امور میں تصرف فرما سکتے ہیں اور آپ ﷺ کے چاہنے سے لوگوں کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ؓ کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے اِذن سے دافع البلاء ہیں۔

حدیث نمبر 7:

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف کے اثبات پر ساتویں دلیل:

حضرت یزید بن ابی عُبید ؓ فرماتے ہیں۔

رأیت أثر ضربة فی ساقِ سلمه بن الاکوع ؓ فقلت یا ابا مسلم ماھذه الضربة؟ قال ضربة اصابتنی یوم خیبر فقال الناس أُصیب مسلمه فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فنَفَث فیه ثلاث نفثات فما اشتکیتها حتی الساعة. (بخاری شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف)

حضرت یزید بن ابی عبید ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ضرب کا نشان حضرت سلمہ بن الاکوع ؓ کی پنڈلی میں دیکھا۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسی ضرب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ضرب مجھے خیبر کے دن پہنچی (لگی)۔ لوگوں نے کہا کہ سلمہ نہیں بچ سکے گا فوت ہو جائے گا۔ پس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے تین بار تھوکا

یا پھونک مارا۔ پس اُس کے بعد سے لے کر آج تک مجھے درد نہیں ہوا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک میں اس امر کا وافر ثبوت ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مشکل کشا ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا بہت بڑی بے ایمانی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر 8:

نبی پاک ﷺ کے متصرف ہونے پر آٹھویں دلیل:

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب دجّال آئے گا تو زمین پر اُس کی حکومت ہوگی۔ یعنی زمین کے تمام خزائن اُس کے قبضے میں ہوں گے اور جب چاہے گا تو اُس کے چاہنے پر آسمان بارش برسا دے گا۔ اور زمین اُس کے چاہنے سے سبزہ اُگائے گی اور وہ ایک شخص کو قتل کرنے کے بعد زندہ بھی کر دے گا۔

وجہ استدلال:

جب اللہ تبارک وتعالیٰ دجال جیسے ملعون کو اتنے اختیارات دے سکتا ہے تو نبی پاک ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بلکہ تمام محبوبین کے سردار ہیں تو اُن کے اختیارات کا کیا عالم ہو گا۔ حیرت ہے کہ دجال کے تو یہ لوگ اختیارات مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس کے چاہنے سے سب کچھ ہو جائے گا۔ لیکن نبی پاک ﷺ (جن کا انہوں نے کلمہ پڑھا ہے) کے بارے میں کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ پتہ نہیں ان کو دجال سے اتنی عقیدت کیوں ہے؟ اور نبی پاک ﷺ سے اتنا بغض کیوں ہے؟ اگر وہ یہ ارشاد فرمائیں کہ دجال کے بارے میں جو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اُس کو تو بطور استدراج یہ کمالات عطاء

کئے گئے ہیں تو نبی پاک ﷺ کے معجزات کے بارے میں سینکڑوں حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات آپ کے قصد و اختیار سے صادر ہوئے۔ پھر اُن احادیث کو نہ ماننے کی کیا وجہ ہے؟

جب اللہ تعالیٰ بطور استدراج دجال کو اختیارات دے سکتا ہے تو بطور معجزہ نبی پاک ﷺ کو بھی کمالات عطا کر سکتا ہے۔

بلکہ سرکار ﷺ کے امتیاز میں یہ فرمان بھی ہے کہ انا اعطینک الکوثر۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ یہاں کوثر سے مراد معجزات کی کثرت ہے۔ دراصل اس حدیث پاک سے ہماری وجہ استدلال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اعداء کو اتنے اختیارات دیتا ہے تو پھر محبوبین پر اس کا کتنا کرم ہوگا۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ دجال جو خدائی کا دعوٰی دار ہوگا جب اُس کو اتنے اختیارات حاصل ہوں گے تو نبی پاک ﷺ جو اللہ کے خلیفہ اور نائب ہیں کیا آپ کے چاہنے سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر 9:

نبی پاک ﷺ کے متصرف ہونے پر نویں دلیل:

شفاء شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت معاذ ؓ جب جنگ بدر میں لڑ رہے تھے تو اُن کا ایک ہاتھ مبارک کٹ گیا۔ لیکن تھوڑا سا کٹنے سے بچ گیا اور لٹکا رہا جو کہ لڑائی میں رُکاوٹ بنا ہوا تھا تو انہوں نے اُس کو اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ کر علیحدہ کر دیا۔ پھر سرکار علیہ

الصلوٰۃ السلام نے اپنے لعاب اقدس سے اُس ہاتھ کو دوبارہ جوڑ دیا۔

حضرت علامہ خفاجی، نسیم الریاض میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی لعاب اقدس بھی مشکل کشاء اور حاجت روا ہے۔ جس ہستی پاک ﷺ کی لعاب اقدس مشکل کشاء اور حاجت روا ہے خود اُن کی ذات اقدس کے مشکل کشا اور حاجت روا ہونے میں کیا شک و شبہ ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر 10:

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متصرف ہونے پر دسویں دلیل:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جُبہ مبارکہ تھا جو کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب اُن کا وصال ہوگیا تو اُسے میں نے حاصل کر لیا۔ ہم اُس جُبہ مبارکہ کو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور شفاء حاصل کرتے ہیں
(مسلم شریف جلد اول)

وجہ استدلال:

جب نبی پاک ﷺ کے جسدِ اقدس سے مس ہونے والے جُبہ مبارکہ میں اتنی برکتیں ہیں کہ ان کا غُسالہ مریضوں کے لئے شفاء بخش ہے تو جن کے جسدِ سے مس ہونے والے جُبہ مبارکہ کی یہ شان ہے تو خود اُس پہننے والی ہستی اقدس کی کیا شان ہوگی۔ پھر اُن کے بارے میں یہ کہنا کہ اُن کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو یہ قول قرآن وسنت کے منافی ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حدیث نمبر 11:

حضور سید عالم ﷺ کے متصرف فی الامور ہونے پر گیارہویں دلیل:

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند موئے مبارک تھے جن کو انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا۔ جب کسی کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی اور مصیبت پہنچتی تو پانی کے تغار حضرت اُم سلمہ کے پاس بھیجتا آپ سرکار ﷺ کے موئے مبارک کو پانی میں ڈبو دیتیں تو اس کے بعد وہ بیمار آدمی اُس پانی کو پیتا اور شفایاب ہو جاتا۔

نوٹ: یہ حدیث پاک بخاری شریف میں موجود ہے۔

وجہ استدلال:

جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر انور سے جُدا ہونے والے موئے مبارک یہ شان اعجازی رکھتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے مریض شفاء یاب ہو جاتے ہیں تو خود نبی پاک ﷺ کی شان کیا ہوگی۔

نوٹ: وہابی ان تمام احادیث مبارکہ کے جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ تمام احادیث معجزات میں سے ہیں لہذا ان سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات بھی تو معجزہ ہیں تو کیا پھر وہ بھی پیش نہیں کرنی چاہییں؟ نیز جو چیز شرک ہے وہ بطور معجزہ ہو تو پھر بھی شرک ہے۔ کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدائی کا دعویٰ شرک ہے لیکن بطور معجزہ دعویٰ خدائی شرک نہیں؟

وہابیہ کے وہم کا ازالہ:

بعض وہابی کہتے ہیں کہ معجزہ میں نبی کا ارادہ شامل نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ

کا فعل ہوتا ہے۔ تو اس کے جواب میں انہی کے قاسم العلوم والخیرات کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ قاسم نانوتوی تحذیر الناس صفحہ 8 پر کہتا ہے کہ

معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے مثل عنایات خاصہ کے بنظر ضرورت ہر وقت اُس کے قبضہ میں ہوتا ہے گاہ بہ گاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔

مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی ''راہ ہدایت'' میں اس عبارت کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ نانوتوی کی عبارت سے یہ مراد نہیں کہ معجزہ نبی کے قصد سے صادر ہوتا ہے کیونکہ اس کی مثال حضرت نانوتوی نے قرآن سے دی ہے حالانکہ قرآن کے بارے میں یہ کسی کا عقیدہ نہیں ہے کہ وہ نبی پاک علیہ السلام کے قصد سے صادر ہوا ہے۔

گکھڑوی جواب کا رد:

گکھڑوی موصوف کی یہ عبارت انتہائی بیہودہ ہے نانوتوی کی عبارت اس طرح ہے کہ معجزہ جو ہر نبی کو ملتا ہے وہ ہر وقت اُس کے قبضے میں ہوتا ہے تو کیا قرآن مجید ہر نبی کو ملا ہے؟ پھر اگر نانوتوی نے مثال غلط دی ہے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے جو شخص لفظ خاتم النبیین کے معنی پوری اُمت کے نظریہ کے برعکس نئے گھڑ سکتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹ بول سکتے ہیں تو اگر اُس نے یہ مثال غلط دے دی ہے تو پھر اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ نیز گکھڑوی صاحب بجائے اس کے کہ نانوتوی صاحب کا رد کرتے کہ اُس نے مثال غلط کیوں دی ہے۔ وہ مؤلف ''نور ہدایت'' مولانا حسین الدین شاہ صاحب پر غصہ کا اظہار فرما رہے ہیں۔ نیز معجزہ کے اختیاری ہونے پر ہم نے اسی کتاب کے پہلے حصہ میں شرح عقائد شرح مواقف احیاء العلوم، زرقانی علی المواہب، فتح الباری، بلکہ خود قرآن

مجید کی آیات سے ثابت کیا ہے کہ معجزات انبیاء کے قصد سے صادر ہوتے ہیں۔

وہابیہ کو یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر معجزات انبیاء کا صدور اختیاری مان لیا جائے تو پھر انبیاء علیہم السلام کا مختار کل ہونا لازم آ جاتا ہے اور یہ ان کے لئے انتہائی مہنگا سودا ہے۔ لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد ایسے امور ذکر فرمائے ہیں جو خوارق العادت ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے ارادہ سے صادر ہوئے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی.

اس کی تفسیر میں امام رازی، علامہ آلوسی، قاضی بیضاوی، علامہ نسفی، علامہ خفاجی، شیخ زادہ شارح بیضاوی یہ سب حضرات لکھتے ہیں کہ آیت میں اس امر کا بیان ہے کہ کنکریاں پھینکنا اور تمام کافروں کی آنکھوں میں اُن کا پڑ جانا یہ امر خارق للعادت ہے اس میں قصد نبی پاک ﷺ کا ہے اور اس فعل کی خلق اللہ کی جانب سے ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی، کبیر، کشاف، مدارک، عنایۃ القاضی، روح المعانی، مدارج النبوت، مظہری، خازن، قرطبی، صاوی علی الجلالین، معالم التنزیل، شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی ان تمام کتب میں اس امر کی صراحت ہے کہ اس معجزہ کے اندر سرکار علیہ السلام کے ارادے کا دخل تھا اور خلق اللہ کی جانب سے تھی۔ جس طرح تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام افعال چاہے وہ عادیہ ہوں یا غیر عادیہ، سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ کماقال اللہ تعالی :

واللہ خلقکم وما تعملون.

وہابیہ کے ایک اور اعتراض کا جواب

وہابی حضرات کہتے ہیں کہ اگر انبیاء کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے تو نبی پاک ﷺ چاہتے تھے کہ ابو طالب مسلمان ہو جائیں لیکن وہ مسلمان نہ ہوئے، ابراہیم علیہ السلام چاہتے تھے کہ اسماعیل ذبح ہو جائیں لیکن نہ ہوئے۔ تو ثابت ہوا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا؟

اعتراض کا جواب:

وہابیہ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور دلیل میں دو جزوی واقعات پیش کر دیئے۔ اُن کا دعویٰ سالبہ کلیہ کا ہے اور دلیل میں سلب جزی کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ سلب جزی سے سلب کلی ثابت نہیں ہوتا۔ دلیل کی تین اقسام ہیں۔ قیاس، استقراء، اور تمثیل جبکہ وہابیہ کی مذکورہ دلیل ان تین اقسام میں سے نہیں ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کے لئے عطائی اختیار مانتے ہیں اور عطائی اختیار کی شان یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق و رضا شامل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ارادہ نہ کرے عطائی اختیار مؤثر نہیں ہو سکتے۔ "کماقال اللہ تعالیٰ.

وما تشآءون الا یشآء اللہ رب العلمین.

اور یہ بات طے شدہ ہے کہ کئی امور ہمارے بس اور اختیار میں ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں ہوتا تو ہم باوجود کوشش کے اُن امور کو سرانجام نہیں دے سکتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

عرفت ربی بفسخ العزائم .

جب انبیاء علیہم السلام کے اختیارات عطائی ہیں ذاتی نہیں تو ایسے واہیات اعتراضات کرنا بے وقوف ہونے کی علامت ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا نبی پاک ﷺ کی شفاعت سے انکار

مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان صفحہ 35 پر لکھتے ہیں کہ شفاعت کی تین قسمیں ہیں۔(ا)شفاعت بالوجاہت۔(2)۔شفاعت بالمحبت۔(3)شفاعت بالاذن۔

1:شفاعت بالوجاہت:

مثلاً بادشاہ کے پاس کسی مقتدر وزیر نے ایک مجرم کی سفارش کی، بادشاہ اس خطرے کے پیش نظر اس کی سفارش مان لیتا ہے کہ نہ ماننے کی صورت میں وزیر ناراض ہو جائے گا۔ اور نظام مملکت میں خلل پڑھ جائے گا۔اس اعتبار سے بارگاہ الٰہی میں شفاعت نہیں ہوسکتی کیونکہ کسی بھی بزرگ شخصیت کو بارگاہ الٰہی میں یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔

2۔شفاعت بالمحبت:

مثلاً بادشاہ کا محبوب سفارش کرے اور بادشاہ اس کی سفارش اس لئے قبول کرلے کہ محبوب روٹھ نہ جائے۔اور اس کے روٹھنے سے مجھے رنج لاحق نہ ہو۔یہ شفاعت بھی بارگاہ الٰہی میں نہیں ہوسکتی۔

3۔شفاعت بالاذن:۔

مثلاً چور گرفتار ہوکر بادشاہ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے۔اپنے کئے پر نادم ہے۔اور کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں لیتا۔بادشاہ اُسے معاف کرنا چاہتا ہے۔لیکن آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرسکتا، کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر

اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔اور جس نبی وولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے۔سو اس کے معنی یہی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے شفاعت کی تین قسمیں بنا کر گویا شفاعت کا بھی انکار کر دیا۔کیونکہ اُس نے جو شفاعت بالوجاہت کا معنی بیان کیا ہے۔یہ بالکل قرآن وسنت کے خلاف ہے۔کیونکہ اگر وجاہت کا یہ مطلب ہو۔کہ اللہ تعالیٰ کسی سے ڈر کر کسی کی بات مان لے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی اپنا وجیہہ بنانا ہی نہیں چاہیے حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک وجیہہ تھے۔کما قال اللہ تعالیٰ

وکان عند اللہ وجیہا.

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک دنیا اور آخر میں وجیہ تھے۔لہذا شفاعت بالوجاہت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی عزت افزائی کے لئے اُن کی بات کو مان لے۔جس طرح سرکار علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک ، قل تسمع، سل تعط ، واشفع تشفع.

ترجمہ:اے محبوب!سر اُٹھا لیجئے آپ کہتے جایئے میں مانتا جاؤں گا۔آپ مانگیئے میں عطا کروں گا۔آپ شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

صحیح مسلم شریف میں ایک اور حدیث پاک ہے۔

قال علیه الصلوٰة والسلام یجمع الله الاولین والاخرین یوم القیمة فیهتمون اوقال فیلهمون فیقولون لواستشفعنا الی ربنا"

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا پس تمام غمگین ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کو الہام کرے گا کہ شفاعت طلب کرنے کے لئے جائیں تو وہ کہیں گے کتنا اچھا ہوتا کہ ہم دربار الٰہی میں کسی کو شفیع بناتے۔

بعض روایات میں آتا ہے۔

ماج الناس بعضهم فی بعض.

بعض لوگ بعض سے ٹکرائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم مالا یطیقون ولا یحتملون فیقولون الا تنظرون من یشفع لکم.

ترجمہ: آفتاب قریب ہو جائے گا لوگوں کو اتنا غم لاحق ہوگا جس کی طاقت نہیں رکھیں گے، ایسے برداشت نہیں کر پائیں گے تو آپس میں کہیں گے کیا تم ایسی ہستی کو نہیں ڈھونڈتے جو تمہاری شفاعت کرے۔ آگے حدیث پاک کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فیاتون ادم فیقولون انت ادم ابوالبشر خلقک الله بیده و نفخ فیک من روحه واسکنک جنته واسجد لک ملئکته وعلمک اسماء کل شیء اشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا الا تری مانحن فیه.

پس حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ابوالبشر

آدم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کے جسد مبارک میں اپنی (مخلوق) روح پھونکی، آپ کو اپنی جنت میں جگہ دی اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شے کے نام سکھائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرمائے، کیا آپ اس مشکل کو ملاحظہ فرماتے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں سفارش نہیں کرتا نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر نوح علیہ السلام کے پاس سارے حاضر ہوں گے اور کہیں گے آپ اہل زمین کی طرف جانے والے پہلے رسول ہیں آپ ہماری سفارش کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تمہاری سفارش نہیں کرتا تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلیل ہیں ہماری سفارش کر دو ہم بہت تکلیف میں ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ میں سفارش نہیں کرتا تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو اللہ نے تورات عطا فرمائی ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں شفاعت کے لئے نہیں ہوں تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے میں شفاعت کے لئے نہیں ہوں تم پر لازم ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے نبی مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف فرما دیئے ہیں پھر وہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ تو آپ ارشاد فرمائیں گے شفاعت کے لئے میں تھا۔ پھر نبی پاک ﷺ شفاعت کا دروازہ کھلوانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی عرض کو شرف قبولیت بخشے گا۔

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو پتہ ہے کہ قیامت

کے دن ساری مخلوق میرے در کی پناہ لے گی اور میں سب کا شفیع بنایا جاؤں گا تبھی تو آپ ارشاد فرمارہے ہیں۔ انا لها انا لها۔

ان حدیثوں کی صراحت کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پا کر کوئی شخص سفارش کردے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے آئین کو بچانے کے لئے کسی کو اشارہ کردے گا۔ یہ اسماعیل کی صریحی دریدہ دہنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

عنقریب آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولسوف یعطیک ربک فترضی۔

عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

احادیث مبارکہ اور ان آیات کی تصریح کے باوجود مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پا کر کوئی بھی بندہ سفارش کردے گا یہ اس کی بدترین جسارت اور جہالت ہے کیونکہ قرآن چودہ سو سال سے اعلان کر رہا ہے اے محبوب، ہم آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائیں گے۔ اسی طرح (پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن و رضی له قولا۔

ترجمہ: اس دن شفاعت نہیں نفع دے گی مگر جس کو اللہ نے اجازت دی اور اس کی بات کو پسند کیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت نفع نہیں دے گی مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرکار ﷺ کے در کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

ولو انهم ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما۔ (سورۃ النساء پارہ 5)

اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے کے لئے نبی پاک ﷺ کی طلب بخشش کو سبب قرار دیا۔ اگر شفاعت برحق نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو سرکار ﷺ کے بخشش طلب کرنے پر مرتب اور معلق نہ فرماتا۔

ان تمام آیات کے ہوتے ہوئے مولوی اسماعیل نے کہہ دیا کہ جو نبی پاک ﷺ کو اپنا سفارشی سمجھے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں حالانکہ قرآن مجید صراحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ اللہ کے اذن سے انبیاء اکرام علیہم السلام اس کی بارگاہ میں سفارش کریں گے۔ گویا اسماعیل نے ان تمام آیات کی تکذیب کی۔

اب اس ضمن میں ہم صحیح مسلم شریف کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔

یزید فقیر کہتے ہیں کہ ایک زمانہ مجھ پر خارجی عقائد کا غلبہ ہو گیا پس ہم ایک کثیر تعداد میں نکلے ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ہم حج کریں گے پھر لوگوں پر اپنی تبلیغ کریں گے پس ہم مدینہ شریف میں سے گزرے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ لوگوں کو سرکار ﷺ کی احادیث سنا رہے تھے اور انھوں نے ایک ستون کا سہارا لیا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے ذکر کیا کہ جہنمی جہنم سے نکل جائیں گے۔ میں نے کہا اے نبی پاک کے صحابی! یہ آپ کیسی حدیثیں بیان کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ جو جہنم میں داخل ہو گیا وہ رسوا ہو گیا اور فرمایا کہ جہنمی جب بھی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے دوبارہ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے پھر تم کیا بیان کر رہے ہو؟ حضرت جابر ؓ نے پوچھا کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے کہ اللہ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا پھر انہوں نے بیان فرمایا کہ جہنم سے ایک جماعت نکلے گی جو جہنم کی آگ کی وجہ سے جل کر کوئلے کی طرح ہو چکے ہوں گے پھر وہ نہر حیات میں غسل کریں گے تو اُن کے چہرے بالکل سفید ہو جائیں گے۔ یزید فقیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ کی اس بیان کردہ حدیث کو سن کر ہم نے سوچا کہ یہ بوڑھے آدمی ہیں بزرگ ہیں تو نبی پاک ﷺ کی طرف جھوٹی حدیث کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔ یزید فقیر کہتے ہیں کہ ہم تمام نے خارجیوں والی رائے سے رجوع کر لیا اور صرف ایک آدمی بچ گیا جو اپنے عقیدے پر قائم رہا۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ 107)

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا انکار کرنا خوارج کا طریقہ ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ؓ نبی پاک ﷺ کی شفاعت والی حدیثوں کو بیان کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں نبی پاک ﷺ کی عظمت اور بلند شان کا نقش ثبت کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آیات کا وہی معنی معتبر ہے جو صحابہ کرام ؓ اور نبی پاک ﷺ نے سمجھا ہو۔

اسی ضمن میں ہم ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ اذا اراد رحمۃ بامۃ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا

سلفا و فرطا بین یدیہ...... الخ۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جب اللہ اپنے بندوں میں سے کسی گروہ کے ساتھ رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کو وفات عطا فرماتا تو وہ نبی روضہ انور میں جا کر اپنی امت کے لئے بخشش کا سامان کرتا ہے۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے لئے شفیع ہیں اور اُن کے گناہوں کی بخشش کا سامان کرنے والے ہیں۔

اسی ضمن میں ایک اور حدیث پاک ہم پیش کر رہے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید اور رمضان شریف بندے کے لئے سفارش کریں گے۔ رمضان شریف عرض کرے گا اے اللہ میں نے اس کو دن میں بھوکا رکھا اور پیاسا رکھا تو میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما قرآن مجید عرض کرے گا کہ اے اللہ میں نے اس کو رات کو سونے سے محروم رکھا میری سُفارش اس کے بارے میں قبول فرما تو رمضان اور قرآن دونوں کی سفارش کو قبول کرتے ہوئے اس بندے کو بخش دیا جائے گا۔

نوٹ: جب رمضان شریف کے روزے جو ہمارا عمل ہیں وہ اگر شفیع ہو سکتے ہیں اور روزے رکھنے والے کی بخشش کا موجب بن سکتے ہیں تو نبی کریم ﷺ جو اللہ کی تمام مخلوقات کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں آپ شفاعت کیوں نہیں کر سکتے؟ اسی طرح اگر قرآن مجید شفاعت کر سکتا ہے تو صاحب قرآن شفاعت کیوں نہیں کر سکتے۔

یہ حدیث پاک مشکوٰۃ شریف کے اندر موجود ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن

یموت بھا"

جو آدمی تم میں سے طاقت رکھتا ہے کہ مدینے شریف میں آ کر مرے تو وہ وہیں آ کر مرے بے شک میں وہاں فوت ہونے والے کی شفاعت کروں گا۔

نوٹ: یہ حدیث پاک ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف کے اندر موجود ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔اسی طرح تنقیح الرواۃ میں اس حدیث کو اور دوسری حدیث پاک جو ہم نے پہلے ذکر کی ہے کہ رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے دونوں حدیثوں کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

اس حدیث پاک کے اندر جو جملہ ہے کہ وہ مدینے شریف میں آ کر مرے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مدینے شریف میں آ کر سکونت اختیار کرے حتیٰ کہ اس کو وہیں موت آ جائے تو ایسے شخص کے لئے سرکار ﷺ نے خصوصی شفاعت کا مژدہ سنایا ہے۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ جو آدمی مدینے شریف کی شدت اور سختی پر صبر کرے گا تو میں اس کے لئے قیامت کے دن شفاعت فرماؤں گا۔

صحیح مسلم شریف میں ایک اور حدیث پاک آتی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اس کے جنازے پر سو آدمی شامل ہو جائیں اور اس کے لئے بخشش کی دعا مانگیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے اس میت کو بخش دے گا۔

ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اس کے جنازے میں چالیس آدمی شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت قبول کرتے ہوئے اس گناہگار کی بخشش فرما دے گا۔

اسی طرح ابوداؤد شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ جس میت کے جنازے

میں تین صفیں جنازہ پڑھنے والوں کی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس میت کو بخش دے گا۔

ابوداؤد شریف کی آخری دو حدیثوں کے بارے میں تنقیح الرواۃ میں لکھا ہوا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی سندیں صحیح ہیں اور ناصر الدین البانی صحیح ابوداؤد میں کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی ایک سورت جو تیس (30) آیتوں پر مشتمل ہے اس نے ایک بندے کی شفاعت کی اور وہ بخشا گیا اور سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ سورت جس نے سفارش کی وہ سورۃ الملک ہے۔اس حدیث کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

وجہ استدلال:

ان مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید بھی اور عام مسلمان بھی شفیع ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت قبول کرتے ہوئے میت کی بخشش فرما دیتا ہے۔تو جب عام مسلمان جو سرکار ﷺ کی غلامی کا دعویدار ہے جب اس کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور میت کی بخشش کا موجب ہے پھر نبی کریم ﷺ جو تمام انبیاء کے بھی سردار ہیں تو آپ کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول کیوں نہیں ہوگی؟ اور آپ کی شفاعت سے لوگوں کی جہنم سے نجات کیوں نہیں ہوگی؟

ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ جس آدمی نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد رکھا اور اس کی حلال کردہ چیز کو حلال سمجھا اور حرام کردہ چیز کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس حافظ قرآن کی شفاعت سے اس کے گھر کے دس (10) ایسے آدمیوں کو بخشش دے گا جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔اس حدیث میں ایک راوی اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل رجال

میں ضعیف حدیث بھی قبول ہوتی ہے۔

ترمذی شریف میں بھی حدیث پاک ہے کہ شہید کو اللہ تعالیٰ چھ خصوصیات عطا فرمائے گا پہلی خصوصیت یہ ہے کہ پہلے لمحہ کے اندر ہی اس کی بخشش ہو جائے گی اور اس کو قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا، اس کے سر پر وقار والا تاج رکھا جائے گا، اس کو بڑی گھبراہٹ سے بے خوف کیا جائے گا، اس کی شفاعت ستر رشتہ داروں کے بارے میں قبول کی جائے گی اور بہتر حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے تنقیح الرواۃ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

وجہ استدلال:

جب حافظ قرآن اور شہید اپنے رشتہ داروں کی بخشش کا باعث بن سکتے ہیں تو پھر نبی پاک ﷺ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم.

نیز فرمایا کہ

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین.

تو جن کی یہ شان ہوگی وہ تو بطریق اولیٰ اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے تین بیٹے نابالغ ہونے کی حالت میں فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی بخشش فرمائے گا۔ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جس کے دو بیٹے فوت ہو گئے ہوں اس کے بارے میں کیا حکم ہے تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو ہو گئے ہوں اس کو بھی اللہ تعالیٰ

اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو بیٹے بچپن میں فوت ہو گئے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت سے ان کے والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابی بن کعب ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا تو ایک بیٹا فوت ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا ایک بھی فوت ہو گیا ہو گا وہ بھی اپنے والدین کو جنت میں لے جائے گا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

دارمی میں حدیث پاک ہے کہ جب سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا ایک بیٹا بھی بچپن میں فوت ہو گیا تو وہ اپنے والدین کی بخشش کا موجب ہو گا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جس کا کوئی بھی بچہ فوت نہ ہوا ہو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے میں جو موجود ہوں کیونکہ میرے امتی کے لئے میری وفات سے زیادہ کوئی غم نہیں ہے۔

وجہ استدلال:

جب چھوٹے نابالغ بچے جو ہیں وہ اپنے والدین کے لئے جنت میں داخلے کا سبب بن سکتے ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کو پوری کائنات سے زیادہ محبوب ہیں اُن کی شفاعت سے لوگوں کو نجات کیوں نہیں حاصل ہو سکتی۔

مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کے حوالے سے حدیث پاک ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھوٹے نابالغ بچے اپنے

والدین کا دامن پکڑ کر اُن کو جنت میں لے جائیں گے۔

مشکوٰۃ شریف میں ابن ماجہ کے حوالے سے حدیث پاک ہے سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچا گر جانے والا بچہ اپنی والدہ کو اپنی ناف سے پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔

(تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

مشکوٰۃ شریف میں ہی ابن ماجہ سے حدیث نقل کی گئی ہے کہ جب کچے گر جانے والے بچے کے ماں باپ کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا کہ یا اللہ میرے ماں باپ کو جہنم میں کیوں داخل کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جھگڑالو بچے اپنے والدین کو جنت میں لے جا۔

نوٹ: اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ راوی ضعیف ہیں لیکن باقی صحیح احادیث سے اس کے مضمون کی تقویت ہو جاتی ہے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے کہا دکھاؤ۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سیاہ فام عورت سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نجات عطا فرمائے۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو صبر کرے تو تجھے جنت مل جائے گی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ٹھیک ہے میں صبر کرتی ہوں۔ لیکن یہ دعا فرمائیے کہ جب مجھے دورہ پڑے تو میری پردہ دری نہ ہو تو آپ نے دعا فرمائی۔ (یہ حدیث پاک مشکوٰۃ شریف کے اندر بھی موجود ہے)

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اس عورت کا عقیدہ یہی تھا کہ اگر سرکار ﷺ

میرے حق میں دعا فرما دیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اُن کی دعا قبول فرماتے ہوئے میری تکلیف کو دور فرما دے گا۔ اسی کو شفاعت کہا جاتا ہے کیونکہ شفاعت کرنیوالا اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

نوٹ: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ جس کے لئے چاہیں جنت کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ اور صحابی رسول ﷺ کا عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ وہ سمجھتے تھے کہ نبی پاک ﷺ جس کے لئے چاہیں جنت کی خوشخبری سنا سکتے ہیں۔ تو اس حدیث پاک سے اُن لوگوں کا رد ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک کو اپنے جنتی ہونے کا علم بھی نہیں ہے جیسا کہ تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ میں ایسی خرافات بکی گئی ہیں اور ان خرافات کا جواب ہم نے اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل طور پر دیا ہے اور قرآن سنت کے بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی پاک کو اپنی نجات کا بھی علم ہے اور امت کی نجات کا بھی علم ہے۔ لیکن جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اُن پر اِن آیات اور احادیث کا کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ

ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم.

اور فرمایا:

وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یؤمنون.

نیز فرمایا:

من لم یجعل اللّٰہ لہ نورا فمالہ من نور.

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ نے ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا وہ آپ کی خاطر لوگوں سے لڑتے تھے اور آپ کی حفاظت فرماتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں میں نے اُن کو سر سے لے کر پاؤں تک آگ میں غرق پایا میں نے اُن کو اتنا نکال دیا ہے کہ آگ ان کے پاؤں تک رہ گئی ہے۔

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت اس کو فائدہ دے گی اور اس کو باقی اہل نار سے کم عذاب ہوگا۔ یعنی جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب ابو طالب کے لئے ہوگا۔

نوٹ: یہ نبی پاک ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے باوجود کلمہ نہ پڑھنے کے اُن کے عذاب میں کمی کروادی حالانکہ جو آدمی حلقہ بگوش اسلام نہ ہو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ اس کے عذاب میں کمی نہیں ہوگی۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ اگرچہ آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوئے پھر بھی سرکار ﷺ نے ان کو فائدہ پہنچایا اور اُن کی خدمات کا لحاظ رکھا۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔

شفعتِ الملٰئکة والنبیون والمومنون ولم یبق الا ارحم الرّاحمین۔

ملائکہ نے بھی شفاعت کر لی، نبیوں نے بھی کر لی اور مومنین نے بھی کر لی۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی کرم کا مظاہر کرتے ہوئے بغیر شفاعت کے بعض گناہ گاروں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

وجہ استدلال

اس حدیث پاک میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء

کرام، ملائکہ، علماء اور مومنین کاملین شفاعت فرمائیں گے۔ ملائکہ کی شفاعت کا ذکر قرآن مجید کے اندر بھی آتا ہے۔ "کما قال اللّٰہ تعالیٰ"

کم من ملک فی السمٰوٰت لا تغنی شفاعتھم شیئاً الّا من بعد ان یاذن اللّٰہ

ترجمہ: بہتیرے فرشتے ایسے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی شفاعت نہیں نفع پہنچائے گی مگر اللہ کی اجازت کے بعد

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ قبریں اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ میری دعا استغفار کی وجہ سے ان قبروں کو روشن فرمادیتا ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا مسلمانوں کے لئے نفع بخش ہے۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امین میرے پاس قرآن مجید لے کر آئے اور آکر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایک قراءت پر پڑھنے کی اجازت ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے واپس کردیا۔ کہ میری امت پر نرمی کی جائے۔ جبرائیل امین دوبارہ قرآن مجید لے کر آئے اور عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دونوں قراءتوں پر پڑھنے کی اجازت ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا پھر میں نے واپس کردیا۔ کہ میری امت پر نرمی کی جائے۔

جبرائیل امین تیسری مرتبہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو تین قراءتوں پر پڑھنے کی اجازت ہے۔ آپ ﷺ نے پھر واپس فرمایا کہ میری

امت پر نرمی کی جائے۔ جبرائیل امین پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سات قراءتوں پر پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کو جو تین مرتبہ قرآن مجید واپس کرنے کی جو تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ اس کے بدلے تین دعاؤں کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور وہ ضرور قبول ہوں گی۔ تو سرکار ﷺ نے دو دعائیں یہاں مانگیں اور تیسری دعا بچا کے رکھی۔ فرمایا کہ میں نے یہ دعا بچا کے رکھ لی ہے۔ تاکہ قیامت کے دن جب ساری مخلوق حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میرے در کی پناہ ڈھونڈیں گے تو میں اس دعا کو استعمال کروں گا۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام صرف ایلچی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ناز برداری فرماتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کی حیثیت صرف ایلچی والی ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتا کہ بس ہم نے ایک قراءت پر پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ لہٰذا پڑھنا ہے تو پڑھو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سرکار علیہ السلام کی خاطر آپ کی امت پر رحم کرتے ہوئے سات قراءتوں کی اجازت دے دی اور سرکار علیہ السلام کی عزت افزائی کرتے ہوئے آپ کو تین دعائیں مانگنے کا بھی اختیار دیا۔ اور فرمایا کہ تین دعائیں جو مرضی کر لے مانگو میں قبول کروں گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سرکار علیہ السلام کی رضا کا طلبگار ہے۔ اور اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ جو آدمی اذان سنے اور اس کے بعد یہ کہے

کہ اے اللہ نبی پاک علیہ السلام کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اُن کو اُس مقام محمود پر فائز کر جن کا تو نے اُن سے وعدہ کر رکھا ہے۔ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی اس طرح دعا کرے گا اُس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔

مسند امام احمد میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس ایک ایلچی آیا۔ اُس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا کہ چاہو تو اپنی آدھی اُمت جنت میں داخل کروا لو اور چاہو تو شفاعت کا حق لے لو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور میری شفاعت اُس بندے کو نصیب ہوگی جو مسلمان ہوگا۔

کنز العمال اور ابن ابی شیبہ میں حدیث ہے کہ جب بچے کا جنازہ پڑھا جائے تو یہ دعا پڑھی جائے۔

اللھم اجعَلْه لنا فرطاً و اجراً و ذخراً و اجعله لنا شافعاً و مشفعاً.

یعنی اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے اچھا پیش رو، اجر اور ذخیرہ بنا اور اُس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور مقبول الشفاعت بنا۔

وجہ استدلال:

اگر ایک عام مسلمان کا بچہ شفاعت کرنے والا ہو سکتا ہے اور اُس کی شفاعت اللہ کی بارگاہ میں مقبول بھی ہے تو پھر نبی کریم ﷺ جو تمام انبیاء کے بھی سردار ہیں تو آپ ﷺ کی شفاعت عند اللہ کیوں نہیں مقبول ہوگی۔

نوٹ: بچے کے جنازے کے اندر یہ دعا وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں جو نبی پاک ﷺ کی شفاعت کے منکر ہیں۔ اُن سے کوئی پوچھے کہ جب تمہارے نزدیک نبی پاک ﷺ کو شفیع

ماننے والا ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ تو پھر تم اس چھوٹے بچے کو اپنے لئے شفیع مان رہے ہو۔ تو کیا تم ابو جہل سے بھی بڑھ کر مشرک ہو جاؤ گے یا نہیں؟ یعنی تمہارا شرک ابو جہل سے بھی زیادہ ہو جائے گا یا نہیں؟

ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے۔ کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے اتنی کثرت کے ساتھ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

نوٹ:

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ جامع الصغیر میں حدیث پاک ہے

شفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یومن بهالم یکن من اهلها.

قیامت کے دن میری شفاعت برحق ہے جو اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

علامہ مناوی الجامع الصغیر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام کی شفاعت اہلسنت کو ہی نصیب ہوگی کیونکہ وہ شفاعت کے قائل ہیں۔ اور جو لوگ نبی پاک علیہ السلام کی شفاعت پر عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ شفاعت کا عقیدہ رکھنے والے کو ابو جہل جیسا مشرک قرار دیتے ہیں تو وہ ہرگز شفاعت کے حقدار نہیں۔

دار قطنی میں حدیث ہے کہ

من زار قبری وجبت له شفاعتی.

جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں اس کی کئی ضعیف سندیں ہیں لیکن سب سندوں کے جمع ہونے کی وجہ سے یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کئی ضعیف حدیثیں مل جائیں تو حدیث کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔

اور جو لوگ سرکار علیہ السلام کی شفاعت کے قائل نہیں ان کو ان آیات پر غور کرنا چاہیے۔

فما تنفعهم شفاعة الشافعین.

کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہیں پہنچائے گی۔

اگر مسلمانوں کے لئے بھی شفاعت نافع نہ ہو کافروں کیلئے بھی نہ ہو تو پھر کافروں کی مذمت اس آیت سے کیسے ہوگی۔ اسی طرح فرمایا۔

من ذالذی یشفع عنده الا باذنه.

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے اذن کے بغیر شفاعت کرے۔

تفسیر نیشاپوری کے اندر ہے کہ اس آیت میں نبی پاک علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کا اپنی امت کے گنہگاروں کے لئے شفاعت کرنا برحق ہے۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام اور دیگر انبیاء

کرام علیہم السلام اپنی امتوں کیلئے شفاعت کریں گے اوران کا شفاعت کرنا قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

اسماعیل دہلوی کا سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں کھلی توہین کا ارتکاب

مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ آنے والے واقعات سے سب بندے بڑے ہو یا چھوٹے یکساں بے خبر اور نادان ہیں۔ یہاں اس نے بڑے بندوں سے مراد انبیاء اور اولیاء لئے ہیں اور چھوٹے بندوں سے مراد باقی مخلوقات لی ہے۔

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں:

"واللہ ماادری انسی اصحابی ام تناسوا واللہ ماترک رسول اللہ ﷺ من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا حتی یبلغ من معه ثلاث مائة فصاعدا الا وقدسماه لنا باسمه واسم ابیه واسم قبیلته. (ابوداود)

کہ نبی پاک علیہ السلام نے قیامت تک پیدا ہونے والے جو بھی فتنے تھے ان فتنوں کے قائدین کے نام اور ان قائدین کے آباء واجداد اور ان کے قبیلوں کے نام بھی ہمارے لئے بیان فرمادیئے۔ (تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

بخاری شریف میں حدیث ہے حضرت عمر ؓ راوی ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے ایک محفل کے اندر ہی کائنات کی ابتدا سے قیامت تک کے آنے والے واقعات کو بیان فرما دیا۔ بلکہ جنتیوں کے جنت جانے کے واقعات کو اور جہنمیوں کے جہنم واصل ہونے کے واقعات کو بھی بیان فرمادیا۔

تو اس حدیث پاک سے صراحتہً ثابت ہوا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام کو آنے والے واقعات کی کوئی خبر نہیں ہے، یہ اس کی دریدہ دہنی اور نبی پاک علیہ

السلام کی شان میں صریح گستاخی ہے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ میں اس آدمی کو بھی جانتا ہوں کہ جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔

اسی طرح بخاری شریف میں ایک اور حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی سے اس کے گناہوں کے بارے میں پوچھے گا تو وہ اپنے چھوٹے چھوٹے گناہوں کے بارے میں بتادے گا اور بڑے بڑے گناہوں کو چھپالے گا ان کے بارے میں نہیں بتائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔ تو وہ عرض کرے گا کہ میرے اور بھی کافی سارے گناہ ہیں۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام قیامت کے بعد پیش آنے والے واقعات کو بھی جانتے ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک علیہ السلام حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے۔ کچھ لوگ آپ کے پاس لائے جائیں گے آپ فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں۔ پھر فرشتے عرض کریں گے کہ انہوں نے آپ کے بعد ارتداد کی راہ اختیار کی لی تھی۔ سرکار علیہ السلام فرمائیں گے ان کے لئے دوری ہے ان کو یہاں سے دور کردو۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا اس کے بارے میں پہلے بتا رہے ہیں کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہوگا۔

صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی اور مشکوۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ جنگ بدر سے ایک دن پہلے خط کھینچ کر فرمایا کہ کل فلاں کافر یہاں گرے گا اور فلاں کافر یہاں گرے

گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جس جگہ کی سرکار علیہ السلام نے نشاندہی فرمائی تھی کوئی کافر بھی اس سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہیں گرا۔ وہیں گر کر واصل جہنم ہوا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے کے جتلانے سے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ جب سرکار علیہ السلام مرض وصال میں مبتلا تھے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ میرے ابا جان پر کتنی تکلیف ہے۔ تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"لا کرب علی ابیک بعد الیوم"

آج تکلیف ہے کل نہیں ہوگی۔ مطلب یہ کہ کل میرا وصال ہو جائے گا۔

اس حدیث کے اندر بھی اہل علم کے لئے اس امر کا وافر ثبوت موجود ہے کہ نبی پاک علیہ السلام آنے والے واقعات سے باخبر ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سرگوشی فرمائی تو آپ رو پڑیں۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے پہلے آپ رو پڑیں پھر ہنس پڑیں؟ تو حضرت زہرا، رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب پہلی بار آپ نے سرگوشی فرمائی تو آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں یہ سن کر رو پڑی اور جب دوبارہ آپ نے سرگوشی فرمائی تو مجھے بتلایا کہ تم سب سے پہلے فوت ہو کر میرے پاس پہنچو گی تو میں یہ بات سن کر ہنس پڑی۔

اس حدیث پاک کے اندر بھی اس آدمی کے لئے جس کی بصیرت اور بصارت پر پردے نہ پڑ گئے ہوں اس امر کی واضح دلالت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو علم ہے کہ کون کب فوت ہوگا۔ تو یہ بھی مستقبل کی بات ہے جو سرکار علیہ السلام بتلا رہے ہیں۔

بخاری میں حدیث پاک ہے کہ ازواج مطہرات نے پوچھا یارسول اللہ ہم سے کون سب سے پہلے فوت ہو کر پہنچے گی؟ سرکار علیہ السلام نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ ازواج مطہرات نے سرکار علیہ السلام کے وصال کے بعد ہاتھوں کو ماپا تو حضرت سودا کے ہاتھ لمبے تھے۔ لیکن نبی پاک علیہ السلام کی مراد سخاوت تھی۔ حضرت زینب بنت جحش سب سے زیادہ سخی تھیں لہذا سب سے پہلے وہ فوت ہو کر جوار رحمت میں پہنچیں۔

نوٹ: اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات کا عقیدہ یہی تھا کہ نبی پاک علیہ السلام جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کب ختم ہوگی۔ نبی پاک ﷺ نے ان کے اس عقیدہ کا انکار نہیں فرمایا۔ یہ حدیث تقریری بن گئی۔ اگر یہ عقیدہ غلط ہوتا تو نبی پاک علیہ السلام ٹوک دیتے۔ اس حدیث پاک کے اندر بھی اس امر کی قطعی دلیل موجود ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مایکون کا علم عطا فرمایا ہے۔

ابو یعلی، مسند امام احمد، طبرانی، شفا شریف اور زرقانی میں حدیث پاک ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام جب ہم سے جدا ہوئے جو پرندہ آسمان کی فضاؤں میں حرکت کر رہا تھا، اس کے بارے میں نبی پاک علیہ السلام نے بیان فرما دیا۔

علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ اور صحیح ابن حبان کے اندر بھی یہ حدیث پاک موجود ہے۔ (جلد اول صفحہ 8)

امام سیوطی نے خصائص کبریٰ کے اندر اس حدیث کو نقل فرمایا۔ علامہ زرقانی

فرماتے ہیں اس حدیث میں اس امر کی صراحت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے ہر چیز کو اجمالاً بھی بیان کر دیا اور تفصیلاً بھی بیان کر دیا۔ اسی طرح علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں لکھا ہے۔

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس کو عطا فرماؤں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی کے ہاتھ پر خیبر کا قلعہ فتح ہوا۔ کیونکہ سرکار علیہ السلام کے حکم کے مطابق جھنڈا ان کو عطا کیا گیا تھا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہیں۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب جنین پر چار ماہ گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس پیدا ہونے والے بچے کی عمر، عمل اور رزق لکھ دیتا ہے اور یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ وہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت۔

وجہ استدلال:

جب ایک فرشتے کو اللہ تعالیٰ یہ کمال عطا کر دیتا ہے کہ تمام کائنات کے پیدا ہونے والے بچوں کی زندگی میں پیش آنے والے تمام حالات و واقعات کو جان لیتا ہے تو نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے احوال سے مطلع کیوں نہیں ہو سکتے۔ نیز اگر کسی غیر اللہ کا کل کی بات جان لینا شرک ہے تو نبی پاک ﷺ کے لئے ہی کیوں شرک ہے۔ وہ فرشتہ بھی تو غیر اللہ ہے جس کو اس پیدا ہونے والے حالات و واقعات کا پتہ ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ شرک تب ہے

جب کوئی ذاتی علم غیب ثابت کرے۔ اگر عطائی طور پر ثابت کیا جائے جس طرح فرشتے کے لئے ثابت ہے تو پھر شرک نہیں۔

ابو داؤد شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ کئی شہر آباد کریں گے۔ ان آباد کرنے والے شہروں میں سے ایک کا نام بصرہ ہوگا۔ تو سرکار علیہ السلام نے صحابی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر تو وہاں سے گزرے یا وہاں داخل ہو جائے تو اس شہر کی شور والی زمین میں نہ چلنا، نہ گھاس والی زمین میں چلنا، نہ بازاروں میں چلنا، نہ امراء کے دروازوں پر جانا بلکہ شہر کے اطراف میں چلنا۔ کیونکہ اس شہر کے اندر زلزلے بھی آئیں گے اور لوگ زمین کے اندر بھی دھنس جائیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہونگے جو رات کو سوئیں گے تو درست حالت میں ہوں گے اور صبح اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک میں ہر اس آدمی کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل و فہم کا کچھ حصہ عطا فرمایا واضح دلالت موجود ہے۔ نبی کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جتلانے سے آنے والے واقعات سے باخبر ہیں۔ ان تمام حدیثوں کی صراحت کے باوجود اگر کوئی اس صریح اسلامی عقیدے کو کفر و شرک قرار دے تو ہم دنیا میں تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ آخرت میں وہ اپنے اس قول و اعتقاد کی سزا بھگتے گا۔ **کما قال اللہ تعالیٰ:**

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون.

نوٹ: تنقیح الرواۃ میں ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور ناصر الدین البانی نے صحیح ابو داؤد میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابو داؤد شریف میں ہی حدیث پاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری

امت کے کچھ لوگ دجلہ کی نہر کے پاس جو نرم زمین ہے جس کو بصرہ کہا جاتا ہے وہاں اتریں گے تو تاتاری لوگ ان پر حملہ کرنے کے لئے آئیں گے۔ ان کے ناک سرخ ہوں گے۔ اور آنکھیں انتہائی چھوٹی ہوں گی۔ تو ان کے حملہ کے وقت کچھ لوگ اپنے بیلوں اور مویشیوں کو لے کر جنگل میں چلے جائیں گے اور کچھ لوگ امان طلب کر لیں گے۔ یہ دونوں گروہ ہلاک ہو جائیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنی اولاد کو پس پشت ڈال کر جنگ کریں گے۔ تو وہ سب سے افضل شہداء میں شمار ہوں گے۔

نوٹ: تنقیح الرواۃ میں ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

نوٹ: نبی پاک علیہ السلام نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ مسلمانوں کے عباسی خلیفہ نے بادشاہ سے امان طلب کی لیکن بعد میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک کے اندر بھی ہر اس آدمی کیلئے جس کی بصارت اور بصیرت ماؤف نہیں ہو چکی کی ہدایت کا واضح سامان موجود ہے۔ اور اگر اس کے دل میں نبی پاک علیہ السلام کی عظمت پر ذرہ بھی یقین ہوا تو فوراً جان لے گا کہ نبی پاک علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے عالم الغیب ہیں۔

نوٹ: تنقیح الرواۃ کے اندر اس حدیث کو بھی صحیح قرار دیا گیا ہے۔

اقوال علماء کرام

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے کائنات کا مشاہدہ کیا پھر کائنات کے بنانے والے کا ان کو عین الیقین حاصل ہوا۔ نبی پاک علیہ السلام نے پہلے اللہ پاک کو دیکھا اور پھر زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جانا۔ (مجمع البحار جلد 3 صفحہ 366)

اسی طرح اسی کتاب کے اسی صفحہ پر مذکورہ بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تمام آسمان زمین کی چیزیں منکشف فرمادیں اس طرح نبی پاک علیہ السلام کو بھی تمام زمین و آسمان کے مغیبات پر اطلاع بخشی۔

اس طرح اسی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام امت کے تمام احوال کو جانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو جلد 3 صفحہ 271)

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر مزید ارشاد فرماتے ہیں:

نبی پاک علیہ السلام امت کے احوال کو جانتے بھی ہیں اور ان کو تکالیف سے بچاتے بھی ہیں۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں علم غیب ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور بندے اس کو نہیں جان سکتے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو علم عطا نہ فرمائے۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر۔

وجہ استدلال:

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جو پیارے ہیں وہ علم غیب ذاتی طور پر

نہیں جانتے اللہ کی عطا سے جانتے ہیں۔

علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ اور امام نووی علیہما الرحمہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے مخلوق کو حاصل ہو سکتا ہے۔

علامہ زرقانی مواہب کی شرح میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سرکار علیہ السلام کے علم غیب پر مطلع ہونے پر یقین رکھتے تھے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتابوں میں کہتے رہتے ہیں کہ علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے مشرک اور کافر ہیں۔ تو پھر لازم آیا کہ یہ اکابر علماء جن کے ہم نے حوالے پیش کیے ہیں بلکہ صحابہ کرام یہ سب مشرک اور کافر ہوں۔ العیاذ باللہ

مولوی اسماعیل دہلوی کا نبی پاک علیہ السلام کے خیال مبارک کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دینا

مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کی طرف خیال کرنا اور نماز میں آپ کی طرف متوجہ ہونا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدتر ہے۔ اس کی وجہ اس نے یہ بیان کی ہے کہ گدھے کا خیال حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور نبی پاک کا تصور تعظیم کے ساتھ آتا ہے تو نمازی نبی پاک ﷺ کی طرف تعظیم کے ساتھ خیال لے جانے کی وجہ سے مشرک ہو جائے گا۔

تو اعلیٰ حضرت نے اس عبارت پر جرح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس وہابی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سورتوں میں حضور پر نور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا متقین و محسنین کی صریح تعریفیں ہیں۔ ان کا تو کہنا ہی کیا۔ یونہی وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہ السلام کے

نقص مذکور ہیں ان کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا۔ (الکوکبۃ الشہابیہ 59)

نوٹ: اعلیٰ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایسی بے شمار آیات ہیں جن میں نبی پاک علیہ السلام کا ذکر پایا گیا ہے۔ تو اگر آدمی نماز میں اُن آیات کی تلاوت کرے گا تو ضرور نبی پاک علیہ السلام کی طرف خیال جائے گا تو خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا یا توہین کے ساتھ، اگر تعظیم کے ساتھ آئے گا تو بقول اسماعیل دہلوی ایسا خیال لانے والا مشرک ہو جائے گا اور اگر توہین کے ساتھ آئے گا تو نمازی ویسے ہی کافر ہو جائے گا کیونکہ توہین انبیاء کفر ہے۔ اب اسماعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں قرآن مجید پڑھنے کی کیا صورت ہوگی؟ اور نماز کے باہر تلاوت کرنا بھی شرک ٹھہرے گا کیونکہ اگر نماز میں نبی پاک ﷺ کی طرف خیال کا پھیرنا شرک کی طرف لے جا سکتا ہے تو نماز سے باہر بھی شرک کی طرف لے جا سکتا ہے۔ تو گویا اسماعیل دہلوی کے نزدیک نہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے نہ نماز کے باہر۔

اب ہم ذیل میں قرآن مجید کی چند آیات پیش کرتے ہیں جن میں نبی پاک علیہ السلام کا ذکر پایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے۔

اب ظاہر ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفه .

ترجمہ: جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔

تو جو آدمی اس آیت کریمہ کی تلاوت کرے گا بدیہی بات ہے اس آدمی کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔اب خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف تعظیم کے ساتھ جائے گا یا توہین کے ساتھ؟ اگر تعظیم کے ساتھ جائے گا تو بقول اسماعیل دہلوی یہ شرک ہو جائے گا کیونکہ بقول اسماعیل دہلوی کسی مقدس ہستی کی طرف توجہ کا ہو جانا شرک کی طرف لے جاتا ہے۔اگر نبی پاک علیہ السلام کا خیال توہین کے ساتھ آ گیا تو پھر ویسے کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویقتلون النبیین بغیر الحق.

ترجمہ: اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کا خیال انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جائے گا تو پھر بقول اسماعیل دہلوی یہ آیت پڑھنے والا مشرک ہو جانا چاہیے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل من کان عد والجبریل فانہ نزلہ علی قلبک.

ترجمہ: تو کہہ دے کہ جو کوئی ہووے دشمن جبرائیل کا سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم کا۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف ضرور جائے گا پھر کیا وہابی حضرات کے نزدیک یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من کان عدو اللہ و ملئکتہ و رسلہ.

ترجمہ: جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا۔

تو جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو ضرور اس کی توجہ نبی پاک علیہ السلام کی طرف مبذول ہو گی۔تو پھر کیا یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنی حرام ہے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا. (سورہ بقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی نماز میں یہ آیت کریمہ پڑھے گا اور کچھ سوجھ بوجھ رکھتا ہو گا تو ضرور غور کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے کیوں منع فرمایا تو پھر اس کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ یہودی جب سرکار علیہ اسلام کی بارگاہ میں آتے اس لفظ کو بگاڑ کر استعمال کرتے۔اب اس کا معنی مغرور و متکبر بن جاتا یا اس کا معنی چرواہا بن جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ بولنا منع کر دیا جس کو آڑ بنا کر یہودی نبی پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخی کر سکیں۔تو پھر کیا یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنا منع ہے؟

اسی طرح قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کفر سلیمان.

ترجمہ: اور کفر نہیں کیا سلیمان نے۔

اب ظاہر ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں سلیمان علیہ السلام کا خیال آئے گا۔تو پھر سلیمان علیہ السلام کی طرف نماز میں خیال کرنا بقول اسماعیل دہلوی شرک کی طرف نہیں

لے جائے گا؟ تو پھر نماز میں کیا یہ آیت کریمہ نہیں پڑھنی چاہیے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر.

ترجمہ: کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا وہ ضرور سرکار علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوگا۔ تو پھر کیا وہابی حضرات کے نزدیک یہ آیت کریمہ نہیں پڑھنی چاہیے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تعلم ان اللہ له مُلک السموت والارض.

ترجمہ: کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی۔

تو اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کا خیال مبارک نماز میں کرنا جائز اور صحیح ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم.

ترجمہ: کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے۔

تو جو آدمی اس آیت کریمہ کو پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین.

ترجمہ: کہہ دے لے آؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو۔

جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائیگا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا.

ترجمہ: بے شک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے سچا دین دے کر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی اس آیت کریمہ کو پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تسئل عن اصحاب الجحیم.

ترجمہ: اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والوں کی۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصرٰی حتی تتبع ملتھم قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھواء ھم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر.

ترجمہ: ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہو اُن کے دین کا تو کہہ دے جو راہ اللہ بتلا دے وہی راہ سیدھی ہے۔ اگر بالفرض تو تابعداری کرے

اُن کی خواہشوں کی بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار۔

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے وقت بھی نبی پاک علیہ السلام کا خیال ضرور آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذابتلی ابراهیم ربه بکلمات واتمهن.

ترجمہ: جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں پھر اس نے وہ پوری کیں۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں ابراہیم علیہ السلام کا خیال آئے گا۔ تو پھر کیا یہ آیت پڑھنی نماز میں جائز نہیں؟

حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاقرء وا ما تیسر من القرآن.

تو اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آیت نماز میں پڑھنی جائز ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعهدنا الی ابراهیم و اسماعیل.

ترجمہ: اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم.

ترجمہ: اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں سے۔

تو جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویکون الرسول علیکم شهیدا.

ترجمہ: ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھے گا اُس کا خیال ضرور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ماجعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول و ممن ینقلب علی عقبیه.

ترجمہ: نہیں مقررہ کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ ہم ممتاز کریں کہ کون رسول کی پیروی کرے گا اور کون پھر جائے گا اُلٹے پاؤں۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا۔ اس کا خیال ضرور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد نریٰ تقلّب وجهک فی السمآ فلنولینّک قبلة ترضٰها.

ترجمہ: بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اُٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف۔ سو البتہ پھریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کا خیال ضرور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا یا توہین کے ساتھ آئے گا۔ اگر تعظیم کے ساتھ آئے گا تو بقول اسماعیل دہلوی وہ آدمی مشرک ہو جائے گا۔ اور اگر توہین کے ساتھ آئے گا تو ویسے کافر ہو جائے گا۔ تو کیا وہابی حضرات کے نزدیک قرآن مجید میں ایسی آیات بھی ہیں جن کے پڑھنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فولّ وجھک شطر المسجد الحرام.

ترجمہ: اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد حرام کے۔

ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کا خیال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولئن اتیت الذین اُوتوا الکتٰب بکل ایة ماتبعوا قبلتک .

ترجمہ: اگر تو اہل کتاب کے پاس ساری نشانیاں بھی لے آئے تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبلہ کو۔

ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کا خیال ضرور حضور ﷺ کی طرف جائے گا۔ تو پھر کیا وہابی حضرات کے نزدیک نماز میں یہ آیت کریمہ پڑھنا حرام ہے؟

اسی طرح ارشاد ہے:

ولئن اتبعت اھوآء ھم من بعد ما جآءَ ک مِنَ العلم اِنّک اذاً لّمن

الظلمین.

ترجمہ: اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اُس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو بے شک تو بھی ہوا بے انصافوں میں۔

اب ظاہر ہے جو بھی آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو ضرور اُس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال جائے گا۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین اٰتینھُمُ الکتٰب یعْرِفونه کما یعرفون ابنآء ھم.

ترجمہ: جن کو ہم نے دی ہے کتاب، پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو ضرور اُس کا خیال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الحق من ربّک فلا تکوننّ من الممترین.

ترجمہ: حق وہی ہے جو تیرا رب کہہ دے پھر تو نہ ہو شک لانے والا۔

اب جو یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کا خیال ضرور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام وانه للحق من ربک.

ترجمہ: جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر اپنا مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔

اسی طرح مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الخرام و حیث ماکنتم فولوا وجو ھکم شطرہ.

ترجمہ: اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اسی کی طرف۔

تو اس آیت کریمہ کے اندر بھی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کی طرف نماز میں توجہ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اگر توجہ کرنا جائز نہ ہو تو پھر اس آیت کریمہ کا نماز میں پڑھنا ناجائز ٹھہرے گا۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیتنا و یز کیکم و یعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون.

ترجمہ: جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں سے، پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے آگے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ

السلام کی طرف متوجہ ہوگا کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے صراحۃً نبی پاک علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و بشر الصٰبرین.

ترجمہ: اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لیس البر ان تولوا وجو ھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین.

ترجمہ: بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کی توجہ نبی پاک علیہ السلام کی طرف پھرے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین.

ترجمہ: ''پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یسئلو نک ماذا ینفقون .

ترجمہ: لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قل ما انفقتم من خیر.

ترجمہ: تم فرمادو جو کچھ تم خرچ کرو مال سے۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کی توجہ نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر.

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا تم فرمادو لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر.

ترجمہ: پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا کہہ دے ان میں بڑا گناہ ہے۔

تو بدیہی چیز ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا۔ پھر کیا یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنا جائز نہیں؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو.

ترجمہ: لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویسئلونک عنِ الیتمی قل اصلاح لھم خیر.

ترجمہ: لوگ پوچھتے ہیں آپ سے یتیموں کے بارے میں آپ فرمادیجئے سنوارنا

ان کے کام کا بہتر ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویسئلونک عنِ المحیض قل ھو اذی.

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دو وہ گندگی ہے۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھے گا اس کی توجہ ضرور نبی پاک علیہ السلام کی طرف مبذول ہوگی۔ یا پھر وہابی حضرات یہ کہہ دیں کہ یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقال لھم نبیھم.

ترجمہ: کہا بنی اسرائیل سے اُن کے نبی نے۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں اللہ کے ا نبی کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقتل داؤد جالوت.

ترجمہ: اور قتل کیا داؤد نے جالوت کا۔

اب ظاہر ہے جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں داؤد علیہ السلام کا خیال آئے گا اور اسماعیل دہلوی کہتا ہے نماز میں کسی بھی مقدس ہستی کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پھر کیا یہ آیت کریمہ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تلک ایت اللہ نتلوھا علیک بالحق و انک لمن المرسلین۔

ترجمہ: یہ آیتیں اللہ کی ہیں جو ہم تجھ کو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور بے شک تو ہمارے رسولوں میں سے ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ و رفع بعضھم درجات۔

ترجمہ: یہ سب رسول کو فضیلت دی ہم نے ان میں بعض سے بعض کو کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کا خیال نبی پاک علیہ السلام کی طرف جائے گا اور دیگر انبیاء کرام کی طرف بھی اس کی توجہ مبذول ہوگی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتہ اللہ الملک اذقال ابراھیم ربی الذی یحی و یمیت۔

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے رب کی بابت اسی وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اس کو سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

تو جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کی توجہ نبی پاک علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی طرف مبذول ہوگی تو پھر کیا یہ آیت کریمہ نماز میں نہیں پڑھنی چاہیے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ۔

ترجمہ: مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس کی طرف اس کے رب کی طرف اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو۔

اب وہ رسول یہ کہتے ہیں:

لا نفرق بین احد من رسلہ۔

ترجمہ: ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اُس کے پیغمبروں میں سے۔

تو اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی اس آیت کریمہ کو پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا تصور و خیال آئے گا۔ پھر کیا یہ آیت اس وجہ سے نہیں پڑھنی چاہیے تا کہ دل میں انبیاء علیہم السلام کا خیال نہ آجائے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

ترجمہ: تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے۔

اب جو آدمی اس آیت کریمہ کو پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اطیعوا اللہ والرسول۔

ترجمہ: تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا تو ضرور اُس کے دل کی توجہ حضور سید عالم ﷺ کی طرف منعطف ہوگی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللّٰہ اصطفٰی آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العٰلمین.

ترجمہ: بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے۔

تو اب بدیہی امر ہے کہ جو آدمی اس آیت کریمہ کو پڑھے گا تو ان بزرگ ہستیوں کا خیال ضرور اُس کے دل میں جائے گا۔ تو اگر اسماعیل دہلوی کی تحقیق مانی جائے کہ نماز میں کسی مقدس ہستی کا خیال لانا نماز توڑنے کا سبب ہے تو پھر لازم آئے گا کہ نماز میں یہ آیات مبارکہ پڑھنی جائز نہ ہوں۔

حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فاقرء وا ما تیسر من القرآن.

ترجمہ: کہ جو بھی قرآن مجید سے آسان لگے اُس کو پڑھو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھنالک دعا زکریا ربہ.

ترجمہ: وہی دُعا کی زکریا نے اپنے رب سے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی بھی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کے دل میں حضرت

سیدنا زکریا علیہ السلام کا خیال ضروری طور پر آئے گا۔ پھر بقول اسماعیل دہلوی لازم یہی آئے گا کہ قرآن مجید میں کچھ ایسی آیات مبارکہ بھی ہیں کہ جن کو نماز میں تلاوت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذقال اللّٰہ یٰعیسٰی انی متوفیک و رافعک الی.

ترجمہ: جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اُٹھا لوں گا اپنی طرف۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں عیسیٰ علیہ السلام کی یاد پیدا ہوگی۔ اور اُس کے ذہن میں اُس سارے واقعہ کا نقشہ پھر جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به و لتنصرنه ......

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا نبیوں سے کہ جب میں تم کو دوں کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول جو سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اُس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھے گا تو اس کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام کا بھی خیال آئے گا۔ اگر اسمٰعیلی شریعت پر عمل کیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ اس آیت کریمہ کا بھی نماز میں پڑھنا حرام ہو جائے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل امنا بالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم وا سمعیل واسحق و یعقوب والا سباط وما اوتی موسی و عیسی والنبیون من ربهم.

ترجمہ: تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور ان کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے۔

تو اب جو آدمی بھی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کا خیال آئے گا۔ اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف توجہ کرنا مُفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے۔ بلکہ عین عبادت الٰہیہ ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسُلُ.

ترجمہ: اور محمد ﷺ تو صرف ایک رسول ہیں ہو چکے اُس سے پہلے بہت رسول۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کے دل میں حضور سید عالم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خیال ضرور آئے گا۔ تو پھر کیا اس آیت کریمہ کا نماز میں پڑھنا مفضی الی الشرک ہے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لیس لک من الامر شیء.

ترجمہ: تیرا اختیار کچھ نہیں۔

نوٹ: یہاں مراد ذاتی اختیار ہے اور اس کی وضاحت گذشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔

وہابی حضرات جب ان آیات کو تلاوت کرتے ہوں گے تو ان کے دل میں بھی نبی کریم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہوگی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اطیعوا اللّٰہ و الرسول لعلکم ترحمون.

ترجمہ: حکم مانو اللہ اور رسول کا تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمد کم ربکم بثلاثة الاف من الملائکة منزلین.

ترجمہ: جب تم کہنے لگے مؤمنوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترنے والے۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نماز میں توجہ کرنا یہ شرک کی طرف لے جانے والا نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فبما رحمة من اللّٰہ لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک فاعف عنهم واستغفر لهم و شاور هم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ.

ترجمہ: سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا اُن کو اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو اُن کو معاف کر اور اُن کے واسطے بخشش مانگ اور اُن سے مشورہ لے کام میں پھر جب تو قصد کر چکا اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کی توجہ نبی پاک ﷺ کی طرف جائے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان لنبی ان یغل.

ترجمہ: نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کی توجہ نبی پاک ﷺ کی طرف جائے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد منّ اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة.

ترجمہ: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر کہ بھیجا رسول اُنہیں میں سے پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُس کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور کام کی بات۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز کے اندر پڑھے گا ضرور اُس کی توجہ نبی پاک ﷺ کی طرف جائے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر

ترجمہ: اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف۔

اب اس آیت کریمہ سے بھی صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نماز میں نبی پاک علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرنا نماز کا مکمل ہے نہ کہ مفسدِ نماز۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشآء فامنوا باللّٰہ ورسلہ.

ترجمہ:

ترجمہ: اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر دے غیب کی۔ لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز کے اندر پڑھے گا اور کچھ عربی لغت سے بھی واقفیت رکھتا ہوگا تو ضرور اُس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقتلھم الانبیآء بغیر حق.

ترجمہ: اور جو خون ناحق کیے ہیں اُنہوں نے انبیاء کے ہم لکھ رکھیں گے۔

جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں حالت نماز میں انبیاء علیہم السلام کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل قد جآء کم رسل من قبلی.

ترجمہ: تو کہہ دو تم میں آ چکے کتنے رسول مجھ سے پہلے۔

تو جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کا

خیال آئے گا۔

اور فرمایا:

وان کذبو بک فقد کذب رسل من قبلک.

ترجمہ: پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلا دیں تو پہلے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت سے رسول۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ حالت نماز میں تلاوت کرے گا تو ضرور بالضرور اُس کے دل میں خیال انبیاء علیہم السلام کا پیدا ہوگا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا یغرّنک تقلب الذین کفروا فی البلاد.

ترجمہ: تجھ کو نہ دھوکا دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں۔

اب جو آدمی بھی یہ آیت کریمہ حالت نماز میں یا غیر حالت نماز میں تلاوت کرے گا تو ضرور اُس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کا تصور و خیال پیدا ہوگا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فکیف اذا جئنا من کل اُمة بشهید وجئنا بک علی هٰؤلآء شهیدا.

ترجمہ: پھر کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہم ہر اُمت میں سے احوال کہنے والا اور بلائیں گے تجھ کو لوگوں پر احوال بتلانے والا۔

شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تم کو اے محمد ﷺ ان پر یعنی تمہاری اُمت پر مثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے احوال بتلانے والا اور گواہ بنا کر لائیں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ھٰؤلآء کا اشارہ انبیاء سابقین یا امم مذکورہ بالا کی طرف ہو۔ اول صورت میں انبیاء مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ ﷺ انبیاء کی صداقت پر گواہی دیں

گے جبکہ اُن کے اُمتی اُن کی تکذیب کریں گے۔ اور دوسرے احتمال سے کفار مُراد ہوں تو مطلب یہ کہ انبیاء سابقین جیسا اپنی اُمت کے کفار فساق کے کفر و فسق کی گواہی دیں گے تم بھی اے محمد ﷺ ان سب کی بداعمالی پر گواہ ہوگے۔ (تفسیر عثمانی جلد صفحہ 146)

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کے دل میں انبیاء علیہم السلام اور اُمم سابقہ و موجودہ اور کفار و مومنین سب کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول.

ترجمہ: اگر تم جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ طرف اللہ اور رسول کے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز کے اندر پڑھے گا اُس کے دل میں جھگڑے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا خیال بھی آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الی الذین یزعمون انهم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک.

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا اُن کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اُس پر جو اتری طرف اور جو اُترا تجھ سے پہلے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اُس کے دل میں ضرور منزل کتاب موجودہ، کتب سابقہ، نبی کریم ﷺ اور سابقہ انبیاء کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی الرسول رأیت المنافقین

یصدون عنک صدوداً.

ترجمہ: اور جب اُن کو کہا جائے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں تجھ سے رک کر۔

وجہ استدلال:

جو آدمی یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھے گا اُس کے دل میں ضرور نبی پاک ﷺ اور منافقین کا خیال آئے گا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں کہ خیال یا تعظیم کے ساتھ آئے گا یا توہین کے ساتھ۔ اگر توہین کے ساتھ ہے تو یہ ویسے ہی کفر ہے۔ اور اگر تعظیم کے ساتھ آئے تو بقول اسماعیل دہلوی مشرک ہو جائے گا۔ لہٰذا وہابی حضرات کے نزدیک یہ آیت کریمہ نہ نماز میں پڑھنی چاہیے نہ نماز کے باہر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثم جآءُ وک یحلفون باللّٰہ.

ترجمہ: پھر آئیں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں ضرور نبی پاک ﷺ کی طرف خیال جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاعرض عنھم و عظھم و قل لھم فی انفسھم قولا بلیغا.

ترجمہ: سو تو اُن سے تغافل کر اور اُن کو نصیحت کر اور ان سے کہہ اُن کے حق میں بات کام کی۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا خیال آئے

گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ.

ترجمہ: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کی توجہ ضرور انبیاء کرام کی طرف مبذول ہو گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انھم اذظلموا انفسھم جآءُ وک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرّسول.

ترجمہ: اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا بُرا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی اُن کو بخشواتا۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا خیال آئے گا۔ تو پھر کیا وہابی حضرات کے نزدیک یہ آیت کریمہ نماز میں پڑھنا جائز نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت و یسلموا تسلیما "

ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف

جائیں جھگڑے میں جو اُن میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔

اب جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا ضرور اُس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یطع اللّٰہ والرّسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدآء والصلحین و حسن اولئک رفیقا.

ترجمہ: اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے اُن کی رفاقت۔

اب ظاہر بات ہے کہ جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا نماز میں پڑھے یا نماز سے باہر ضرور اُس کے دل میں نبی پاک ﷺ اور دیگر مقدس ہستیوں کا خیال آئے گا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل متاع الدنیا قلیل.

ترجمہ: کہہ دے کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے۔

اب جو آدمی عربی زبان سے واقف ہو گا ضرور اس کی توجہ سرکار ﷺ کی طرف جائے گی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ما اصابک من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک وارسلنک للناس رسولا.

ترجمہ: اور جو پہنچے تجھ کو کوئی برائی سو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہنچانے والا لوگوں کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ.

ترجمہ: جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما واستغفر اللہ.

ترجمہ: بے شک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ سمجھا وے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانزل اللّٰہ علیک الکتب والحکمة و علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما.

ترجمہ: اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یشاقق الرسول.

ترجمہ: جو آدمی مخالفت کرے نبی پاک ﷺ کی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا امنوا باللّٰہ و رسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللّٰہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ.

ترجمہ: اے ایمان والوں یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو نازل اللہ نے کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ و رسلہ

ترجمہ: جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین امنو باللّٰہ و رسلہ ولم یفرقو بین احد منھم.

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک.

ترجمہ: اور ایمان والے سو مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و النبیین من بعدہٖ واوحینا الی ابراھیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ھرون و سلیمان و اتینا داؤد زبورا.

ترجمہ: ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی داؤد کو زبور۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ورسلا قد قصصنھم علیک من قبل و رسلا لم نقصصھم علیک .

ترجمہ: اور بھیجے ایسے رسول جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا اھل الکتب قد جاء کم رسولنا.

ترجمہ: اے کتاب والوں آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین.

ترجمہ: تحقیق آیا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب ظاہر کرنے والی۔

نوٹ: یہاں نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں کیونکہ اس سے پہلے آیت کریمہ ہے۔

یا اهل الکتب قد جاء کم رسولنا.

ترجمہ: اے کتاب والو! تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نور سے مراد بھی نبی پاک کیونکہ پہلے آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا اسمعوا ما انزل الی الرسول.

ترجمہ: جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ما علی الرسول الا البلاغ.

ترجمہ: رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیه اباء نا.

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے ان کو آؤ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا.

ترجمہ: جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک.

ترجمہ: تم فرمادو کہ میں نہیں کہتا تجھ سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں غیب کی بات خود بخود جانتا ہوں اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ سے اعلان کروایا:

ان اتبع الا ما یو حی الی.

ترجمہ: میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس حکم آتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اولئک الذین هدی الله فبهدهم اقتده قل لا اسئلکم علیه اجرا.

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یامرهم بالمعروف و ینهٰهم عن المنکر ویحل لهم الطیبٰت و یحرم علیهم الخبٰئث و یضع عنهم اصرهم والاغلٰل التی کانت علیهم فالذین امنوا به و عزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون.

ترجمہ: وہ لوگ پیروی کرتے ہیں اس رسول کی نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا

ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں حکم کرتا ہے وہ ان کو نیک کام اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو اُن پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل یا ایھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا.

ترجمہ: تو کہہ اے لوگوں میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضراً الا ماشاء اللّٰہ و لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوٓء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یو منون.

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچی میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو۔

نوٹ: اس آیت کریمہ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے جیسا کہ مفسرین نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی.

ترجمہ: اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

استجیبوا اللّٰہ وللرسول اذا دعاکم.

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یا ایھاالنبی حسبک اللّٰہ.

ترجمہ: اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھاالنبی حرض المومنین علی القتال.

ترجمہ: اے نبی شوق دلاؤ مسلمانوں کو لڑائی کا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری.

ترجمہ: نبی کو نہیں چاہیے کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا النبی قل لمن فی اید یکم من الاسری.

ترجمہ: اے نبی کہہ دے ان سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ان اللّٰہ بری من المشرکین و رسولہ.

ترجمہ: اللہ الگ ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے۔

قل ان کان اباؤ کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشونا کسادھا و مسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ۔

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برداری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جن کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ اور اس کے رسول سے؟

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ولا یحرمون ماحرم اللہ و رسولہ۔

ترجمہ: اور کافر نہیں حرام جانتے اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی۔

ترجمہ: اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت دے کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود۔

ترجمہ: اگر تم نے مدد نہ کی رسول کی تو اس کی مدد کی ہے۔ اللہ نے جس وقت نکالا تھا اس کو کافروں نے وہ دوسرا تھا دو میں سے جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو فوجیں بھیجیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انھم رضوا ما اتٰھم اللہ و رسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ۔

ترجمہ: اگر وہ راضی ہو جاتے اس پر جو ان کو دیا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور کیا اچھا ہوتا کہ وہ کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے فضل سے اور اس کے رسول۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔

ترجمہ: جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے درد ناک۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے۔

واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ۔

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کو بہت ضروری ہے راضی کرنا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدًا فیھا۔

ترجمہ: جو کوئی مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ سدا رہے اس میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ا باللّٰہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون.

ترجمہ: تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم

ترجمہ: اے نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ.

ترجمہ: اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وسیری اللّٰہ عملکم ورسولہ.

ترجمہ: اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الاعراب من یومن باللّٰہ والیوم الاخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللّٰہ وصلوٰت الرسول.

ترجمہ: اور بعض گنوار وہ ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تعلمھم نحن نعلمھم.

ترجمہ: اور منافقوں کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

نوٹ: یہاں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللّٰہ سمیع علیم"

ترجمہ: لے اُن کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے اُن کو تیری دعا اُن کیلئے تسکین ہے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر.

ترجمہ: یہ باتیں من جملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو اُن کی خبر تھی نہ تیری قوم کو اس سے پہلے پس صبر کیجئے۔

ارشاد ربانی ہے:

فاستقم کما امرت ومن تاب معک.

ترجمہ: سوتو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک هذا القرآن وان کنت من قبله لمن الغافلین.

ترجمہ: ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لهم.

ترجمہ: اور ہم نے اتاری تم پر کتاب اس واسطے کہ کھول کر سنادے تم کو وہ چیز جو ان کی طرف اتاری گئی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجئنا بک شهیدا علی هولاء ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء

ترجمہ: تجھ کو لائیں بتلانے کو اُن لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ہم اس مقام پر دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ وہ اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کیلئے استغفار فرماتے ہیں"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حوله لنریه من آیتنا.

ترجمہ: پاک ذات ہے جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تجعل مع اللہ الها اخر فتقعد مذموما مخذولا.

ترجمہ: مت ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر۔

اس آیت کریمہ میں مخاطب نبی پاک ﷺ ہیں اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

امایبلغن عندک الکبرا حدهما او کلاهما فلاتقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما.

ترجمہ: اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو والدین میں سے ایک یا دونوں تو نہ کہہ اُن کو اف اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی۔

نوٹ: اس آیت کے اندر مخاطب نبی پاک ﷺ اور مراد دوسرے لوگ ہیں کیونکہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے کئی سال پہلے سرکار کے والدین کریمین وصال فرما چکے تھے جس طرح اس آیت میں خطاب سرکار کو ہے۔ اور مراد دوسرے لوگ ہیں اسی

طرح اس سے پہلی آیت کے اندر بھی مخاطب نبی پاک ﷺ ہیں مراد دوسرے لوگ ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔

ترجمہ: اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اب ظاہر بات ہے جو آدمی ان آیات کریمہ کی نماز میں تلاوت کرے گا جو ہم نے گذشتہ اوراق میں نقل کی ہیں اس کی توجہ ضرور نبی پاک ﷺ کی طرف پھرے گی تو پھر کیا وہابی حضرات کے نزدیک یہ آیات کریمہ نماز میں پڑھنی ناجائز ہیں؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تقف مالیس لک به علم۔

ترجمہ: نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تجعل مع الله الها اخر فتلقی فی جهنم ملوما مدحورا۔

ترجمہ: نہ ٹھہرا اللہ کے سوا کسی اور کو معبود پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر دھکیلا جا کر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اس آیت کے اندر بھی خطاب نبی پاک ﷺ کو ہے مراد دوسرے لوگ ہیں جیسا کہ علامہ پرہاروی نے "مرام الکلام" میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اسی طرح تفسیر کبیر وغیرہ کے اندر بھی اسی مضمون کی عبارات موجود ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا ذکرت ربک فی القرآن وحده ولو علی ادبارهم نفورا۔

ترجمہ: جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر بھاگتے ہیں اپنی پیٹھ پر بدک کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذیستمعون الیک ۔

ترجمہ: جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ارشاد ربانی ہے:

اذ یقول الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔

ترجمہ: جب کہ کہتے ہیں یہ بے انصاف کہ جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال۔

ترجمہ: دیکھ لے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض واتینا داؤد زبورا۔

ترجمہ: اور ہم نے فضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو بعض سے اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وما جعلنا الرءیا التی

ارینک الا فتنة للناس.

ترجمہ: اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ کو کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الیل فتہجد بہ نافلة لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا.

ترجمہ: اور کچھ جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا.

ترجمہ: تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی.

ترجمہ: تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

طه . ما انزلنا علیک القرآن لتشقی.

ترجمہ: اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت پر پڑے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم.

ترجمہ: اور چھپا کر سرگوشی کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تم ہی جیسا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه.

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر ہم اس کو وحی کرتے تھے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخلدون.

ترجمہ: اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا کسی آدمی کو پھر کیا اگر تم وصال فرما جاؤ تو وہ رہ جائیں گے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد استھزی برسل من قبلک.

ترجمہ: اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین.

ترجمہ: اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو مہربانی کر کے جہان کے لوگوں پر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

نوٹ: اس آیت کا مناسب ترجمہ یہ ہے۔

ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا.

ترجمہ: مت کرلو بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اس کے جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا.

ترجمہ: بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر تا کہ رہے جہان والوں کے لئے ڈرانے والا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقالوا مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الا سواق.

ترجمہ: اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفی بربک هادیا ونصیرا.

ترجمہ: اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گناہگاروں میں سے اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنے کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقال الذین کفروا لو لا نزل علیه القرآن جملة واحده کذلک لنثبت به فؤادک.

ترجمہ: اور کہتے ہیں وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا ایک جگہ ہو کر یعنی اکٹھا اسی طرح اتارا تا کہ ثابت رکھیں ہم اُس سے تیرا دل۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ارایت من اتخذ الهه هوه ا فانت تکون علیه وکیلا.

ترجمہ: بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الی ربک.

ترجمہ: تو نے نہیں دیکھا اپنے رب کو۔

ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنک الا مبشرا و نذیرا.

ترجمہ: اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ما اسئلکم علیه من اَجر.

ترجمہ: تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانّه' لتنزیل رب العالمین نزل به الرّوح الامین علی قلبک تکون من المنذرین.

ترجمہ: اور یہ قرآن ہے اُتارا ہوا پروردگار عالم کا لے کر اُترا اس کو فرشتہ معتبر تیرے

دل پر تو ہوا گر سنا دینے والا۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانذر عشیرتکَ الاقربین. واخفض جناحکَ لِمن اتبعکَ من المومنین فان عصوک فقل اِنّی بریٓءٌ مماتعملون. وتوکّل علی العزیز الرحیم. الذّی یراکَ حین تقوم. و تقلبک فی السجدین.

ترجمہ: اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو اور اپنے بازو نیچے رکھ اُن کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے۔ پھر اگر نافرمانی کریں تو کہہ دے کہ میں بیزار ہوں تمہارے کام سے اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر۔ جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اُٹھتا ہے اور تیرا چلنا پھرنا نمازیوں میں۔

انّ ربک یقضی بینھم بحُکمہٖ.

ترجمہ: تیرا رب فیصلہ کرے گا اُن میں اپنی حکومت سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فتوکّل علی اللّٰہ اِنک علی الحقّ المبین.

ترجمہ: سو تو بھروسہ کر اللہ پر بے شک تو ہے صحیح کھلے رستہ پر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انکَ لا تُسمع الموتی ولاتُسمع الصُم الدُّعآ ءَ اِذا ولو مدبرین.

ترجمہ: البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر۔

ماانت بھٰدِی العُمی عن ضللتھِمْ اِنْ تسمع اِلّا من یُومِنُ باٰیٰتِنا فھم

مسلمون.

ترجمہ: اور نہ تو دکھلا سکے اندھوں کو جب راہ گمراہ ہو جائیں تو تو سناتا ہے اُس کو جو یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انک لا تھدی من احببت.

ترجمہ: تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے۔

نوٹ: یہاں حضور ﷺ سے ذاتی اختیار کی نفی کی گئی ہے نہ کہ عطائی کی۔ اس کی وضاحت ہم گذشتہ اوراق میں پہلے کر چکے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وربک یخلق مایشاء و یختار.

ترجمہ: اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے۔

ارشاد ربانی ہے:

و ربک یعلم ماتکن صدورھم.

ترجمہ: تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے اُن کے سینوں میں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

"ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد"

ترجمہ: جس نے بھیجا تجھ پر قرآن پھیر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما كنت ترجوا ان يلقى اليك الكتب الا رحمة من ربك فلا تكونن ظهيرا للكفرين.

ترجمہ: اور تو نہ توقع رکھتا تھا اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو مددگار کافروں کا۔

ارشاد ربانی ہے:

ولا يصدنك عن ايت الله بعد اذ نزلت اليك وادع الى ربك ولاتكونن من المشركين.

ترجمہ: نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو مشرکوں میں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تدع مع الله الها اخر.

ترجمہ: مت پکار اللہ کے سوا دوسرا حاکم۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما على الرسول الا البلغ المبين.

ترجمہ: رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے کہ پیغام دینا کھول کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اتل ما اوحى اليك من الكتب واقم الصلوة.

ترجمہ: تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما كنت تتلوا من قبله من كتب ولا تخطه بيمينك.

ترجمہ: اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاقم وجهك للدين حنيفا.

ترجمہ: سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا ايها النبي اتق الله ولا تطع الكفرين.

ترجمہ: اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم وموسى وعيسى ابن مريم واخذنا منهم ميثاقا غليظا.

ترجمہ: اور جب لیا ہم نے نبیوں سے اُن کا اقرار اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا ہے مریم کا اور لیا ان سے گاڑھا اقرار۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة.

ترجمہ: تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ارشاد ربانی ہے:

يا ايها النبي قل لازواجك ان كنتن تردن الحيوة الدنيا.

ترجمہ: اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی۔

ارشاد ربانی ہے:

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء.

ترجمہ: اے نبی کی عورتوں تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

واطعن اللّٰہ و رسولہ .

ترجمہ: اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وما کان لمؤمن ولا مومنة اذا قضی اللّٰہ و رسولہ امر ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللّٰہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا.

ترجمہ: اور کام نہیں کسی ایمان دار مرد کا اور نہ ایمان دار عورت کا جب کہ مقرر کردے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

و اذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللّٰہ و تخفی فی نفسک ما اللّٰہ مبدیہ و تخشی الناس واللّٰہ احق ان تخشٰہ.

ترجمہ: اور جب تم فرمارہے تھے اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا کہ روک دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھ کو۔

ارشاد ربانی ہے:

فلما قضی زید منھا وطرا زوّجنکھا.

ترجمہ: پھر جب زید تمام کر چکے اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تمہارے نکاح میں دے دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

ما کان علی النبی من حرج.

ترجمہ: نبی ﷺ پر کچھ مضائقہ نہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

الذین یبلغون رسلت اللّٰہ و یخشونہ ولا یخشون احد الا اللّٰہ.

ترجمہ: وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین.

ترجمہ: محمد ﷺ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے سب نبیوں پر۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا ونذیر اودا عیا الی اللّٰہ باذنہ و سراجا منیرا.

ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا

اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔

ارشاد ربانی ہے:

وبشّر المؤمنین.

ترجمہ: اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو۔

اسی طرح فرمایا:

ولا تطع الکفرین والمنافقین ودع اذاھم وتوکل علی اللّٰہ.

ترجمہ: اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا اور چھوڑ دے اُن کا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر۔

ارشاد ربانی ہے:

یا ایھاالنبی ان احللنا لک ازواجک.

ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے حلال رکھی تجھ کو تیری عورتیں۔

ارشاد ربانی ہے:

وامرءۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان ارادالنبی ان یستنکحھا خالصۃ لک.

ترجمہ: جو عورت ہو مسلمان اگر بخش دے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے یہ خاص ہے تیرے لئے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجی من تشآء منھن وتؤوی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک.

ترجمہ: پیچھے رکھے تو جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جس کو کنارے کر دیا تھا تو کچھ گناہ نہیں تجھ کو۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن.

ترجمہ: حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ ہی یہ کہ اُن کے بدلے کرے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو اُن کی صورت۔

ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم.

ترجمہ: اے ایمان والوں مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

ان ذالکم کان یوذی النبی.

ترجمہ: اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہٖ ابدا.

ترجمہ: تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی۔

ارشاد ربانی ہے:

ان اللّٰہ و ملئکته یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیه سلموا تسلیما.

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والوں رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرہ و اعدلھم عذاباً مھینا.

ترجمہ: جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے اُن کے لئے ذلت کا عذاب۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

یا ایھاالنبی قل لا زواجک و بنٰتک............

ترجمہ: اے نبی کہہ دے اپنی بیویوں کو اور صاحبزادیوں کو۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم و ازواجه امھٰتھم .

ترجمہ: نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

یٰس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین.

ترجمہ: قسم ہے اس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ و یخوفونک قل حسبی اللّٰہ.

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

انما تنذر من اتبع الذکر.

ترجمہ: تو تو ڈر سنائے اس کو جو چلے سمجھائے پر۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والذی جاء بالصدق و صدق به.

ترجمہ: جو لے کر آیا سچی بات اور سچ مانا۔

ارشاد ربانی ہے:

انک میت.

ترجمہ: بے شک آپ کو بھی انتقال فرمانا ہے۔

ارشار ربانی ہے:

قل ما کنت بدعا من الرسل وماادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحی الیّ.

ترجمہ: تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

انا انزلنا علیک الکتاب.

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

و ما انت علیهم بوکیل.

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد.

ترجمہ: اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اس کو جو اترا محمد ﷺ پر۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

فاعلم انه لااله الا الله واستغفر لذنبک....

ترجمہ: سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے ذنب کے واسطے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

ولو نشآء لا رینکهم فلعرفتهم بسیمهم و لتعرفنهم فی لحن القول

ترجمہ: اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ تو سو پہچان تو چکا ان کو ان کے چہرہ سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله و شاقوا الرسول.

ترجمہ: جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے اور مخالف ہو گئے رسول سے۔

ارشاد ربانی ہے:

یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول.

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

اسی طرح سورۃ الفتح میں ارشاد ربانی ہے:

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک الله ماتقدم من ذنبک وماتاخر ویتم نعمته علیک ویهدیک صراطا مستقیما وینصرک الله نصرا عزیزا.

ترجمہ: ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو ہو چکے جو تیرے ذنب آگے اور پیچھے اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ اور مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ارشاد ربانی ہے۔

انا ارسلنک شاهدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه.

ترجمہ: ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتلانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت رکھو۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله.

ترجمہ: تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

ارشاد ربانی ہے۔

بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الی اهلیهم.

ترجمہ: نہیں تم نے تو خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ آئے گا رسول اور مسلمان اپنے گھر والوں کی طرف۔

ارشاد ربانی ہے:

ومن لم یومن باللّٰہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا.

ترجمہ: جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ۔

ارشاد ربانی ہے:

ومن یطع اللّٰہ ورسولہ یدخلہ جنّت.

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو داخل کرے گا باغوں میں۔

ارشاد ربانی ہے:

لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة.

ترجمہ: تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے درخت کے نیچے۔

ارشاد ربانی ہے:

فانزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ .

ترجمہ: پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لقد صدق اللّٰہ رسولہ الرؤیا بالحق"

ترجمہ: اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب تحقیقی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی .

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول کو سیدھی راہ پر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

محمد رسول والذین معہ اشدآء علی الکفار .

ترجمہ: محمد رسول ہے اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر۔

ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ .

ترجمہ: اے ایمان والوں آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول.

ترجمہ: اے ایمان والوں بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللّٰہ.

ترجمہ: جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین ینادونک من ورآء الحجرات .

ترجمہ: جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم.

ترجمہ: اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ.

ترجمہ: اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا۔

ارشاد ربانی ہے:

وان تطیعوا اللّٰہ ورسوله.

ترجمہ: اور اگر حکم پر چلو گے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنو اعلیّ اسلامکم.

ترجمہ: تجھ پر احسان کرتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قال فما خطبکم ایها المرسلون.

ترجمہ: بولا ابراہیم پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوئے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

کذلک ما اتی الذین من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون

ترجمہ: اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا اس کو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ان عذاب ربک لواقع.

ترجمہ: بے شک عذاب تیرے رب کا ہو کر رہے گا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا وسبح بحمد ربک حین تقومُ

ترجمہ: اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور پاکی بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اُٹھتا ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ومن الیل فسبحه.

ترجمہ: اور کچھ بول رات میں اس کی پاکی۔

ارشاد ربانی ہے:

ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الهوی.

ترجمہ: بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

علمه شدید القوی.

ترجمہ: سکھلایا اس کو سخت قوتوں والے نے۔

ثم دنی فتدلی۔ پھر نبی پاک نزدیک ہوئے اپنے رب کے اور نزدیک ہوئے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاوحی الی عبدہ ما اوحی.

ترجمہ: پس حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

ارشاد ربانی ہے:

اقتربت الساعة وانشق القمر.

ترجمہ: پاس آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔

نوٹ: جو آدمی یہ آیت کریمہ پڑھے گا اس کے دل میں ضرور یہ خیال آئے گا کہ یہ آیت کریمہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جب نبی پاک علیہ السلام نے چاند کو توڑ دیا تھا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

امنوا باللّٰہِ وَرسولہ.

ترجمہ: یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما لکم لا تؤمنونَ باللّٰہِ والرسول یدعوکم

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر رسول بلاتا ہے تم کو۔

اسی طرح ارشاد رب العزت ہے:

ھُوَالَّذِی ینزل عَلی عبدہ ایات بینات.

ترجمہ: وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

والذین امنوا باللّٰہ و رسُلہٖ.

ترجمہ: جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت.

ترجمہ: ہم نے بھیجے اپنے رسول نشانیاں دے کر۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ولیعلم اللّٰہ من ینصرہ و رسلہ بالغیب.

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے اس کو جو مدد کرے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ولقد ارسلنا نوحاً وَّ ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ.

ترجمہ: ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ثم قفینا علی اثارھم برسلنا.

ترجمہ: پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

و قفینا بعیسی ابن مریم واتینہ الانجیل.

ترجمہ: اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کو بیٹے کو اور اس کو ہم نے دی انجیل۔

ایک اور مقام اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھاالذین امنوا اتقوا اللّٰہ و امنوا برسولہٖ.

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قد سَمِعَ اللّٰہ قول التی تجادلکِ فی زوجھا وتشتکی الی اللّٰہ واللّٰہ یسمع تحاورکما.

ترجمہ: سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور شکایت کرتی تھی اللہ کی طرف اور اللہ سنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

ذٰلِک لتؤمنوا باللّٰہ ورسولِہٖ.

ترجمہ: یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یحادون اللّٰہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم.

ترجمہ: جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسا کہ خوار ہوئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ویتناجون بالاثم والعدوان و معصیت الرسول.

ترجمہ: اور وہ سرگوشی کرتے ہیں آپس میں گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

واذجآ وک حیوکَ بما لم یحییک بِہ اللّٰہ.

ترجمہ: جب آئیں تیرے پاس تجھ کو وہ دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

یا ایھا الذین امنوا اِذا تناجیتم فلا تتنَاجوا بالاثم وَالعُدوَان وَ معصیۃِ الرسول.

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کان میں بات کرو تو نہ سرگوشی کرو گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا الذین اذا ناجیتم الرسول .

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرنا چاہو نبی پاک سے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ان الذین یحآدون اللّٰہ و رسولہ اُولٰئِکَ فی الاَذلین .

ترجمہ: جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

کتب اللّٰہ لَاَغلبن اَنَا و رُسُلیُ .

ترجمہ: اللہ لکھ چکا ہے میں غالب ہوں گا اور میرے رسول۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تجد قوماً یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدون من حآد اللّٰہ و رسولہ

ولو کانوا آبآء ھم اَوْ ابناء ھم اَوْ اخوانھم اَوْ عشیرَتھم اُو لٰئک کتب فی قلوبھم الایمان.

ترجمہ: تو نہیں پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے اگر چہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وَما اتاکم الرسول فخذوہُ وَما نھٰکم عنہ فَانتھوا ۔

ترجمہ: اور جو دے تم کو رسول سو لے لو جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ذٰلِکَ بانھم شاقو اللّٰہ و رسولَہٗ

ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول سے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ترجمہ: جو مال کہ لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول پر ان سے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ولکن اللّٰہ یسلط رُسُلَہٗ عَلیٰ من یشآء ۔

ترجمہ: اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے۔

نوٹ: اس آیت کریمہ سے اسماعیل قتیل کی اس بات کا بھی رد ہو جائے گا جو اس نے کہا کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے۔ تو اس کا یہ کہنا کہ صراحۃً قرآن مجید کی اس آیت کی تکذیب ہے اور قرآن مجید کی کسی آیت کی تکذیب کرنا کفر ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ما افاء اللّٰہ علی رسولِہٖ من اھل القرای فلِلّٰہ وَلِلرسول ۔

ترجمہ: جو اللہ نے مال لوٹا یا اپنے رسول پر بستیوں والوں سے پس وہ اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وینصرون اللّٰہ و رسولہ اُولٰئک ھُمُ الصادِقون ۔

ترجمہ: اور مہاجرین مدد کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی اور وہی لوگ سچے ہیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ تَرَ الی الذین نافقوا ۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتّٰی ۔

ترجمہ: تو سمجھے وہ اکھٹے ہیں اور ان کے دل جدا جدا ہو رہے ہیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لو انزلنا ھذا القرآن عَلی جبل لرَایتہ خاشعاً متصدعا من خشیۃ اللّٰہ

ترجمہ: اگر ہم اتارتے قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھ لیتا کہ وہ پھٹ جاتا دب جاتا اللہ کے ڈر سے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے۔

یا ایھا النبی اذا جاء کَ المومنٰت یبایعنک علیٰ ان لا یشر کن باللّٰہ شیئاً و لا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھن ولا یاتین ببھتان یفترینَہ' بین ایدیھن و ارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفرلھن اللّٰہ.

ترجمہ: اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں میں اور پاؤں میں اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کر لے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وَاذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ' اَحمد فلما جآء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین.

ترجمہ: اور جب کہا عیسی مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنیوالا اس پر جو مجھ سے آگے ہے تورات اور خوش خبری دینے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام احمد پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم.

ترجمہ: تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی کا نہایت شفیق ہے مہربان ہے۔

ارشاد باری ہے:

فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم.

ترجمہ: پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کافی ہے تجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

ارشاد ربانی ہے:

یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون.

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اگرچہ برا مانیں کافر۔

دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں مشیت الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے یہی حال نبی پاک کے مخالفوں کا ہے اور ان کی کوششوں کا ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق.

ترجمہ: خدا وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور سچے دین کے ساتھ۔

ارشاد ربانی ہے:

تؤمنون باللہ ورسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ھوالذی بعث فی الا مین رسولا منھم یتلوعلیھم ایتہ ویز کیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ۔

ترجمہ: اللہ وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی کی جنس میں سے پڑھ کر سناتا ہے اُن کو اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور عقلمندی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

واذا راو تجارۃ او لھوا ن انفضوا الیھا و ترکوک قآئما قل ما عند اللہ خیر من اللھو و من التجارہ۔

ترجمہ: جب دیکھیں سودا بکتا یا کوئی تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے۔

ارشاد ربانی ہے:

اذا جآءک المنفقون قالو ا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ۔

ترجمہ: جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم کہتے ہیں تو رسول ہے اللہ کا اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم و ان یقولوا تسمع لقولھم۔

ترجمہ: جب تو دیکھے ان کو اچھے لگیں ان کے جسم اگر بات کہیں سنے تو ان کی بات۔

ارشاد ربانی ہے۔

واذا قیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لوّوا رء وسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون۔

ترجمہ: جب اُن کو کہا جائے آؤ معاف کرا دے تم کو رسول اللہ تو مٹکاتے ہیں سر اپنے اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

سوآء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم۔

ترجمہ: برابر ہے ان پر تو معافی چاہے ان کی یا نہ چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا اُن کو اللہ۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ۔

ترجمہ: مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ و للمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون۔

ترجمہ: زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فامنوا باللّٰہ ورسولہ والنور الذی انزلنا.

ترجمہ: سوایمان لاؤ اللہ پراور اس کے رسول پراور اس نور پر جو ہم نے اتارا۔

ارشاد باری ہے:

واطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلغ المبین.

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر۔

ارشاد باری ہے:

یا ایھاالنبی اذا طلقتم النساء.

ترجمہ: اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایت اللّٰہ مبینت لیخرج الذین امنو و عملو الصلحت من الظلمت الی النور.

ترجمہ: تحقیق اللہ نے اتاری تم پر نصیحت جو رسول ہے پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانے والی تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو یقین لائے اور کیے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

یا ایھاالنبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک.

ترجمہ: اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضا

مندی اپنی عورتوں کی۔

ارشاد باری ہے:

واذاسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظھرہ اللّٰہ علیہ عرف بعضہ و اعرض عن بعض فلما نبّاھابہ قالت من انباک ھذا قال نبّانی العلیم الخبیر.

ترجمہ: جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے بتلا دی کہا مجھ کو بتلایا اس خبر والے واقف نے۔

ارشاد باری ہے:

فان اللّٰہ ھو مولہ و جبریل و صالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر.

ترجمہ: اللہ ہے اس کا رفیق اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

یوم لایخزی اللّٰہ النبی والذین امنوا معہ.

ترجمہ: جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

یاایھاالنبی جاھدالکفار والمنفقین واغلظ علیھم۔

ترجمہ: اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے ان پر سختی کر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صدقین قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین.

ترجمہ: اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

قل ارء یتم ان اھلکنی اللہ ومن معی اورحمنا.

ترجمہ: تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا اُن پر رحم کرے۔

ارشاد ربانی ہے:

قل ھو الرحمن امنا بہ.

ترجمہ: تو کہہ وہی رحمان ہے ہم نے اس کو مانا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

قل ارء یتم ان اصبح ماؤ کم غورا فمن یاتیکم بمآءِ معین.

ترجمہ: تو کہہ بھلا دیکھو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی ستھرا۔

ارشاد ربانی ہے:

ماانت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لا جرا غیر ممنون وانک

لعلی خلق عظیم"

ترجمہ: تو نہیں ہے اپنے رب کے فضل سے دیوانہ اور تیرے واسطے بدلہ ہے بے انتہا اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔

ارشاد ربانی ہے:

فلا تطع المکذبین و ذوا لو تدھن فید ھنون ولا تطع کل حلاف مھین.

ترجمہ: سو تو کہنا مت مان جھٹلانے والوں کا وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں اور تو کہنا مت مان کسی قسمیں کھانے والے بے قدر کا"۔ ارشاد ربانی ہے۔

فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث.

ترجمہ: اب چھوڑ دے مجھ کو اور ان کو جو جھٹلائیں اس بات کو۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ام تسئلھم اجرا.

ترجمہ: کیا تو مانگتا ہے اُن سے کچھ حق۔

ارشاد ربانی ہے:

فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت.

ترجمہ: اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور نہ ہو جیسا ہوا مچھلی والا۔

ارشاد ربانی ہے:

وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لمّا سمعوا الذکر

ویقولون انه لمجنون.

ترجمہ: اور منکر تو لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کہتے ہیں وہ تو مجنون ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وما ادرٰک ماالحاقه.

ترجمہ: اور تو نے کیا سوچا کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فعصوا رسول ربهم .

ترجمہ: پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا۔

ارشاد ربانی ہے:

انه لقول رسول کریم .

ترجمہ: یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا۔

ارشاد ربانی ہے:

ولو تقول علینا بعض الا قاویل لا خدنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین.

ترجمہ: اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اس کا دایاں ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فسبح باسم ربک العظیم.

ترجمہ: اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا۔

ارشاد ربانی ہے:

فاصبر صبرا جمیلاً.

ترجمہ: سو تو صبر کر اچھی طرح صبر کرنا۔

اللہ تعالیٰ نوح کی دعا کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا.

ترجمہ: اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں آئے ایمان دار۔

ارشاد ربانی ہے:

قل اوحی الیّ انه استمع نفر من الجن .

ترجمہ: تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے۔

ارشاد ربانی ہے:

علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احد الامَن ارتضیٰ من رسول.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے بھید کا سو وہ نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا کسی رسول کو۔

ارشاد ربانی ہے:

او انه لما قام عبد اللّٰه یدعوه .

ترجمہ: اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

قل انما ادعوا ربی و لا اشرک به احدا.

ترجمہ: تو کہہ میں پکارتا ہوں پس اپنے رب کواور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔

ارشادربانی ہے:

قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشدا.

ترجمہ: تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا۔

ارشادربانی ہے:

قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن احد من دونه ملتحدا.

ترجمہ: تو کہہ مجھ کو نہ بچائے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوائے کہیں سرک رہنے کی جگہ۔

اسی طرح ارشادربانی ہے۔

ومن یعص اللہ و رسوله فان له نار جهنم .

ترجمہ: جو حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے ہے آگ دوزخ کی۔

اسی طرح ارشادباری ہے:

قل ان ادری ا قریب ما توعدون.

ترجمہ: تو کہہ کے میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا۔

ارشادربانی ہے:

یا ایها المزمل قم اللیل الا قلیلا.

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات میں (ترجمہ محمود الحسن)

نوٹ: مراد یہ ہے کہ پوری رات عبادت بے شک نہ کرو لیکن رات کے کچھ حصے میں عبادت کرو۔

ارشادربانی ہے:

او انقص منه قلیلا او زدعلیه و رتل القرآن ترتیلا.

ترجمہ: قیام کرو آدھی رات یا آدھی رات سے کم یا زیادہ اور کھول کھول کر پڑھو قرآن کو صاف۔

ارشادباری تعالیٰ ہے:

انا سنلقی علیک قولا ثقیلا .

ترجمہ: بے شک ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات وزن دار۔

اسی طرح ارشادباری ہے:

ان لک فی النهار سبحا طویلا.

ترجمہ: البتہ تم کو دن میں شغل رہتا ہے لمبا۔

ارشادباری ہے:

واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا.

ترجمہ: اور پڑھے جا نام اپنے رب کا اور چھوڑ کر چلا آ اس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔

ارشادربانی ہے:

انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول.

ترجمہ: ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف رسول بتلانے والا تمہاری باتوں کا جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل و نصفه وثلثه و طائفة من الذین معک.

ترجمہ: بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے اور کتنے ہی لوگ تیرے ساتھ کے"۔ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایها المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطهر والرجز فاهجر و لا تمنن تستکثر ولربک فاصبر.

ترجمہ: اے لحاف میں لپٹنے والے کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے اور اپنے رب سے امید رکھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والرّسول یدعوکم فیٓ اخرکم .

ترجمہ: اور رسول پکارتا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے۔

پھر فرمایا:

ذلک بانّه کانت تا تیهم رسُلُهم بالبیّنٰت فقالوآ أ بشر یهدوننا.

ترجمہ: یہ اس لئے کہ لائے تھے ان کے پاس اُن کے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تحرّک بِهٖ لسانک لتعجَلَ به انّ علینا جَمْعَهٗ و قرانَه.

ترجمہ: نہ چلاؤ تو اُس کو پڑھنے پر اپنی زبان تا کہ جلدی اُس کو سیکھ لے۔ وہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رکھ اُس کے پڑھنے کے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَسئلونک عن الساعة ایّان مرسٰها. فیم اَنْتَ مِن ذکرٰها اِلی ربّک مُنتهٰها.

ترجمہ: پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کے بارے میں کب ہوگا قیام اُس کا تجھ کو کیا کام اُس کے ذکر سے تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اُس کی۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

انّمآ انت مُنذِر من یخشٰها.

ترجمہ: تو تو ڈر سنانے کے واسطے ہے اس کو جو اُس سے ڈرتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَبَسَ وتولّی اَن جآءَهُ الاعمی وما یُدرِیک لعلّه یزکّی.

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور منہ موڑا۔ اس بات سے کہ آیا اُن کے پاس اندھا۔ تجھ کو کیا خبر کہ شاید وہ سنوارتا۔

اسی سورت میں ارشاد باری ہے:

امّامن استغنی فانت له تصدّی و ما علیک الّا یزکّی وامّا من جآءک

یَسْعٰی و ھو یخشٰی فانت عنه تلھّٰی.

ترجمہ: وہ جو پرواہ نہیں کرتا سوتو اُس کی فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ الزام نہیں۔ وہ نہیں درست ہوتا اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے۔ سوتو اُس سے تغافل کرتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ھو علی الغیب بضنین.

ترجمہ: اور نبی پاک علیہ اسلام غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وما صاحبُکُمْ بمجنون.

ترجمہ: یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ادرٰک ماسجّین.

ترجمہ: تجھ کو کیا خبر کیا ہے سجّین۔

اسی طرح ارشاد ہے:

وما ادرٰک ماعِلیُّون.

ترجمہ: تجھ کو کیا خبر کہ کیا ہے علّیین۔

ارشاد باری ہے:

ھل اتٰک حدیث الجنودِ.

ترجمہ: کیا تجھ کو پہنچی بات لشکروں کی؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فمَھّل الکفرین اَمْھِلھُمْ رویدًا.

ترجمہ: سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے اُن کو تھوڑے دنوں۔

ارشاد باری ہے:

ھَل اَتٰکَ حدیث الغاشیة

ترجمہ: کچھ پہنچی تجھ کو بات اُس چھپا لینے والی کی۔

ارشاد باری ہے:

سبّح اسمَ رَبّکِ الاعلی.

ترجمہ: پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے بلند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سنُقرئک فَلاَ تنْسی.

ترجمہ: البتہ ہم پڑھائیں گے تجھ کو پھر تو نہ بھولے گا۔

ارشاد باری ہے:

و نیسّرکَ لِلْیُسْرٰی.

ترجمہ: اور سہج سہج پہنچائیں گے تجھ کو ہم آسانی تک۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فذکّر ان نّفعتِ الذّکرٰی .

ترجمہ: سو تُو سمجھا دے اگر فائدہ کرے سمجھانا۔

پھر فرمایا:

فذکّر ۔۔ انّمآ انت مذکّر لَسْتَ علیھم بمصیطر.

ترجمہ: سو تو سمجھائے گا۔ تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے۔ تو نہیں ان پر داروغہ۔

ارشاد باری ہے:

وجآءَ ربّک۔

ترجمہ: اور آئے حکم تیرے رب کا۔

ارشاد باری ہے:

لَا اُقسِمُ بهٰذا البَلَدِ و انت حلّ بهذاالبلدَ۔

ترجمہ: قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تجھ پر قید نہیں رہے گی اس شہر میں۔

ارشاد باری ہے:

ومَا ادرٰکَ ماالعَقبۃُ۔

ترجمہ: اور تو کیا سمجھے کیا ہے وہ گھاٹی۔

پھر فرمایا:

فقال لهُم رسولُ اللّٰهِ۔

ترجمہ: پھر کہا اُن کو اللہ کے رسول نے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والضّحی والیّل اذا سجی. ما ودّعَکَ ربّکَ وما قلی وللاخِرۃ خیر لَکَ مِن الا وُلی وَ لسَوفَ یُعطیکَ ربّکَ فترضٰی اَ لم یجدکَ یتیماً فاوٰی وَ وَجدکَ ضَآلّاً فهدٰی. وَ وَجدَکَ عآئِلا فاَغنٰی فامّاالیَتیم فلا تقهر وامّا السّائِلَ فلا تنهر وامّا بِنعمۃِ ربکَ فحدّث۔

ترجمہ: قسم دھوپ کے چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے۔ نہ رخصت کر

دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا۔ بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی اور پایا تجھ کو محبت میں خود رفتہ پھر راہ سمجھائی اور پایا تجھ کو مفلس پھر غنی کر دیا۔ سو جو یتیم ہو اُس کو مت دبا اور جو مانگتا ہو اُس کو مت جھڑک اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ارشاد ربانی ہے۔

الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک و رفعنا لک ذکرک۔

ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے جھکا دی تھی پیٹھ تیری اور بلند کر دیا ہم نے ذکر تیرا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔

ترجمہ: جب تو فارغ ہو تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد رب العزت ہے:

اقرا باسم ربک الذی خلق۔

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

اقرا و ربک الا کرم۔

ترجمہ: اور پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ارء یت الذی ینھی عبدا اذا صلی.

ترجمہ: تونے دیکھا اس کو جو منع کرتا ہے ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ارء یت ان کان علی الھدی.

ترجمہ: بھلا دیکھ تو اگر ہوتا نیک راہ پر۔

ارشاد ربانی ہے:

ارء یت ان کذب و تولی.

ترجمہ: بھلا تو اگر جھٹلایا اور منہ موڑا۔

ارشاد ربانی ہے:

کلا لا تطعہ واسجد واقترب.

ترجمہ: کوئی نہیں مت کہا مان اس کا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔ (ترجمہ محمود الحسن)

ارشاد ربانی ہے:

وما ادرک ما لیلۃ القدر .

ترجمہ: اور تونے کیا سمجھا ہے کہ کیا ہے شب قدر۔

ارشاد ربانی ہے:

رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرہ.

ترجمہ: ایک رسول اللہ کا پڑھتا ہو اورق پاک۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل.

ترجمہ: کیا تونے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وما ادرک ماالحطمۃ.

ترجمہ: اور تونے کیا سمجھا کون ہے وہ رونے والی۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ارء یت الذی یکذب بالدین.

ترجمہ: تونے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ان اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الا بتر.

ترجمہ: بے شک ہم نے دی تجھ کو کوثر سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹ۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قل یایھا الکفرون.

ترجمہ: تو کہہ اے منکرو!۔

ارشاد ربانی ہے:

لا اعبد ما تعبدون.

ترجمہ: میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما

اعبد لکم دینکم ولی دین.

ترجمہ: اور نہ تم پوجو جس کو میں پوجوں اور نہ مجھ کو پوجنا ہے اس کا جس کو تم نے پوجا اور نہ تم کو پوجنا اس کا جس کو میں پوجوں تم کو تمہاری راہ مجھ کو میری راہ۔

ارشاد ربانی ہے:

و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا.

ترجمہ: اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے ہیں دین میں غول کے غول۔

ارشاد ربانی ہے:

فسبح بحمد ربک و استغفرہ .

ترجمہ: اور تو پاکی بول اپنے رب کی اور گناہ بخشوا اس سے۔

(گناہ سے مراد خلاف اولیٰ ہے)

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قل ھوا اللہ احد.

ترجمہ: تو کہہ وہ اللہ ایک ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قل اعوذ برب الفلق.

ترجمہ: تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

قل اعوذ برب الناس.

ترجمہ: تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی۔

نوٹ: اس طرح سینکڑوں آیات جو لفظ قل سے شروع ہوتی ہیں تو جو آدمی نماز میں ان آیات کی تلاوت کرے گا تو ضرور اس کا خیال نبی پاک ﷺ کی طرف جائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

واذکر فی الکتب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا.

ترجمہ: اور ذکر کر کتاب ابراہیم کا بے شک وہ سچا نبی تھا۔

ارشاد باری ہے:

واذکر فی الکتب موسی انہ کان مخلصاً وکان رسولا نبیا.

ترجمہ: اور ذکر کر کتاب میں موسیٰ کے بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی

اسی طرح ارشاد باری ہے:

واذکر فی الکتب اسماعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا

ترجمہ: اور ذکر کر کتاب میں اسماعیل کا وہ وعدہ میں سچا اور تھا رسول نبی۔

ارشاد باری ہے:

واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقا نبیا.

ترجمہ: اور ذکر کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبی۔

اب ظاہر بات ہے جو آدمی ان آیات کریمہ کو پڑھے گا اس کے دل میں نبی پاک ﷺ کا خیال بھی آئے گا اور جن انبیاء کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے ان کا خیال بھی آئے گا اب ظاہر بات ہے جب انبیاء کا خیال آئے گا تو تعظیم کے ساتھ ہی آئے گا۔ اور اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ جب کسی نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا تو نمازی مشرک ہو جائے گا تو گویا اس نے قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تکذیب کی۔

نوٹ: ہم نے جو آیات ذکر کی ہیں یہ ہم نے بطور نمونہ مشتِ از خروارے ذکر کی ہیں ورنہ قرآن مجید کے اندر سینکڑوں آیات اور بھی ہیں جہاں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ہم نے اختصار کی خاطر ان کو ذکر نہیں کیا۔ باذوق حضرات جو قرآن مجید کے تراجم کا مطالعہ کرنے کا شوق رکھتے ہیں خود ان آیات کریمہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی کا نبی پاک کو جھوٹا قرار دینا

مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ استخارہ سکھانے والے جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

کان النبی یعلمنا الا ستخارۃ کما یعلمنا السورۃ من القرآن.

ترجمہ: کہ نبی پاک ﷺ ہمیں استخارہ کی تعلیم ایسے دیتے تھے جیسے قرآن مجید کی صورت کی تعلیم دیتے تھے۔ تو اسماعیل دہلوی کی کتنی بڑی بے دینی ہے کہ جو چیز صحیح حدیث سے ثابت ہے اور سرکار نے خود اس کی تعلیم دی ہے اس چیز کو جھوٹ قرار دے دیا اور نبی پاک ﷺ کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا۔ کیونکہ جب اس نے یہ کہا کہ استخارہ سکھانے والے جھوٹے ہیں تو استخارہ تو سرکار ﷺ نے خود سکھایا تو گویا اس نے نبی پاک کو جھوٹا کہا تو یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ اللہ رب العزت ایسے ظالموں کو تباہ برباد کرے اور ہر مسلمان کو ان سے امن میں رکھے

اسماعیل دہلوی کا انبیاء اور اولیاء کرام کو چمار سے ذلیل کہنا

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کی

شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ اس عبارت پر ہم مفصل تبصرہ اس کتاب کے پہلے حصے میں کر چکے ہیں بعض چیزوں کی ہم ذرا مزید وضاحت پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وہابی حضرات اس عبارت کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس آیت میں ذلیل سے مراد کمزور والا معنی ہے۔ جس طرح ارشاد باری ہے:

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ.

ترجمہ: اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے۔

لیکن وہابی حضرات قرآن مجید کی ان آیات پر غور نہیں کرتے جہاں ذلت کا لفظ حقارت کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ارشاد باری ہے:

وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ .

ترجمہ: اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا.

ترجمہ: ماری گئی ان پر ذلت جہاں دیکھے جائیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وتعز من تشآء و تذل من تشآء.

ترجمہ: اور عزت دے دے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے۔

(ترجمہ محمود الحسن)

اب وہابی حضرات سے سوال یہ ہے کہ وہ انبیاء کے تعز من تشاء کا مصداق سمجھتے ہیں یا تذل من تشآء کا مصداق سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین اتخذ واالعجل سینالھم غضب من ربھم و ذلۃ.

ترجمہ: البتہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا ان کو پہنچے گا غضب اُن کے رب کا او ذلت۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ.

ترجمہ: نہ چڑھے گی اُن کے منہ پر سیاہی اور نہ ہی رسوائی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین کسبوا السیّات جزآء سیّۃ بمثلھا و ترھقھم ذلۃ .

ترجمہ: اور جنہوں نے کمائی برائیاں بدلہ ملے برائی کا اس کے برابر اور ڈھانپ لے گی ان کی رسوائی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ .

ترجمہ: جھکی ہوں گی اُن کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل.

ترجمہ: منافقوں نے کہا اگر ہم مدینہ کو چلے گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

مولوی شبیر احمد عثمانی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن

ابی کے وہ الفاظ کے کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے جو مخلص مسلمان تھے تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ تو دیوبند کے شیخ الاسلام کی اس تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کو ذلیل کہنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ذلیل کا لفظ عام طور پر حقیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس طرح رئیس المنافقین نے صحابہ کرام اور نبی پاک ﷺ کے لئے استعمال کیا تو اسی معنی میں استعمال کیا۔

نوٹ: شبیر احمد عثمانی نے جو روایت نقل کی ہے یہ بخاری شریف کے اندر موجود ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یحآ دون اللہ ورسولہ اولٓئک فی الاذلین.

ترجمہ: جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وہابی حضرات اس عبارت کی دوسری تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ جو عبارت ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس عبارت عموم سے نبی پاک ؑ خارج ہیں لیکن اُن کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک بھی اس عبارت کے عموم میں داخل ہیں۔ اور گنگوہی صاحب اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں ہوں مگر نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ تو رشید احمد کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ وہابی حضرات کی یہ تاویل باطل ہے۔

نوٹ: کافی عرصہ پہلے اس عبارت پر حضرت شیخ القرآن مولانا سعید احمد اسعد صاحب اور ماسٹر امین صفدر اکاڑوی کا مناظرہ ہوا تو وہ کہنے لگا کہ اگر تم اس عبارت میں مجھے نبی پاک کا نام دکھا دو تو میں بھی لکھ کر دے دوں گا کہ شاہ اسماعیل کافر ہے۔ حالانکہ اگر اس نے فتاوی رشیدیہ پڑھا ہوتا تو ایسا جاہلانہ مطالبہ نہ کرتا نیز اگر یہ کہا جائے کہ ہر ماسٹر چھوٹا ہو یا بڑا دیوبندی مولوی چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے پھر یہاں نام تو کسی مولوی اور ماسٹر کا نہیں لیا گیا تو کیا اس میں دیوبندی مولوی اور ماسٹر کی توہین نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر یہ عبارت دیوبندی لکھ کر چھاپیں اور اپنی مساجد اور مدارس کے باہر جلی سرخیوں کے ساتھ اس عبارت کو لکھیں تاکہ بقول ان کے توحید کا پرچم سربلند ہو جائے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ بالفرض اس عبارت میں نبی پاک نہ بھی مراد ہوں تو کیا باقی اولیاء اور انبیاء کو چمار سے ذلیل کہنا جائز ہے کیا باقی انبیاء اولیاء کی تنقیص کرنا کفر نہیں ہے اگر وہابی حضرات یہ ارشاد فرمائیں کہ یہاں انبیاء اولیاء سب مستثنیٰ ہیں تو پھر بڑی مخلوق سے کون مراد ہے کیونکہ اسماعیل دہلوی خود اسی کتاب میں وضاحت کرتا ہے کہ انبیاء اولیاء جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور بندے عاجز مگر اللہ نے اُن کو بڑائی دی تو اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ وہ بڑی مخلوق سے مراد انبیاء اور اولیاء لے رہا ہے نیز اس نے فصل قائم کی ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو مشکل میں پکارنا شرک ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ اگلے بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں وہ مشرک ہیں نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار نہیں اسی طرح کہا سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور یہ بھی کہا نعوذ باللہ کہ اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا بے انصافی ہے کیونکہ یہ لوگ ناکارہ ہیں اور یہ بھی کہا کہ بت اور انبیاء سارے یکساں عاجز ہیں اور

بے اختیار ہیں تو اس کی یہ ساری عبارات قطعی طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس نے اپنی اس ناپاک عبارت ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (الخ) سے انبیاء اور اولیاء کو ہی مراد لیا ہے بالفرض انبیاء اور اولیاء مراد نہ بھی ہوں تو کیا عام مسلمانوں کو ذلیل کہنا جائز ہے؟

ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ سرکار ﷺ نے خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا کہ اے کعبہ تیری بڑی شان ہے بڑا مقام ہے لیکن بندہ مومن کی عزت تجھ سے زیادہ ہے۔

وہابی حضرات کی ایک اور تاویل کا جواب

وہابی حضرات اسماعیل کو بچانے کے لئے یہ آیت کریمہ بھی پیش کرتے ہیں۔

اولم یروا الی ماخلق اللہ من شیء یتفیؤا ظللہ عن الیمین و الشمائل سجدا للہ و ہم داخرون.

ترجمہ: کیا نہیں دیکھتے وہ جو کہ اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ ذلیل ہیں۔

وہابی حضرات کا استدلال [1] یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام سجدہ کرنے والی مخلوق کو جو بھی ہو سب کو ذلیل قرار دیا ہے تو اگر مولوی اسماعیل دہلوی نے کہہ دیا تو کیا حرج ہے۔ [2] جواباً گزارش ہے کہ اگر اس استدلال کو مان لیا جائے تو قرآن مجید میں تعارض لازم آتا ہے حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً.

[1] کیا اس استدلال کی رو سے تمام وہابی حضرات کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر وہابی چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ اگر کہا جا سکتا ہے تو وہابی حضرات یہ عبارت اپنے لئے شائع کریں تاکہ توحید کا پرچم سربلند ہو۔

ترجمہ: اگر یہ قرآن مجید ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت۔ (ترجمہ محمود الحسن)

تو اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرمائے:

انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقکم .

ترجمہ: بے شک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

اسی طرح فرمایا:

و کان عند اللّٰہ وجیھا.

ترجمہ: اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

۲ کیا نہیں دیکھتے وہ جو کہ اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کی داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں۔ (ترجمہ محمود الحسن) دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ جب تکوینی طور پر ہر چیز خدا کے سامنے عاجز، مطیع اور منقاد ہے حتیٰ کہ سایہ دار چیزوں کا سایہ بھی۔ تو دیوبندیوں کے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کی عبارتوں سے ثابت ہوا کہ یہاں ان سایہ دار چیزوں کو جن کا سایہ دائیں بائیں جانب جھکتا ہے ان کو ذلیل کہا گیا ہے اور وہابی حضرات یہاں لفظ داخرون کو انبیاء اور اولیاء پر محمول کرتے ہیں۔

نوٹ: انسانوں اور فرشتوں کے سجدہ کرنے کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ : للّٰہ یسجد ما فی السمٰوٰت.

وجیھا فی الدنیا والآخرۃ.

ترجمہ: عیسیٰ دنیا اور آخرت میں آبرو مند تھے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اسی طرح ارشاد باری ہے:

و للّٰہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون.

ترجمہ: اور عزت تو اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور ایمان والوں کی ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ولقد کرمنا بنیٓ آدم.

ترجمہ: اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو۔

اسی طرح ارشاد فرمایا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں وہی لوگ ذلیل ہیں اور فرمایا کہ یہودیوں پر ذلت مسلط کی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کافر قیامت کے دن ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ ذلت کافروں کے لئے ثابت کرنے اور عزت اپنے پیاروں کے لئے ثابت کرے اور دوسری جگہ تمام مخلوق کو ذلیل کہہ دیا جائے بشمول انبیاء و اولیاء۔

لہٰذا وہابی حضرات نے جو آیت پیش کی ہے اس آیت سے انبیاء کرام اور اولیاء کرام جنتی ہیں ورنہ قرآن مجید کی آیات میں باہمی اختلاف لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر محال ہے اور خود وہابی حضرات بھی اس بات کے بظاہر قائل ہیں۔ اور اُن کے شیخ الہند محمود الحسن نے آیت کریمہ میں واقع شدہ لفظ داخرون کا معنیٰ عاجز کیا ہے تو یہ بات تو ٹھیک ہے کہ انبیاء اور ساری مخلوق اور فرشتے اللہ کے نزدیک عاجزی کرتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ دیوبندی

حضرات کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی جیسے عاجز اور بے اختیار ہیں جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے خلفاء اور نائب ہیں اور اللہ کی قدرت کے مظہر ہیں۔

اسماعیل دہلوی کا نبی پاک ﷺ کو گاؤں کے چودھری کے برابر قرار دینا

مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے جس طرح گاؤں کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار اپنی قوم کا سردار ہوتا ہے اسی طرح نبی پاک ﷺ بھی اپنی قوم کے سردار ہیں حالانکہ اس کا یہ نظریہ قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے جن ہستیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے۔

انی جاعل فی الارض خلیفه.

ترجمہ: میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔

اسی طرح فرمایا۔

یا داؤد انا جعلنک خلفیة فی الارض.

ترجمہ: اے داؤد ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنادیا۔

اسی طرح اگر نبی پاک ﷺ کی تعظیم گاؤں کے چودہری جتنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہ فرماتا:

وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعدہ ابدا.

ترجمہ: اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی بھی۔ (ترجمہ محمود الحسن)

وہابی حضرات ارشاد فرمائیں کہ کیا گاؤں کے چودہری کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے؟

کبھی وہابی حضرات نبی پاک ﷺ کو بڑے بھائی کا درجہ دیتے ہیں حالانکہ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ نبی پاک کی بیبیوں سے آپ کی وفات کے بعد نکاح کرنا حرام ہے۔ کما قال الله تعالی: ازواجه امهتهم.

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظرین انه.

ترجمہ: اے ایمان والوں مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی۔

تو یہاں اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے جو سرکار ﷺ کے کاشانہء اقدس کا ادب بیان فرمایا ہے کیا گاؤں کے چودہری کے گھر کا بھی کہیں ایسا مقام بیان کیا گیا ہے یا کہیں یہ کہا گیا ہے کہ گاؤں کے چودہری کو اذیت نہ پہنچاؤ تکلیف نہ پہنچاؤ، اس عبارت کے رد میں کچھ دلائل ہم اسی کتاب کے پہلے حصے میں دے چکے ہیں۔

اب ہم صحابہ کرام کے چند واقعات پیش کرتے ہیں کہ وہ سرکار ﷺ کا کس قدر ادب کرتے تھے اگر اُن کے دل میں سرکار ﷺ کا وہی مقام ہوتا جو گاؤں کے چودہری کا ہوتا ہے تو وہ سرکار ﷺ کی اس قدر تعظیم نہ کرتے۔

اس ضمن میں پہلا واقعہ جو بخاری شریف کے اندر منقول ہے اس طرح ہے کہ سرکار ﷺ نے حجامت بنوائی تو تمام صحابہ کرام کی خواہش یہ تھی کہ کوئی بال مبارک نیچے نہ گرے بلکہ تمام بال ہمیں نصیب ہوجائیں۔

دوسرا واقعہ بخاری شریف میں ہی ہے کہ جب سرکار ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ کرام

سرکار ﷺ کے اعضا مبارک سے لگ کر نیچے گرنے والے پانی کے حصول میں اتنی کوشش کرتے کہ قریب ہوتا کہ آپس میں لڑ پڑیں۔

اسی طرح جب سرکار ﷺ ناک مبارک صاف فرماتے تو آپ کی ناک مبارک کی ریزش کے حصول کی خاطر بھی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ (بخاری)

اسی سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار ﷺ کے ساتھ نفلی نماز پڑھنی شروع کی تو سرکار ﷺ نے لمبی سورتیں پڑھنی شروع فرمائیں حتیٰ کہ میں تھک گیا اور میں نے برا ارادہ کرلیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا ارادہ فرمایا تھا تو ارشاد فرمایا کہ میں بیٹھ جاؤں۔ سرکار ﷺ کو کھڑا چھوڑ دوں۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے۔

وجہ استدلال:

اگر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی پاک ﷺ کا اتنا ہی احترام ہوتا جتنا گاؤں کے چوہدری کا یا بڑے بھائی کا ہوتا ہے تو تھک جانے کی وجہ سے بیٹھنے کے ارادہ کو برا ارادہ نہ فرماتے۔ حالانکہ ایک آدمی نفل پڑھ رہا ہو اور تھک جائے تو اس کے لئے بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن یہاں صحابی رسول، سرکار ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ایک جائز کام کے ارادے کو بھی برا ارادہ قرار دے رہے ہیں۔

تو ثابت ہو گیا کہ اس نظریے کا کہ انبیاء کی تعظیم بڑے بھائی جتنی یا گاؤں کے چوہدری جتنی کرنی چاہیے صحابہ کرام کے نظریے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زبانی تو وہابی حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہیں لیکن عملاً ان کے نظریات اور صحابہ کرام کے نظریات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت کا رد ائمہ عرفا کی زبان سے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لهم بالدخول فی حریم الحی الذی لا یموت فقرت اعینهم بالمناجات فنبهو علی ان ذلک بواسطه نبی الرحمة و برکة متابعة فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته۔

علامہ عسقلانی فرماتے ہیں اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا۔ تو انہیں بارگاہ الٰہی میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اُن کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوتیں۔ انہیں اس کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں شرف باریابی حاصل ہوا ہے۔ یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت متابعت کے طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہیں تو آپ کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ عرض کر رہے تھے۔ **السلام علیک ایها النبی و رحمته الله و برکاته**

(فتح الباری جلد دوم، عمدۃ القاری جلد دوم، مواهب اللدنیه جلد دوم، زرقانی شرح موطا جلد اول صفحه 170، سعایه جلد نمبر 2 صفحه 228، نور الایمان صفحه نمبر 10، فتح الملهم جلد نمبر 2 صفحه 143، اوجز المسالك جلد اول صفحه 265، شرح مشکوة للعلامة طیبی جلد 2 صفحه 353، التعلیق الصبیح جلد اول صفحه 398، مدارج النبوة جلد اول، تیسیر القاری جلد اول صفحه نمبر 281)

وجہ استدلال:

اگر نبی پاک ﷺ کی تعظیم گاؤں کے چودہری جتنی ہوتی تو عرفا کرام کے یہ ارشادات جو خود دیوبندیوں کے اکابر نے نقل کیے ہیں موجود نہ ہوتے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا انبیاء کرام کو بتوں کے برابر عاجز اور بے اختیار قرار دینا:

مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ تمام مخلوق چاہے بت ہوں یا انبیاء ہوں وہ سب یکساں طور پر عاجز اور بے اختیار ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی اس ایمان سوز عبارت کا رد

از روئے احادیث

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ (ہم اختصار کی وجہ سے صرف حدیث کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں)

حضرت سلمہ ابن اکوع ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سرکار علیہ السلام کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ میرا دائیں ہاتھ خراب ہے حالانکہ خراب نہیں تھا ویسے کہہ دیا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تیرا دائیں ہاتھ خراب ہے تو خراب ہی رہے گا۔ اس کے بعد اس کا دائیں ہاتھ اُس کے منہ کی طرف نہ اُٹھا۔ تو اب دیکھئے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جو بات نکلی پوری ہوگئی تو جس ہستی پاک کے منہ سے نکلنے والی

بات اتنا اثر رکھتی ہے کہ ایک آدمی کا ہاتھ جو پہلے صحیح اور سلامت تھا، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے سے شل ہوگیا۔ اسی لئے ہمارے امام نے فرمایا کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اسی ضمن میں ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو۔ بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک آدمی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کاتب وحی تھا۔ وہ مرتد ہوگیا اور مشرکین کے ساتھ شامل ہوگیا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ ؓ نے بتلایا کہ میں اُس زمین پر گیا جہاں وہ مرا تھا تو اُس کو باہر ہی پڑا ہوا پایا۔ (یعنی قبر سے باہر) تو اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے اس کی لاش قبر سے باہر پڑی ہے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے کہ کفار نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ چاند کو توڑیں تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند توڑ کر دیکھا دیا۔

تفسیر قرطبی اور فتح الباری میں بھی یہ روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے کافروں کو فرمایا کہ اگر میں چاند کو روٹ دوں تو ایمان لاؤ گے؟

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کافر بھی سمجھتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا سچا نبی اتنا بااختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو اڑھائی لاکھ میل دور چمکنے والے چاند کا کلیجہ چیر کر رکھ دے۔ گویا علانیہ کافر بھی اتنی بات جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو سچے نبی ہوتے ہیں وہ عاجز اور بے اختیار نہیں ہوتے۔ گویا علمائے دیوبند اُن کافروں سے بھی گئے گزرے ہو گئے

جتنا اُن کو مقام نبوت سمجھ آ گیا اتنا اِن کو باوجود مولوی اور عالم کہلانے کے سمجھ نہ آیا۔

اسی ضمن میں بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بارش کے لئے دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے مکان گر رہے ہیں۔ دعا کیجئے تھم جائے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اور ساتھ بادل کو اشارہ بھی فرمایا۔ تو جدھر سے آپ اشارہ فرماتے بادل اُدھر سے ہٹ جاتا۔ یہاں شارحین بخاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بادل سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع فرمان تھے۔ جدھر آپ حکم فرماتے اُدھر ہی چلتے تھے۔ (ملاحظہ ہو فتح الباری، ارشاد الساری وغیرہ)۔

اسی طرح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ سرکار ﷺ نے قضائے حاجت فرمانی تھی۔ جب آپ ﷺ نے دو درختوں کو بلوایا تو وہ آپ کے بلوانے پر حاضر ہو گئے۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ملک الموت حاضر ہوئے اور اجازت طلب کئے بغیر روح قبض کرنا چاہی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو تھپڑ مار کر اُن کی آنکھ نکال دی۔ دیوبندیوں کے ابن حجر انور شاہ کشمیری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے مُکے کی یہ طاقت ہے کہ سات آسمان تباہ کر دیں۔ اندازہ لگایئے جب بازوئے کلیم کی طاقت کا یہ عالم ہے تو سرکار علیہ السلام کی طاقت کا عالم کیا ہوگا۔ (فیض الباری جلد نمبر 4 صفحہ 476)

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوٰۃِ کسوف پڑھ رہے تھے۔ آپ یکا یک آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹے۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ پہلے آپ آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹے، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہاں سے

کھڑے کھڑے جنت کو دیکھا اور میں نے جنت کے خوشوں کو پکڑ لیا۔ اگر میں اُس کو لے لیتا تم قیامت تک اُس کو کھاتے رہتے۔

وجہ استدلال:

جس ہستی پاک کے ہاتھ کا یہ کمال ہو کہ یہاں زمین پر کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلائیں تو سات آسمانوں کے پار جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ جس ہستی کے ہاتھ کا یہ اعجاز ہو اُس ہستی پاک کو بت کے برابر بے اختیار قرار دینا کتنی بڑی بے دینی اور گستاخی ہے۔ پھر اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے مالک ہیں۔ اگر آپ مالک نہ ہوتے تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ظلم کہلاتا ہے۔ اِس لئے امام اہلسنت نے فرمایا کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
کہ نہیں ہے محبوب و محب میں میرا تیرا

مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ آدمی کا کسی کے باغ میں ایک درخت تھا۔ تو وہ آدمی بعض اوقات بلاوجہ ہی باغ میں داخل ہو جاتا۔ تو اس باغ کے مالک نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ اس کا کھجور کا درخت میرے باغ میں ہے۔ اور اس نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔ تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کو ارشاد فرمایا کہ تو اپنا درخت مجھے جنت کے درخت کے بدلے بیچ دے۔

وجہ استدلال:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا۔ کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے مالک ہیں کیونکہ آپ اگر جنت کے مالک نہ ہوتے تو آپ جنت کے درخت کو بیچ نہ سکتے۔ اور یہ حدیث مسند احمد کے اندر بھی ہے۔ تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

مستدرک میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عثمان نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو بار جنت خریدی۔ اسی حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے مالک ہیں تبھی تو آپ جنت کو بیچ رہے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ میرے چار وزیر ہیں۔ دو آسمانوں میں دو زمینوں میں۔ زمینوں میں میرے دو وزیر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور آسمانوں میں میرے دو وزیر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں۔ تنقیح الرواۃ اور الجامع الصغیر میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

نوٹ: جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر آسمانوں کے اندر بھی ہیں اور زمینوں کے اندر بھی ہیں تو ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت آسمانوں پر بھی ہے اور زمینوں پر بھی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجز ہونے پر دلیل دیتے ہوئے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زہراء کو فرمایا کہ میں قیامت کو تمہارے کام نہیں آسکتا ہوں۔

اس کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے جو حدیث نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کو نفع نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

علامہ شامی رسائل ابن عابدین میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن سے جب اجنبیوں کو فائدہ پہنچائیں گے تو اپنے قرابت داروں کو فائدہ کیوں نہیں پہنچائیں گے۔

اسی حدیث کے آخر میں جو مولوی اسماعیل نے نقل کی ہے یہ جملہ بھی ہے کہ میں اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لئے فائدہ مند نہیں ہوسکتا لیکن تمہارا میرے ساتھ تعلق ہے اس کی وجہ سے میں تمہیں نفع پہنچاؤں گا۔

تو بخاری شریف کی اس پوری حدیث سے ثابت ہوگیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ کہیں عالی نسب ہونے کی وجہ سے عمل میں کمی نہ رہ جائے تو اس لئے آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاکؐ نے حضرت فاطمہ الزہراء کو سرگوشی فرمائی تو آپ رو پڑیں پھر سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں تو حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ آپ پہلے رو پڑیں کچھ دیر بعد ہنس پڑیں تو حضرت فاطمہ نے ارشاد فرمایا کہ جب پہلی بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی فرمائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مرض میں میرا وصال ہوجائے گا۔ اور جب دوسری بار سرگوشی فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار بن جاؤ تو یہ بات سن کر میں ہنس پڑی۔ کاش مولوی اسماعیل کو یہ حدیث بھی نظر آجاتی،

مستدرک میں حدیث پاک ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر رشتہ داری اور تعلق قیامت کے دن منقطع ہوجائے گا سوائے میری رشتہ داری اور تعلق کے وہ قیامت کے دن بھی کام آئے گا۔

حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور مسند امام احمد کے اندر بھی یہ حدیث موجود ہے اور امام طبرانی نے معجم کبیر کے اندر اس حدیث کو نقل فرمایا۔

اسی طرح مسند امام احمد کے اندر حدیث پاک ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کے دن اپنی قوم کو فائدہ نہیں

پہنچائے گی۔ اللہ کی قسم میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں فائدہ پہنچانے والی ہے۔

الفتح الربانی میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

جب نبی پاک ﷺ کی شفاعت سے کروڑوں کی بخشش ہو گی تو سرکار ﷺ اپنی صاحبزادی کو فائدہ کیوں نہیں پہنچا سکتے۔

شفاعت کے بارے میں کچھ حدیثیں ہم نے اسی کتاب کے پہلے حصے میں درج کی ہیں اور کچھ اس حصے کے گذشتہ اوراق میں ہم لکھ چکے ہیں۔

نیز یہ امر قابل غور ہے کہ وہابی حضرات نبی پاک ﷺ کے بارے میں تو کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اور بت عاجز اور بے اختیار ہونے میں برابر ہیں لیکن اپنے رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

گویا دیوبندیوں کے شیخ الہند کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف یہ شان تھی کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ہمارے گنگوہی صاحب کی شان یہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے لیکن پتہ نہیں پھر حضرت خود کیوں مر گئے؟ شاید زور زیادہ لگ گیا تھا اور کاش مولوی اسماعیل دہلوی یہ عبارت لکھنے سے پہلے کہ انبیاء کرام بتوں کی طرح اختیار سے عاری ہیں قرآن مجید سے آصف بن برخیا کا واقعہ دیکھ لیتا جب انہوں نے سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں جاتا ہوں تخت اٹھا کر لاتا ہوں آپ کی پلک جھپکنے سے بھی پہلے۔ تو جب سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی اتنے بااختیار ہیں کہ پلک جھپکنے سے پہلے تخت پیش کر سکتے ہیں تو پھر نبی پاک ﷺ کا مقام کیا ہو گا اور آپ کی قدرت اور

طاقت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت آصف کی طرف تخت لانے کی نسبت مجازی ہے اصل میں تخت اللہ لایا تھا لیکن جن کے بارے میں جو آیت کریمہ ہے کہ جب سرکش جن نے کہا کہ میں تخت اٹھا کر لاتا ہوں اور آپ کی محفل برخاست ہونے سے پہلے تخت آپکے قدموں میں ہوگا اور میں تخت لانے پر قادر بھی ہوں جیسا کہ تفسیر ابو سعود اور دیگر تفاسیر میں اس کی یہی تفسیر کی گئی ہے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر جن جلدی تخت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دے تو مولوی سرفراز کو کوئی تکلیف نہیں ہے اور اگر سلیمان علیہ السلام کا صحابی تخت پیش کرے اور اللہ کے ولی کی شان ظاہر ہو تو مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نسبت مجازی ہے۔ اور مولوی سرفراز صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے جو میں کہہ رہا ہوں حالانکہ انھوں نے ایک تفسیر کا حوالہ بھی نہیں دیا ہے جس نے یہاں اسناد مجازی کا قول کیا ہو۔ ہم مولوی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کم از کم ایک ہی معتبر تفسیر کا حوالہ دے دیں جس میں وہ بات لکھی ہوئی ہو جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے اگر نہیں کر سکتا تو پھر اس کو چاہیے کہ توبہ کر لے کیونکہ اس کا وقتِ مرگ قریب ہے تو کیوں مزید جھوٹ بول کر اپنے نامہ اعمال کو جو پہلے ہی نیکیوں سے خالی ہے۔ مزید سیاہ کرتا ہے نیز مولوی سرفراز صاحب یہ بھی ارشاد فرمائیں اگر سرکش جنوں میں کمال ثابت ہو جائے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے اور اگر اولیاء کرام کا کوئی کمال ثابت ہونے لگے تو پھر تمہیں کیوں تکلیف ہوتی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب جمال الاولیاء میں ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ اُن کی شان یہ تھی کہ گویا عالم وجود کی چکی ان کے ہاتھ میں تھی جدھر چاہیں

گھمادیں ،تو مولوی سرفراز کم از کم اپنے حکیم الامت کی اس کتاب کا مطالعہ کر لیتا تو اس کو سینکڑوں اس قسم کے واقعات نظر آتے جن کا وہ شد ومد سے انکار کرتا ہے۔

اسی طرح مولوی اسماعیل اور اس کے متبعین کو اگر یہ آیت نظر آجاتی جس میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب تم پیدائشی اندھوں کو میرے حکم سے درست کرتے تھے اور برص کے داغوں کو ختم کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے ،تو اگر اسماعیل دہلوی اور اس کے ماننے والے ان آیات پر ہی غور کر لیتے تو گمراہی کی وادی میں اس طرح نہ بھٹکتے۔

مولوی اسماعیل کی بارگاہ الوہیت ورسالت میں ایک اور دریدہ دہنی

مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب کی شان ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کر لے اور غیب کی بات اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر'' تو اس عبارت کے اندر مولوی اسماعیل نے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے قدیم ہونے کا انکار کیا اور دوسرا سرکار ﷺ سے علم غیب کی نفی کر دی تو اس کا یہ قول احادیث آثار کے خلاف ہے۔

مشکوۃ شریف میں حدیث پاک ہے کہ ایک آدمی بکریاں چرا رہا تھا تو بھیڑیے نے آکر اس کی ایک بکری کو پکڑ لیا تو اس چرواہے نے جا کر بھیڑیے سے اپنی بکری کو چھڑوا لیا تو بھیڑیا اپنی دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اللہ نے مجھے رزق عطا کیا تھا لیکن تو نے مجھ سے چھین لیا تو وہ آدمی حیران ہو کر کہنے لگا کہ عجیب بات ہے بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔تو بھیڑیا نے کہا کہ اس سے تعجب والی بات تو یہ ہے کہ مدینہ شریف کے نخلستانوں

میں ایک ایسے نبی ظاہر ہوئے ہیں جو گزرے ہوئے واقعات کی بھی خبر دیتے ہیں اور آنے والے واقعات کی بھی خبر دیتے ہیں۔ چرواہا مدینے شریف میں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔(یہ حدیث پاک شرح السنۃ میں بھی موجود ہے)

تنقیح الرواۃ میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

وہابی حضرات اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تو بھیڑیے کا عقیدہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ ماکان ومایکون کو جانتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ وہابی حضرات پھر بھیڑیے سے بھی پیچھے رہ گئے کیونکہ جتنا بھیڑیا مقام نبوت کو سمجھ گیا یہ باوجود مولوی ہونے کے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کے اتنا بھی نہ سمجھ سکے۔اور دوسری گزارش یہ ہے کہ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ہمیں صبح سے لے کر شام تک خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ نے جو کچھ ہو چکا تھا یا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب کچھ بیان فرمادیا۔

چلو اگر وہابی اُس حدیث پاک کو نہیں مانتے تو اس حدیث پاک کو ہی مان لیں کیونکہ یہاں تو صحابی رسول گواہی دے رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ تمام ماکان ومایکون سے واقف ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ سرکار ﷺ ایک سفر سے واپس آئے اتنی آندھی چلی کہ قریب تھا کہ گھوڑے پر سوار یا اونٹنی پر سوار آدمی کو زمین میں دفن کر دے سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو آندھی چلی ہے کسی منافق کے مرنے کی وجہ سے چلی ہے۔صحابی فرماتے ہیں جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو ایک بڑا منافق مر گیا تھا۔

اس حدیث پاک سے بھی سرکار ﷺ کا علم غیب روزروشن کی طرح واضح ہے۔

بخاری اور مسلم میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنے غلام حضرت عتبان کے گھر تشریف لے گئے وہاں بہت سارے لوگ زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ ایک آدمی مالک بن دخشن حاضر نہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ وہ منافق ہے تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اسی بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ تو ان صحابہ نے عرض کیا: اللّٰہ و رسولہ اعلم. اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا عقیدہ یہی تھا کہ نبی پاک ﷺ منافقوں کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی کلمہ پڑھ کر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور نبی پاک ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو وہ گواہی دیتا ہے اس گواہی کے ذریعے اللہ کی رضا تلاش کرتا ہے جبکہ منافق جو کلمہ پڑھتا ہے وہ اللہ کی رضا کی خاطر نہیں پڑھتا بلکہ دیگر مقاصد کی خاطر پڑھتا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے کہ سرکار ﷺ جلوہ گر تھے۔ یکا یک آپ نے ایک آہٹ کی آواز سنی تو آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اللّٰہ و رسولہ اعلم. تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر ستر سال سے جہنم میں گر رہا تھا اب جا کر وہ جہنم کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ اس حدیث پاک سے نبی پاک ﷺ کا علم غیب صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے اور صحابہ کا عقیدہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ وہ یہی سمجھتے تھے کہ نبی پاک ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

اس مضمون کی کثیر احادیث ہم نے اپنا رسالہ "تنبیہ الغفول فی نداء الرسول" میں جمع کی ہیں جو حضرات تفصیلات کے طلبگار ہوں اور اس بات کی تفصیل چاہتے ہوں کہ نبی پاک ﷺ دور سے سن سکتے ہیں یا نہیں تو وہ مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

مولوی حسین علی دیوبندی کی بارگاہ رسالت میں صریح گستاخی

مولوی حسین علی، آیت کریمہ

فمن یکفر بالطاغوت.

کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ "ملائکہ اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز ہے"

اب لغت کی کتابوں میں طاغوت کا معنی لکھا ہوا ہے "ظلم اور گناہ میں حد سے بڑھنے والا" (المنجد صفحہ 484)

مجمع البحار (جلد دوم صفحہ 311) میں طاغوت کا معنی لکھا ہوا ہے کہ "جو آدمی گمراہی میں حد سے بڑھ جائے لوگوں کو نیکی سے منع کرے سرکش ہو"۔

مولوی حسین علی نے یہ لفظ انبیاء پر اس لئے بولنا جائز قرار دیا کیونکہ بعض لوگوں نے طاغوت کا معنی کیا تھا کہ ہر وہ معبود جو اللہ کے سوا ہو۔ تو مولوی حسین علی نے یہ سوچا کہ چونکہ انبیاء اولیاء بھی اللہ کے سوا ہیں لہذا ان کی بھی لوگ عبادت کرتے ہیں لہذا اُن کو بھی طاغوت کہنا جائز ہے۔ لیکن مولوی حسین علی نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ طاغوت طغیان سے مشتق ہے اور ہر مشتق میں اس کے اصل ماخذ کے معنی کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ اشتقاق صحیح نہ ہوگا۔ اب بتوں پر لفظ طاغوت اس لئے بولا جا سکتا ہے کہ یہ سرکشی کا سبب ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو عین نجاست قرار دیا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

'فاجتنبو الرجس من الاوثان.

ترجمہ۔ منجاست سے بچو جو عین اوثان ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جو ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہیں۔

لہذا اُن پر یہ لفظ کیسے بولا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی.

ترجمہ: اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا ہے حلقہ مضبوط۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اگر معاذ اللہ انبیاء بھی طاغوت ہوں تو اُن کا انکار کرنا واجب ہوگا حالانکہ انبیاء پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتا تو اس کے لئے ہم نے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ ''جو لوگ کچھ رسولوں پر ایمان لاتے ہیں کچھ پر ایمان نہیں لاتے وہ پکے کافر ہیں''۔ اس سے پتہ چلا کہ انبیاء طاغوت نہیں ہوتے بلکہ ہدایت کے سرچشمہ ہوتے ہیں کیونکہ طاغوت تو گمراہ کرنے والے ہوتے ہیں اور انبیاء کی شان بیان کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا و اوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتآء الزکوۃ وکانوا لنا عبدین.

ترجمہ: اور اُن کو ہم نے بنایا پیشوا راہ بتاتے تھے ہمارے حکم سے اور کہلا بھیجا ہم نے ان کو کرنا نیکیوں کا اور قائم رکھنی نماز اور دینی زکوٰۃ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے۔

اور اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انک لتھدی الی صراط مستقیم.

ترجمہ: بیشک آپ ضرور سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

وکلا جعلنا صٰلحین.

ترجمہ: ہم نے سب کو نیک بخت کیا۔

تو انبیاء کی تو اللہ یہ شان بیان کر رہا ہے اور طاغوت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین کفروا اولیٰھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت.

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہوئے اُن کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں اُن کو روشنی سے اندھیروں کی طرف۔

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کی شان ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں اور اللہ تک پہنچاتے ہیں اور طاغوت کا حال یہ ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ایمان سے کفر کی طرف لے جاتے ہیں شیطان خود مانتا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اقرار کیا۔

فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین.

ترجمہ: بولا قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کرونگا سب کو مگر جو بندے ہیں ان میں تیرے چنے ہوئے۔

اب سرکشی کرانے والا تو شیطان ہے اور وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر میرا قابو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إن عبادی لیس لک علیھم سلطٰن.

ترجمہ: جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں۔

اللہ تعالیٰ بھی فرما رہا ہے کہ شیطان میرے نیک بندوں سے سرکشی نہیں کرسکتا۔ اور شیطان خود بھی اعتراف کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو سرکشی نہیں کرا سکتا۔ لیکن وہابی نہ اللہ کی بات مانتے ہیں اور نہ اپنے معنوی باپ شیطان کی مانتے ہیں۔ اور اسی بات پر

بعند ہیں کہ انبیاء علیہم السلام طاغوت ہیں تو شیطان بھی کہتا ہوگا کہ گستاخی تو میں نے بھی اللہ کے پیاروں کی کی ہے لیکن میرے یہ معنوی فرزند مجھ سے بھی کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ اور جن ناپاک الفاظ کے بولنے کی مجھے جرأت نہ ہوئی ان میرے چہیتے فرزندوں نے انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں وہ الفاظ بھی بول دیئے۔

نسائی شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شیاطین الانس شر من شیاطین الجن .

ترجمہ: انسانوں کے شیطان جنوں کے شیطانوں سے زیادہ برے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن .

ترجمہ: اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں سے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد بعثنا فی کل امة رَسولا ان اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت.

ترجمہ: اور ہم نے اٹھائے ہر امت پر رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو طاغوت سے۔

دیو بند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "بت شیطان اور زبردست ظالم سب طاغوت میں داخل ہیں"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ .

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اگر انبیاء علیہم السلام (معاذ اللہ) طاغوت ہوں تو ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت کیسے بنی۔

اسی طرح ارشاد گرامی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ.

ترجمہ: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے ان کا حکم مانے اللہ کے فرمانے سے۔

اگر انبیاء علیہم السلام طاغوت ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ انکی اطاعت کا حکم کیوں دیتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یریدون اَنْ یّتحا کموا الی الطاغوت وقد امروا اَنْ یّکفروا به.

ترجمہ: اور کافر چاہتے ہیں (منافق) جھگڑا لے جائیں اپنا شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے ان کو اس کو نہ مانیں۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ طاغوت سے فیصلہ کرانے والوں کی مذمت کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف حکم یہ ہے کہ جب تک کوئی آدمی اپنے آپ کو نبی پاک علیہم السلام کے حکم کا پابند نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں ہے۔ گویا ہر ایک مسلمان ہونے کے دعویدار پر نبی پاک علیہم السلام کو اپنا حاکم سمجھنا فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم .ثم لایجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت و یسلموا تسلیما.

ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے۔ پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ منافقوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ منافقوں کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو کہا جائے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف اور رسول کے حکم کی طرف تو وہ نبی پاک علیہ السلام کے حکم سے دور ہٹتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا.

ترجمہ: جب ان کو کہا جائے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں تجھ سے رک کر۔

تو ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ طاغوت کا فیصلہ ماننا کفر ہے اور انبیاء علیہم السلام کا فیصلہ ماننا عین ایمان ہے۔ تو جن کا فیصلہ ماننا عین ایمان ہوا ان کو طاغوت کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله.

ترجمہ: تو کہہ اگر محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ۔

اگر نبی پاک معاذ اللہ طاغوت ہوں تو آپ کی پیروی کرنے والے اللہ کے محبوب کیسے بن سکتے ہیں۔

اس طرح ارشاد باری ہے:

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة.

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول پاک ﷺ کی ذات میں بہتر نمونہ ہے۔

اگر نبی پاک علیہ السلام (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) طاغوت ہوں تو آپ کی ذات امتیوں کے لئے بہتر نمونہ کیسے ہوسکتی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

اطیعوا الله واطیعوا الرسول.

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔

اگر معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام طاغوت ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی اطاعت کا حکم کیوں دے رہا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یعص الله و رسوله ویتعد حدوده یدخله نارا.

ترجمہ: جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اسکی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله و الرسول ان کنتم تومنون بالله والیوم الآخر.

ترجمہ: پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔

اگر نبی پاک علیہ السلام (معاذ اللہ) طاغوت ہوتے جس طرح اس مولوی نے کلمہ کفر بولتے ہوئے کہا پھر اللہ تعالیٰ یہ حکم نہ دیتے کہ تم اپنے جھگڑوں کو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ماکان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرہ من امر ھم و من یعص اللہ و رسولہ فقدضَلَّ ضلٰلا مبینا.

ترجمہ: کام نہیں کسی ایمان دار مرد کا اور کسی ایماندار عورت کا کہ جب کہ مقرر کرے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ سو وہ رہا بھولا صریح چوک کر۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ مولوی حسین علی نے جو کلمہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں بولا ہے وہ صریح طور پر قرآن کی آیات کے خلاف ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین اجتنبوا الطاغوت اَن یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البُشری.

ترجمہ: جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ ان کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف ان کے لئے ہے خوشخبری۔

تو اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ شیطان کی اطاعت نہیں کرتے ان کے لئے خوشخبری ہے۔ اگر نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام بقول حسین علی خود شیطان ہوں تو پھر ان کی اطاعت سے بچنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوشخبری کیوں دے رہا ہے۔ انبیاء کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جو لوگ شیطان کی اطاعت سے پرہیز کرتے ہیں

ان کے لئے جنت ہے۔ تو پتہ چلا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام طاغوت نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم.

ترجمہ: تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

کیا معاذ اللہ طاغوت کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان بیعت اللہ کی بیعت ہوتی ہے۔ اسی طرح طاغوت کا معنی ہے جو سرکشی میں حد سے بڑھ جائے اور سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ماضل صاحبکم وما غویٰ. وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحٰی.

ترجمہ: تمہارا رفیق کبھی بہکا نہیں اور نہ کبھی گمراہ ہوا اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے بلکہ اللہ کی وحی سے بولتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یوذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واَعدلھم عذابا مھینا.

ترجمہ: جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔

اگر انبیاء علیہم السلام طاغوت ہوں تو طاغوت کی توہین کرنا واجب ہے۔ اور یہاں اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں وہ کافر

ہیں۔ کیونکہ ذلت والا عذاب کافروں کیلئے ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اعتدنا للکفرین عذاباً مھینا.

ترجمہ: ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و للکافرین عذاب مھین .

ترجمہ: اور کافروں کے لئے توہین والا عذاب ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللّٰہ و ملئکۃ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما.

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر۔ اے ایمان والو تم بھی رحمت اور سلام بھیجو۔

اگر انبیاء علیہم السلام کی یہی شان ہوتی جو حسین علی نے بیان کی ہے تو اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ السلام پر درود بھیجنے کا حکم نہ دیتا اور خود بھی ہر وقت رحمت نہ بھیجتا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

الم ترالی الذین اوتوانصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو۔

ان کے بارے میں ارشاد ہے:

اولئک الذین لعنھم اللہ .

ترجمہ: یہ وہی ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ نے۔

تو یہاں اللہ رب العزت ان لوگوں پر لعنت فرما رہے ہیں جو طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ طاغوت پر ایمان لانا لعنت کا موجب ہے۔ اور سرکار علیہ السلام کی شان یہ ہے کہ جو آپ پر ایمان نہ لائے وہ لعنت کا مستحق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلماجاء ھم ماعرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین.

ترجمہ: اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی حالت بیان کر رہا ہے کہ پہلے نبی پاک علیہ السلام کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے جب سرکار علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو ایمان لانے سے انکار کر دیا اور کافر ہو گئے اور ملعون بن گئے۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام معاذ اللہ ہرگز طاغوت نہیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ.

ترجمہ: اور جب لیا اللہ نے نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم

پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتلاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

اگر نبی پاک (معاذ اللہ) اس منصب کے مالک ہوتے جو مولوی حسین علی نے بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سرکار علیہ السلام کی یہ شان بیان نہ فرماتا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لتومنوا باللّٰہ ر سولہ و تعزروہ وتوقروہ .

ترجمہ: تا کہ تم یقین لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی عزت کرو اور ان کی توقیر کرو۔

تو کیا طاغوت کی توقیر کرنی بھی فرض ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے گا اور اس کی توہین کرے گا وہی مومن ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلایا کہ نماز میں دعا مانگو کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راہ پر چلا۔ پھر بتلایا کہ سیدھا راہ کونسا ہے۔

صراط الذین انعمت علیھم.

پھر ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ کون ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا تو اللہ نے خود بیان فرمایا کہ وہ لوگ جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی ہیں، صدیق ہیں اور شہید اور نیک لوگ۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ

انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین.

ان تمام آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ مولوی حسین علی کی یہ عبارت قطعاً کفریہ ہے اور وہ بے دین اور کافر ہے۔ اور جو لوگ اس کو اپنا بزرگ اور مرشد سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ بھی کافر

ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کی راہ پر چلنے کی دعا کرو جن پر میں انعام کیا ہے اور خود ہی بتایا کہ نبی، صدیق، شہید اور صالحین انعام یافتہ لوگ ہیں۔ لیکن حسین علی نے ان بزرگ ہستیوں کو طاغوت کہہ کر ان آیات کی تکذیب کی۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون.

ترجمہ: اور جو حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں کافر۔

تو اس آیت کے مطابق مولوی سرفراز صاحب اپنا بھی انجام سوچیں کہ ایک کافر کو اپنا مرشد مان کر وہ خود کس درجہ پر فائز ہوں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ توبہ کر کے سنی ہو جائیں۔ تا کہ جہنم کے عذاب سے بچ سکیں۔ کیونکہ آج ایمان لائیں تو فائدہ ہو گا۔ قیامت کے دن تو ہر کوئی مان جائے گا امام اہلسنت نے فرمایا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

مولوی سرفراز صاحب کے شیخ الاسلام اور استاد محترم حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں کہتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ﷺ ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ نیت گستاخی کی نہ بھی ہو۔ اصل میں اس نے یہ عبارت گنگوہی سے نقل کی ہے۔ اور گنگوہی صاحب حسین علی کے استاد ہیں۔ اور گنگوہی کا اپنے بارے میں ارشاد ہے ۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور میں کچھ نہیں ہوں مگر نجات موقوف ہے میری اتباع پر"۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے لفظ طاغوت ذکر کرنا صریح طور پر گستاخی ہے۔

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام اور قطب عالم تو کہہ رہے ہیں کہ جن الفاظ سے گستاخی کا وہم بھی پیدا ہو جائے بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ لفظ طاغوت سے گستاخی کا وہم نہیں پیدا ہوتا تو کیا ہمارے لئے یہ اجازت ہے کہ ہم لکھیں کہ مولوی سرفراز بہت بڑا طاغوت ہے۔ بلکہ دیوبندیوں کو خود لکھنا چاہیے کہ ہم طاغوت ہیں۔ تاکہ توحید کا پرچم سربلند ہو جائے۔ تو اگر اپنے لئے وہ ایسے الفاظ گوارہ نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی ان کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے یا ان کے پیر یا استاد کے لئے ایسے الفاظ استعمال کردے تو مرنے مارنے پر تل جائیں گے۔

تو ان تمام امور سے ثابت ہو گیا کہ لفظ طاغوت انبیاء علیہم السلام کے حق میں استعمال کرنا قطعی طور پر گستاخی ہے۔ اور اس کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ اور گستاخ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں خود مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب عبارات اکابر میں لکھ چکے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا اور اس کو کفر میں شک کرنے والا دونوں کافر ہیں۔ تو مولوی سرفراز صاحب کا یہ فتویٰ گھر میں ہی کام آجائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا کفر اور ان کے مرشد کا کفر گویا ان کی زبان سے ہی تسلیم کروادیا۔

کذلک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر.

مولوی اسماعیل دہلوی کی بارگاہ رسالت میں ایک اور گستاخی

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ نبی پاک اگر غیب جانتے تو برائی میں قدم کیوں رکھتے۔ اب ظاہر بات ہے مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے پیروکار نبی پاک ﷺ کے علم غیب کو نہیں مانتے تو اب لازم یہ آیا کہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی کے نبی پاک ﷺ برے کام کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ کی امت کی یہ شان

بیان کی ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر

ترجمہ: تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے۔

تو جب نبی پاک ﷺ کی حلقہ غلامی میں آنے والی امت کا یہ حال ہے وہ برائی سے روکتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں تو کیا خود نبی پاک ﷺ نعوذ باللہ برے کام کریں گے۔

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا مذکور ہے کہ اُن دونوں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب و الحکمۃ ویزکیھم.

ترجمہ: اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا کہ پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھلادے اُن کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو۔

(ترجمہ محمود الحسن)

نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں تو اب اندازہ لگایئے کہ جس ہستی پاک کے بارے میں حضرت ابراہیم خلیل جیسی ہستی دعا کرے کہ اے اللہ ایسا رسول بھیج جو لوگوں کو پاک کرنے والا ہو یعنی ان کو ہر قسم کے عیوب سے اور صفات رزیلہ سے پاک کرنے والا ہو تو ہستی پاک اس شان کی مالک ہو تو کیا معاذ اللہ وہ خود برے کام کریں گے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنو لینک قبلة ترضھا.

ترجمہ: بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہو۔ (ترجمہ محمود الحسن)

فسبح اطراف النھار و اناء اللیل لعلک ترضی.

و لسوف یعطیک ربک و ترضی.

تو جس ہستی پاک کی رضا کا اللہ تعالیٰ خود طلبگار ہو کیا نعوذ باللہ وہ برے کام کرنے والے ہوں گے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویکون الرسول علیکم شھیدا.

ترجمہ: اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔

اگر نبی پاک ﷺ معاذ اللہ خود برے کام کے مرتکب ہوں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کی گواہی کیسے قبول ہوگی۔

ارشاد ربانی ہے:

ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم.

ترجمہ: بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو۔

وجہ استدلال:

جو ہستی پاک لوگوں کو بری عادات سے بچائے اور اُن کو زمانے کا پیشوا بنا دے کیا وہ خود برے کام کریں گے۔ حاشا وکلا۔

ارشاد ربانی ہے:

فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید و جئنا بک علی ھؤلآء شھیدا.

ترجمہ: پھر کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلائیں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتلانے والا۔

تو دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انبیاء سابقین جیسا اپنی اپنی امت کے کفار فساق کے کفر وفسق کی گواہی دیں گے تم بھی اے محمد ان سب کی بداعمالی پر گواہ ہوگے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 146)

وجہ استدلال:

نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت تمام امتوں کی بداعمالی پر گواہ بنا کر لائیں گے تو اگر نبی کریم ﷺ خود نعوذ باللہ برے کام کرتے ہوں جیسا کہ اسماعیل دہلوی نے کہا تو پھر آپ کو اللہ رب العزت تمام بداعمال لوگوں پر گواہ بنا کر کیوں لائے گا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ولو انھم اظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما.

ترجمہ: اگر وہ لوگ جس وقت انھوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔

وجہ استدلال:

جس ہستی پاک کی سفارش سے ہم جیسے بدکاروں کی بخشش ہو سکتی ہے وہ خود نعوذ باللہ گناہ کا ارتکاب کیسے کر سکتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

ومن یطع الله و الرسول فاولٓئک مع الذین انعم الله علیهم .

ترجمہ: جو حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ اُن کے ساتھ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا۔

اگر نبی پاک ﷺ نعوذ باللہ خود ہی گناہگار ہوں تو آپ کی اطاعت کرنے والے انعام یافتہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله و رسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله.

ترجمہ: جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو ہو چکا اس ثواب اللہ کے ہاں۔

وجہ استدلال:

ہجرت نام ہے ایک مکان چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلے جانے کا اور یہاں ذکر ہے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا اور اللہ رب لعزت تو اپنی شان کے مطابق ہر جگہ موجود ہے لیکن یہاں اللہ رب العزت بتلا رہا ہے کہ جو میرے حبیب کا دربار ہے وہی میرا دربار ہے گویا جو ان کے در پر آ گیا وہ میری بارگاہ میں آ گیا۔

تو اگر نبی کریم ﷺ نعوذ باللہ برے کام کرنے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی یہ شان بیان نہ فرماتا جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها.

ترجمہ: کہتے ہیں فرشتے کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کے وہاں؟

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے شہر اقدس کو اپنی زمین قرار دیا۔ اگر نبی پاک ﷺ معاذ اللہ گناہگار ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے شہر کو ارض اللہ نہ قرار دیتا۔

ارشاد باری ہے:

وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما.

ترجمہ: تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔

اگر نبی پاک ﷺ برے کام کرنے والے ہوتے یا بقول مولوی حسین علی سرکش (طاغوت) تو اللہ رب العزت کا یہ ارشاد نہ ہوتا کیونکہ گناہگاروں اور سرکشوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل نہیں ہوتا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

استجیبوا الله وللرسول اذا دعا کم لما یحییکم .

ترجمہ: ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے۔

اور بخاری شریف میں حدیث ہے سرکار ﷺ نے اپنے ایک غلام کو یاد فرمایا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہوئے تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں چاہیے تھا کہ نماز چھوڑ دیتے پہلے میرے پاس آتے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

تو ثابت ہوا کہ جس ہستی کا یہ مقام ہے کہ اللہ رب العزت حکم دے رہا ہے کہ میری نماز بھی چھوڑ دو پہلے ان کی بارگاہ میں حاضری دو تو اگر وہ برے کام کرنے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُن کی یہ شان بیان نہ فرماتا۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔

ترجمہ: اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

تو جن کے پھینکنے کو اللہ رب العزت اپنا پھینکنا قرار دے اُن کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ برے کام کرتے تھے۔ یہ بہت بڑا کفر ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم اٰیٰته و یزکیهم۔

ترجمہ: اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول اُن ہی میں کا پڑھتا ہے اُن پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو۔

اگر نبی پاک ﷺ کا وہی منصب ہوتا جو مولوی اسماعیل دہلوی نے بیان کیا ہے تو پھر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد نہ ہوتا تو گویا مولوی اسماعیل دہلوی نے ان تمام آیات کی نفی

کی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون۔

ترجمہ: قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

اگر نبی پاک ﷺ کی وہ شان ہوتی جو مولوی اسماعیل دہلوی نے بیان کی ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کی قسم نہ کھاتا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

ترجمہ: قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں۔

تو اگر نبی پاک ﷺ نعوذ باللہ گناہگار ہوتے یا آپ برے کاموں کے مرتکب ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ شان عطا نہ فرماتا جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے بارے میں فرمایا ہے:

وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔

ترجمہ: اور وہ سب ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں۔

ارشاد ربانی ہے:

وکل من الاخیار۔

ترجمہ: اور ہر ایک تھا خوبی والا۔

اگر نبی پاک ﷺ اور دیگر انبیاء اکرم گناہگار ہوتے یا نعوذ باللہ طاغوت ہوتے جیسا کہ حسین علی نے لکھا تو اللہ رب العزت اُن کی یہ شان بیان نہ فرماتا۔ اور سرکار ﷺ کی شان تو

یہ ہے کہ جو خوبیاں اور کمالات باقی تمام انبیاء میں فرداً فرداً تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیاں آپ ﷺ میں جمع فرمادیں۔

کیونکہ ارشاد باری ہے:

اولٓئک الذین هدی الله فبهدهم اقتده.

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر۔

اس کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ انبیاء کے کمالات آپ میں جمع ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقیله یا رب.

ترجمہ: قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب۔

واگر نبی پاک ﷺ نعوذ باللہ گناہگار ہوں تو اللہ تعالیٰ آپ کے بولنے کی قسم کیوں یاد فرمارہا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا ان حزب الشیطن هم الخسرون.

ترجمہ: جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ سرکار ﷺ کے غلاموں کے بارے میں فرمارہا ہے:

اولٓئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون.

ترجمہ: وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا اور خبردار اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اگر نبی پاک نعوذ باللہ خود گناہگار ہوں تو آپ کی پیروی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ فلاح پانے کی خوشخبری کیوں سنارہا ہے؟

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و تعزروه و توقروه.

ترجمہ: اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت رکھو۔

اب یہ بات قابل غور ہے کہ گناہگار کی تعظیم تو جائز ہی نہیں ہے چہ جائیکہ واجب ہو اور یہاں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تمام عبادات سے پہلے تم پر میرے نبی پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر ضروری ہے۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فالذین امنوا به وعزروه و نصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولٓئک هم المفلحون.

ترجمہ: سو جو لوگ نبی پاک پر ایمان لائے اور اُن کی تعظیم کی اور اُن کی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو۔

وجہ استدلال:

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے سرکار ﷺ کی پیروی کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہیں۔ اگر نبی پاک ﷺ خود ہی گناہگار ہوں تو آپ کی پیروی کرنے والے کیسے کامیاب ہوگئے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کبر مقتا عند الله ان تقو لوا ما لا تفعلون.

ترجمہ: بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

اب انبیاء کرام کو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں

اگر وخود ہی برائی کا ارتکاب کرنے لگیں تو اس آیت کے مصداق بن جائیں گے کہ یہ اللہ کے نزدیک بڑے غصے کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو اور انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے غضب کا محل نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں میں سرفہرست ہیں جیسا کہ ہم آیت کریمہ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین امنوا ان جآء کم فاسق بنبا فتبینوا.

ترجمہ: اے ایمان والوں اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو یعنی فوراً یقین نہ کرو۔

حالانکہ انبیاء کرام کی شان یہ ہے کہ جو بھی خبر دیں اس پر یقین کرنا لازم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے آیت کریمہ ذکر کی۔

بکون الرسول علیکم شھیدا.

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ہر خبر واجب القبول ہے اگر معاذ اللہ وہ گناہگار ہوں تو قرآن کا حکم ہے گناہگار کی بات پر یقین نہ کرو تو پھر لازم آئے گا کہ انبیاء کرام کی کسی بات پر یقین نہ کیا جائے۔ حالانکہ یہ لازم باطل ہے لہذا ملزوم بھی باطل ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایؤمرون.

ترجمہ: فرشتے نہیں نافرمانی کرتے اللہ کی جو بات فرمائے اُن کو اور وہی کام کرتے ہیں جس کا اُن کو حکم ہو۔

وجہ استدلال:

جب فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے تو انبیاء کرام تو فرشتوں سے بھی افضل ہیں تو اُن سے برے کام کیسے صادر ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ اصطفی آدم و نوحاً وال ابراھیم وال عمران علی العلمین.

ترجمہ: بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے۔

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کا رتبہ فرشتوں سے زیادہ ہے جب فرشتے اللہ رب العزت کی نافرمانی نہیں کرتے تو انبیاء کرام جن کی شان اُن سے بھی زیادہ ہے وہ بھی ہرگز اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکلاً فضلنا علی العلمین.

ترجمہ: اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام فرشتوں سے بھی افضل ہیں تو جب فرشتے معصوم ہیں تو انبیاء کرام گناہگار کیسے ہو سکتے ہیں تو مندرجہ بالا آیات کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام کو طاغوت کہنا اور برے کاموں کا مرتکب کہنا بہت بڑا کفر ہے۔

مولوی غلام اللہ خان نے اپنی کتاب ''جواہر القرآن'' میں لکھا تھا کہ انبیاء کو طاغوت کہنا جائز ہے تو اس کی کتاب کے جواب میں عبدالشکور ترمذی نے ایک کتاب ''ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن'' لکھی اس کتاب میں اس نے یہ تو لکھا کہ یہ لفظ بولنا انبیاء کے لئے جائز نہیں

اورصرف اسی بات پر زور لگا تا رہا کہ انبیاء کو طاغوت نہیں کہنا چاہیے لیکن یہ اس کو یہ کہنے کی جرأت اور توفیق نہ ہوئی کہ وہ اپنی کتاب میں یہ لکھ دیتا کہ ایسا لفظ بولنا گستاخی ہے اور انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ بلکہ ترمذی کے شیخ الاسلام اور اُس کے استاد محترم حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں کہہ چکے ہیں کہ ''جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ہوں اُن سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگر چہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو'' تو ترمذی کو کم از کم اپنے استاد کی بات کا لحاظ کرتے ہوئے غلام خان کو کافر کہنا چاہیے تھا لیکن اس نے گستاخ رسول ﷺ کا جو شرعی حکم تھا دیوبندی ہونے کی وجہ سے اور اپنے ہم مسلک ہونے کی رعایت کرتے ہوئے لگانے سے انکار کر دیا۔

باب دوم

بحث متعلقہ تحذیر الناس

مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب لکھی ''تحذیر الناس'' اس میں اس نے کتاب کا آغاز اس بات سے کیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی لینا یہ عوام کا نظریہ ہے عقل مندوں کا نظریہ نہیں۔ ہم ذیل میں اس کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اس کے بعد لکھتے ہیں پھر مقام مدح میں

ولكن رسول الله خاتم النبيين.

فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے اس کے بعد وہ لکھتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس صفت میں اور قد و قامت شکل و رنگ حسب و نسب سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں

کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کیلئے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ 3)

قارئین کرام ایک طرف تحذیر الناس کی عبارت دیکھیں اور دوسری طرف مفتی شفیع کی چند عبارات بھی دیکھیں جو ہم ابھی پیش کرر ہے ہیں۔

(ہم اختصار کی خاطر عربی عبارات کا اردو ترجمہ پیش کریں گے)

مفتی شفیع اپنے رسالہ ہدیۃ المھدین میں لکھتے ہیں اور امید ہے کہ تم اس گفتگو سے سمجھ گئے ہو گے کہ لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو لفظ خاتم النبیین ہے اس کے معنیٰ آخری نبی ہیں نہ کچھ اور۔ (ہدیۃ المھدین صفحہ 21)

اسی کتاب کے صفحہ (24) چوبیس پر مفتی شفیع لکھتا ہے ”پس آیت کے معنی بحکم لغت وبلحاظ قواعد عربیہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے یہ ہیں کہ حضور انور اللہ کے رسول اور انبیاء میں سب سے آخر ہیں“۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر کہتا ہے ”دیکھو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لفظ خاتم النبیین کی کیسی تفسیر فرما دی“۔

اور اسی کتاب کے صفحہ (27) ستائیس پر مفتی شفیع لکھتا ہے۔ ”یہ ساٹھ اسماء ہیں اصحاب نبی کریم کے ان میں خلفاء راشدین بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ کے اکثر حضرات بھی اور وحی کے کاتب بھی اور دوسرے اصحاب بھی اور ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اگر دنیا مع اپنی تمام کائنات کے ان میں سے ایک کے ساتھ بھی وزن کی جائے تو اس ایک صحابی ہی کا وزن زیادہ ہوگا پس یہ تمام حضرات تفسیر مذکور پر شاید ہیں اور ان تمام

حضرات سے آیت کی تفسیر اور تشریح میں روایات مروی ہے اور ہمیں عقائد واعمال میں انھی کو پیشوا بنانا کافی ہے“۔

پھر مفتی شفیع شفاء شریف سے نقل کرتے ہیں اُمت نے اجماع کیا ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے جو ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب فرقے قطعاً اجماعاً سمعاً کافر ہیں۔

مفتی شفیع کی مذکورہ عبارات سے چند چیزیں ثابت ہوتی ہیں لغت وقواعد عربی اور احادیث کثیرہ اور آثار صحابہ وتابعین سب سے ثابت ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں حضور پر نبوت ختم ہوگئی۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت سے آخری نبی والا معنی ہی مراد ہے اور جو اس معنیٰ کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس آیت کا ظاہری معنی آخری نبی ہے نہ کہ بالذات نبی۔

اور مفتی شفیع نے روح المعانی سے عبارت نقل کی ہے، کہ امت نے خاتم کے یہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اور اگر اصرار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

روح المعانی کی یہ عبارت ہم نے بھی اس کتاب کے پہلے حصے میں نقل کی ہے علامہ آلوسی فرماتے ہے کہ نبی پاک ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اس پر قرآن مجید گواہ ہے اور اس پر حدیث پاک دلالت کرتی ہے اور اسی پر اجماع امت بھی ہے تو قرآن وحدیث میں جس ختم نبوت کا ذکر ہے وہ ختم نبوت زمانی ہے نہ کہ ذاتی۔

اور قاسم نانوتوی جو ہیں وہ آیت کا معنی یہ کرتے ہیں کہ نبی پاک بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء کرام آپ کے وسیلہ سے نبی بنے اور نانوتوی صاحب یہ بھی کہتے ہیں اگر اس

آیت کریمہ کا معنی یہ ہو کہ نبی کریم آخری نبی ہیں تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور آیت کریمہ میں باہمی طور پر بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لکن کے ماقبل اور مابعد میں کوئی ربط نہیں رہتا اسی طرح وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آخری نبی ہونا تو ایسے ہی ہے جیسے کسی کی قد و قامت شکل و رنگ۔ جس طرح ان امور کو اس کی فضیلت میں دخل نہیں، اس طرح نبی پاک ﷺ کے آخری نبی ہونے کو آپ کی فضیلت میں کچھ دخل نہیں۔

لیکن اس کے برعکس مولوی ادریس کاندھلوی اپنی کتاب ختم نبوت میں لکھتے ہیں۔ کہ آیت مذکور کی تفسیر خود قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتی ہے کہ نبی پاک آخری نبی ہیں۔ چنانچہ مولوی ادریس کاندھلوی کی پوری عبارت اس طرح ہے ''کہ خاتم النبیین کے جو معنیٰ ہم نے بیان کئے ہیں یعنی آخر النبیین؛ تمام آئمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت، عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی کرتے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ایک حرف بھی کتب تفاسیر اور کتب احادیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا (صفحہ 21)

اس کے بعد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت کی دوسری قراءت سے ہمارے بیان کردہ معانی کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری قراءت یہ ہے۔

ولكن نبيا ختم النبيين.

لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا یہ قراءت حضرت عبداللہ بن مسعود کی ہے جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے اس قراءت سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کیں۔

(مسک الختام صفحہ 21)

مولوی ادریس کاندھلوی کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ کا معنی آخری

نبی کے علاوہ کوئی اور کر دینا تحریف ہے تو جو مولوی قاسم نانوتوی نے اس آیت کریمہ کا معنی بالذات نبی کیا یہ گویا قرآن مجید کی تحریف اور تفسیر بالرائے ہے۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والوں کے بارے میں خود قاسم نانوتوی صاحب نے حدیث نقل کی ہے کہ

من فسر القرآن برأيه فقد كفر.

ادریس کاندھلوی نے آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي.

ترجمہ: تحقیق میری امت میں تیس بڑے دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک کا زعم یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم)

اب دیکھئے مولوی ادریس صاحب کی اس عبارت سے بھی ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں لیکن مولوی قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا یہ معنی ہے کہ نبی پاک ﷺ آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا یہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

اب دیکھئے کاندھلوی صاحب نے تسلیم کیا کہ سرکار ﷺ نے آیت کا معنی آخری نبی بیان فرمایا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب اس کو عوام کا خیال قرار دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل فہم کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ گویا نانوتوی کے نزدیک جو اس آیت کا معنی آخری نبی کرے وہ اہل فہم نہیں۔ اب نانوتوی کی عبارت سے یہ لازم آیا کہ نبی پاک ﷺ معاذ اللہ اہل فہم نہیں۔ کیونکہ اس نے عوام اور اہل فہم کا تقابل کیا ہے۔ اسی کتاب کے پہلے

حصے میں ہم نے اسی چیز کی ایک مثال دی تھی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی سرفراز کا یہ خیال ہے اور اہل فہم کا یہ خیال ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ مولوی سرفراز صاحب اہل فہم نہیں کیونکہ یہاں تقابل آ گیا مولوی سرفراز کا اور اہل فہم کا۔

اسی طرح یہاں بھی نانوتوی صاحب نے تقابل کر دیا اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنے والوں کو اہل فہم کے مقابلے میں ذکر کیا ہے تو گویا اس نے نبی پاک ﷺ کو بھی اہل فہم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک جو بھی اس آیت کا معنی آخری نبی سمجھے وہ اہل فہم نہیں۔ تو سرکار ﷺ کو اہل فہم نہ ماننا اس سے بڑا کفر اور کون سا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے کوئی کہے یہ تو لزوم کفر ہے التزام کفر تو نہیں۔ تو پھر نانوتوی صاحب کو کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ تو جواباً گزارش ہے کہ نانوتوی صاحب کو ان کی زندگی میں رسائل لکھ کر بار بار متوجہ کیا گیا مگر انھوں نے پھر بھی توبہ نہ کی۔ تو جب ایک آدمی سے کفریہ بات صادر ہو جائے اور باوجود توجہ دلانے کے کفریہ بات سے توبہ نہ کرے تو یہ التزام کفر بن جاتا ہے۔ اور خود مولوی اشرف علی تھانوی نے تسلیم کیا ہے کہ جب مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی تو ہندوستان میں کسی نے ان کی موافقت نہ کی بجز مولانا عبدالحئی کے۔ (افاضات یومیہ جلد 2)

تو تھانوی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مولوی نانوتوی صاحب کے اس رسالے کی جمہور علماء نے مخالفت کی ہے۔

ایک اور شبے کا ازالہ:

ممکن ہے کوئی کہے کہ جن احادیث میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کیا گیا وہ اخبار احاد ہیں اور اخبار احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ لہذا نانوتوی صاحب بھی کافر نہیں ہو سکتے۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح تو پھر مرزا قادیانی بھی کافر نہیں بنے گا۔ کیونکہ آیت کریمہ کا معنی نانوتوی صاحب کے نزدیک یہی ہے وہ خود لکھتے ہیں کہ یا تو آیت کریمہ میں دونوں قسم کا ختم مراد ہے۔ ذاتی اور زمانی۔ اور اگر ایک مراد ہو تو آپ کے شایان شان ختم نبوت ذاتی ہے نہ زمانی۔

تو اب اگر دیوبندی تفسیر کو لیا جائے تو آیت کریمہ ختم نبوت والے معنی میں نص نہ رہی۔ کیونکہ جب آیت کے دونوں معنی لئے جا سکتے ہوں ختم نبوت ذاتی بھی اور زمانی بھی۔ تو اب آیت کریمہ کی دلالت ختم نبوت زمانی والے معنی پر قطعی نہ رہی۔ کیونکہ جب ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں کئی احتمال آ جائیں تو کوئی بھی تفسیر قطعی نہیں رہتی جس کا انکار کرنا کفر ہو۔ اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

او کالذی مر علی قریة و ھی خاویة علی عروشھا.

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی کہ گاؤں سے گزرنے والے عزیر تھے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد کوئی کافر آدمی ہے۔ اب کوئی آدمی ایک تفسیر کا انکار بھی کر دے۔ مثلاً کوئی کہہ دے

او کالذی مر علی قریة سے مراد عزیر نہیں ہیں تو اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس کی اور تفسیر بھی موجود ہے۔ جب نانوتوی صاحب نے یہ کہا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بھی ہو سکتا ہے اور فیض رساں نبی بھی ہو سکتا ہے تو پھر آخری نبی والے معنی کا انکار کرنا اگر اس کی تفسیر قبول کی جائے تو کفر نہیں رہتا۔

حالانکہ نانوتوی خود اسی کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر آخری نبی والے معنی کو غلط قرار دے

چکا ہے اور کہتا ہے کہ یہ معنی مراد لینے سے کلام میں بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے، سرکار کی شان ظاہر نہیں ہوتی اور کہتا ہے کہ اہل کمال کے کمال بیان کیے جاتے ہیں نہ کہ آخری ہونا۔ تو اس کی عبارتیں بھی متضاد ہیں۔ اس کی تکفیر کی وجہ تو یہ ہے کہ اس نے قرآن مجید کے معنی منقول ومتواتر کو خیال عوام قرار دے دیا۔ تو پھر اگر یہی تفسیر نانوتوی کرے اور کہے کہ یہ آیت کریمہ آخری نبی والے معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس کو حجۃ الاسلام کہا جائے اور یہی معنی مرزا غلام احمد قادیانی کرے تو اس کو کافر قرار دیا جائے یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ اس پر تو یہ آیت کریمہ سچی آتی ہے۔

تلک اذا قسمة ضیزی.

پھر نانوتوی نے یہ کہا کہ سرکار ﷺ کے شایان شان ختم نبوت مرتبی ہے نہ کہ زمانی اور یہی بات مرزا قادیانی بھی کرتا ہے۔ اب دیوبندی حضرات کیا فرماتے ہیں کہ جب ختم النبوت والی آیت کا معنی ہو گیا۔ بالذات نبی اور احادیث جو سرکار ﷺ کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ ویسے اخبار احاد ہیں اور اخبار احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ پھر تم مرزا قادیانی کو کس دلیل سے کافر کہتے ہو۔ کیونکہ تمہارے پیشوا کے نزدیک تو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی فیض رساں نبی ہے۔ تو پھر اس معنی کو تو قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نبی پاک کے فیض سے تو پہلے بھی لوگ نبی بنتے رہے اور میں بھی بن گیا تو جب تک تو نانوتوی کی قربانی نہ دو تم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان دونوں کا کفر آپس میں لازم وملزوم ہے۔ تو ایک کے کفر کا اقرار کرنا اور دوسرے کو حجۃ الاسلام ماننا اور بزرگان دین میں شمار کرنا اور اس کو امت کی بزرگ ہستیوں میں سے قرار دینا بہت بڑی بے دینی، بے ایمانی اور ناانصافی ہے اور قواعد شرعیہ کے ساتھ مذاق ہے کہ قادیانی کی کتب کو تو کفر وفسادات کا منبع

قرار دیا جائے اور تحذیر الناس کو تصنیف لطیف اور قرآن وحدیث کا مغز قرار دیا جائے۔ اس امر کی وضاحت کے لئے ہے کہ قرآن مجید میں اگر کسی آیت کی تخصیص ہو جائے تو اس آیت کا انکار کرنا کفر نہیں رہتا۔ تو اس کی ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتن.

ترجمہ: اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد دو عورتیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والتی یاتین الفاحشة من نسآئکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم.

ترجمہ: جو بدکاری کرے تمہارے عورتوں میں سے گواہ لاؤ اُن پر چار مرد اپنوں میں سے۔

تو پہلی آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر معاملے میں دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے۔ اور دوسری آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زنا کے بارے میں نہ دو مردوں کی گواہی قبول ہے اور نہ عورتوں کی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت کریمہ میں تخصیص ہو چکی ہے۔ لہذا اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ مرد اور عورت کی گواہی برابر ہے۔ تو اُسے کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عام مخصوص البعض کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ اور بعض صورتیں ایسی بھی ہیں۔ جہاں صرف عورت کی گواہی کافی ہے۔ مثلاً بچہ پیدا ہونے کے بارے میں۔ اسی طرح رمضان شریف کے بارے میں اگر آسمان ابر آلود ہو تو ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی

وہاں برابر ہے۔ تو اسی طرح آیت کریمہ ختم النبیین میں اگر دونوں معنی مراد ہوں یعنی ختم نبوت زمانی بھی اور ختم نبوت ذاتی بھی۔ تو پھر اس آیت کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ کیونکہ پھر تو آیت کی دلالت ختم نبوت زمانی والے معنیٰ پر قطعی نہیں رہے گی۔ اور جب کسی آیت کی دلالت ایک معنی پر قطعی نہ ہو اور اُس کے مدلول میں کئی احتمالات نکل سکتے ہوں۔ پھر اُس کا انکار کرنا کفر نہیں رہتا۔

اسی وجہ سے اُستاذ الاساتذہ حضرت قبلہ مولانا عطامحمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال فرماتے تھے کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں لفظ النبیین میں نبی پاک ﷺ داخل ہیں یا نہیں اگر داخل ہوں تو نبی پاک ﷺ کا اپنا خاتم ہونا لازم آئے گا اور اگر النبیین میں نبی پاک ﷺ داخل نہ ہوں تو یہ عام مخصوص البعض بن جائے گا۔ اور عام مخصوص البعض ظنی ہوتا ہے اور ظنی کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ پھر استاد صاحب قبلہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے کہ یہاں عقل مخصص ہے اور جب کسی آیت کا مخصص عقل ہو تو اُس آیت کے اندر جو عموم ہے اُس کی قطعیت ختم نہیں ہوتی۔ وہ عام غیر مخصوص البعض کی طرح قطعی ہوتا ہے۔ لہذا یہاں بھی آیت کریمہ قطعی ہوگی۔ اور اس کا انکار کرنا کفر ہوگا۔ تو ہمارے مخدوم محترم مولانا سرفراز خان صاحب صفدر فاضل دیو بند ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں حضرت نانوتوی کے نزدیک ختم نبوت ذاتی مطابقتاً مراد ہے اور ختم نبوت زمانی التزاماً مراد ہے تو ہم اُن کی اس بات کے جواب میں اُنہیں کے بزرگ عالم دین مولوی ادریس کاندھلوی کی ایک عبارت اُن کے رسالہ ختم نبوت سے پیش کرتے ہیں وہ نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ نے ارشاد فرمایا۔

انا خاتم النبیین لا نبیّ بعدی.

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ہیں۔

اس کے بعد مولوی ادریس لکھتے ہیں۔ اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا اس لئے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغایرت جمع نہیں ہو سکتے۔

اس سلسلے میں مولوی ادریس نے ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بُنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظّار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان و ختم بی الرسل وفی روایۃ فَانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری اور انبیاء گزشتہ کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو مگر اُس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ تعجب سے اس محل کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی؟ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا اور وہ عمارت مجھ پر ختم ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ پر ختم ہوا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ قصرِ نبوت کی وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

اسی طرح ادریس کاندھلوی اسی رسالہ کے صفحہ 29 پر لکھتے ہیں کہ مسلم شریف اور ترمذی اور نسائی شریف میں حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ چھے (6) چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ جن میں سے چھٹی یہ ہے کہ ختم بی النبیون۔ یعنی میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔

مولوی ادریس کاندھلوی ترجمہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ وہاں بجائے خاتم النبیین کے یہ لفظ رکھ کر بتادیا کہ خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور۔

اب اس عبارت سے مولوی سرفراز صاحب کا رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں اس آیت میں ختم نبوت زمانی التزاماً مراد ہے اور ختم نبوت مرتبی مطابقتاً مراد ہے۔ لیکن مولوی سرفراز کے پیشوا مولوی ادریس کہہ رہے ہیں کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہی ہے نہ کچھ اور۔

اور مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں اگر اس کا معنیٰ آخری نبی کیا جائے تو اس آیت سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ثابت نہیں ہوتی اور اسی طرح اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ 3 پر کہتے ہیں کہ اہل کمال کے کمالات بیان کئے جاتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات بیان کئے جاتے ہیں یعنی آخری ہونا۔

اب نانوتوی صاحب کا یہ خیال ہے کہ آیت کریمہ سے مراد اگر آخری نبی والا معنی ہو تو سرکار علیہ السلام کی شان ظاہر نہیں ہوتی اور آپ کی مدح ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ نبی پاک علیہ السلام خود ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو مرتبے عطا فرمائے ہیں اُن میں سے ایک مرتبہ یہ بھی ہے کہ میں سب سے آخری نبی ہوں۔ نبی پاک علیہ السلام آخری نبی والے وصف کو فضیلت کے مقام میں ذکر کر رہے ہیں اور نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں تو گویا نانوتوی نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہے۔ اور نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ (جیسا کہ نسیم الریاض، شفا شریف اور الصارم المسلول وغیرہ کتب میں اس کی تصریح ہے)

نانوتوی نے یہ بھی کہا تھا کہ آخری ہونا ایسا وصف ہے جو ایسوں ویسوں میں پایا جاتا ہے حالانکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وصف خود اپنے لئے بیان فرمایا تو گویا نبی پاک علیہ کو ایسا ویسا کہا۔ اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا ویسا کہنا اگر کفر نہیں تو مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ کفر کے کوئی سینگ ہوتے ہیں؟ اسی طرح مولوی ادریس صاحب نے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي و انه لانبي بعدي. (بخاری شریف)

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے معاملات انبیاء کرام چلایا کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا اس کی جگہ کوئی اور نبی مبعوث ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو حضرت عمر ہوتے۔

عن عقبة ابن عامر قال قال رسول ﷺ لو كان بعدي نبي لكان عمر. (الترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ علی کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

كما قال عليه السلام اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من

موسیٰ الا انه لا نبی بعدی . (بخاری، مسلم)

اسی طرح بخاری و مسلم میں حدیث ہے:

وانا العاقب و العاقب الذی لیس بعده نبی.

اور ایک حدیث شریف میں ہے:

لم یبق من النبوة الا المبشرات. (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی. (الترمذی)

بے شک نبوت ورسالت منقطع ہوگی میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

تو مولوی ادریس کاندھلوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث لفظ خاتم کی تفسیر میں ہیں۔تو مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں بقول نانوتوی آیت کریمہ میں ختم النبوت زمانی التزاما مراد ہے اور ختم نبوت مرتبی مطابقتاً مراد ہے۔تو مولوی سرفراز صاحب جو نانوتوی کے وکیل صفائی ہیں ارشاد فرمائیں کہ ان کے پیشوا مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم کی تفسیر میں بہت ساری احادیث ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے آیت کی جو خود تفسیر فرمائی اور آیت کریمہ کا جو معنی سمجھا وہ تو التزاما مراد ہو جائے اور جس تفسیر کا کتب احادیث میں کوئی نشان ہی نہیں ملتا اور نہ ہی کسی لغت اور تفسیر کی کتاب میں ملتا ہے وہ مطابقتاً مراد ہو جائے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

خود نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی

مضمون تک نہیں پہنچا تو ان کی شان میں کیا کمی آ گئی۔اور اگر ایک طفل نادان ۔، غلطی سے ٹھیک بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔آگے وہ لکھتا ہے۔

گاہ باشد کہ کودک نادان   بغلط برہدف زند تیرے

دوسری گزارش یہ کہ التزاما تو اور آیات بھی ختم نبوت زمانی پر دلالت کرتی ہیں تو پھر اس آیت کی دلالت میں اور دوسری آیات کی دلالت میں کیا فرق رہا؟

مثال کے طور پر آیت کریمہ

الیوم اکملت لکم دینکم .

اور آیت کریمہ

یا یها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تو منوا باللہ و رسوله.

اسی طرح آیت کریمہ

قل یا یها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً.

اور

وما ارسلنک الا کافة للناس.

تو پھر ان آیات کریمہ میں جو ختم نبوت زمانی کیلئے نص نہیں ہیں۔اور آیت کریمہ

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین.

جس کے بارے میں تمام مفسرین، محدثین بلکہ خود دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء مثلاً انور شاہ کشمیری، مفتی شفیع، ادریس کاندھلوی، سارے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ختم نبوت زمانی کے اندر نص قطعی ہے اور اس کا یہی ایک معنی ہے آخری نبی ہونا۔میں کیا

فرق ہوا؟

نیز آیت کریمہ:

واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم.

تو التزاماً تو اس آیت مقدسہ سے بھی ختم نبوت زمانی ثابت ہو جاتی ہے۔ تو پھر دیو بندی حضرات جب مرزائیوں کا تحریراً اور تقریراً رد کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ آیت

ولکن رسول اللہ خاتم النبیین.

کیوں پیش کرتے ہیں؟ تو پھر ان کو چاہیے کہ آیت کریمہ

الیوم اکملت لکم دینکم و اذاخذ اللہ میثاق .الخ

اور دوسری آیت پیش کیا کریں۔ ہمارا ایک استفسار ہے کہ اگر ایک آدمی اقیمو الصلوٰۃ کا معنیٰ ورزش کرنا کر دے اور نماز کی فرضیت کا بھی اقرار کرے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ حالانکہ صلوٰۃ کے معنیٰ عربی لغت میں ورزش کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنیٰ تو عربی لغت میں سوائے آخری نبی کے اور ہیں ہی نہیں۔

چنانچہ مولوی ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں کہ خاتم کا معنیٰ لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں انبیاء کرام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنیٰ رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ (ختم نبوۃ صفحہ 28)

مولوی ادریس کاندھلوی کا مولوی قاسم نانوتوی کے بارے میں ایک اہم فیصلہ!

مولوی ادریس اپنی کتاب ''ختم نبوت'' صفحہ نمبر 26 پر لکھتے ہیں خاتم النبیین کے معنیٰ تو آخری نبی ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کریمہ کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ کرام نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معانی سمجھے۔ اس کے بعد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں۔

من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر.

نوٹ: اس عبارت کے لکھنے پر ہم مولوی ادریس کاندھلوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر. (بخاری)

اب اس امر کی وضاحت کے لئے کہ مولوی نانوتوی صاحب آیت کو آخر النبیین کے معنیٰ میں منحصر سمجھتے ہیں یا نہیں؟ ہم مولوی حسین احمد مدنی کا کلام پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں۔ آیت کریمہ خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ آیت کریمہ وخاتم النبیین سے صرف ختم نبوت زمانی ہی مراد ہے ختم نبوت مرتبی نہیں۔

مولانا نانوتوی اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں (آیت کو اس معنیٰ میں منحصر سمجھنا باطل ہے) اور ادریس کاندھلوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہی کے ہے۔

مولوی سرفراز صاحب لغت کی کتابوں کا بڑا مطالعہ رکھتے ہیں اور ویسے بھی ہزاروں کتابوں کا مطالعہ فرما چکے ہیں تو ان کو لفظ ہی کا معنی سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس عبارت کو ذرا دوبارہ پڑھ لیں کہ آیت کریمہ کے معنی آخری نبی ہی کے ہیں۔

فمن شاء فلیو من و من شاء فلیکفر۔

اب رہا یہ امر کہ نانوتوی صاحب آیت کریمہ وخاتم النبیین کو آخری نبی والا معنی میں منحصر کرنے کو غلط سمجھتے ہیں یا سرے سے آیت کریمہ سے آخری نبی والا معنی مراد لینا ہی غلط سمجھتے ہیں۔ اس امر کی تحقیق کے لئے ہم تحذیر الناس کی اصل عبارت قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ تا کہ لوگ خود اس عبارت کو پڑھیں اور مولوی حسین احمد کے کذب وافتراء کی داد دیں۔ جو سب لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی آیت کریمہ کو ختم نبوت زمانی میں منحصر کرنے کو غلط سمجھتے ہیں۔ اب قارئین تحذیر الناس کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں وہ اپنی کتاب کے صفحہ تین (3) پر لکھتا ہے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے۔ کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں فرمانا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔ کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر

اس وصف میں اور قد وقامت شکل ورنگ، حسب ونسب سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں"۔

نانوتوی صاحب کی اس عبارت میں قابل اعتراض چیزیں بہت سی ہیں۔ اور کئی ایسی ہیں جو قابل گرفت ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی سب میں نبی ہونے کو جو تفاسیر واحادیث اور اجماع اُمت سے متواتر اور قطعی طور پر ثابت ہو چکے

انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا انہیں نافہم ٹھہرانا،
تمام اُمت کو عوام اور نافہم قرار دینا،
رسول ﷺ کو نعوذ باللہ عوام اور نافہم قرار دینا،
مخالفین معنی تفسیر وحدیث اور اجماع کو اہل فہم بتانا،
معنی متواتر قطعی کی جس کی دلیل احادیث واجماع ہے اُن میں کچھ فضیلت نہ ماننا،
اس متواتر معنی کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

اسی طرح اُس کا یہ کہنا کہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی جب اس وقت تک صحیح نہیں جب یہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے ہے۔ اور اُس کی ایک غلطی یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے اگر اس آیت کریمہ سے مراد آخری نبی والا معنی ہو تو نبی پاک ﷺ کی شان میں کمی لازم آتی ہے۔

اور اسی طرح وہ یہ بھی لکھتا ہے اگر اس آیت کریمہ سے مراد اگر آخری نبی والا معنی تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں زیادہ گوئی لازم آتی ہیں۔

اب قارئین کرام دیکھیں کہ اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو آخری نبی والے معنی میں لینے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس معنی پر قرآن وحدیث اور اجماع صراحتاً دلالت کرتے تھے۔ اُس معنی کا اس نے کس قدر شدت سے انکار کیا ہے۔

اب ناظرین کرام دیکھیں کہ نانوتوی سرے سے ہی آیت کریمہ کا معنی آخری نبی کرنا ہی غلط قرار دیتا ہے۔ لیکن حسین احمد مدنی جو ہے وہ کہہ رہا ہے کہ مولانا نانوتوی کا مقصد یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے لئے صرف ختم نبوت زمانی ثابت نہیں ہے بلکہ ختم نبوت مرتبی بھی ثابت ہے۔ لیکن تحذیر الناس کی منقولہ عبارت سے ہر آدمی جو معمولی شعور بھی رکھتا ہے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ حسین احمد مدنی نے جھوٹ بولا ہے۔ اور آیت کریمہ پوری طرح اُس پر جچی آگئی

لعنة الله علی الکذبین۔

نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ 29 پر لکھتے ہیں اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟ اس کے بعد اُنہوں نے ایک شعر نقل کیا ہے

گاہ باشد کہ کودک نادان   بغلط برہدف زند تیرے

اگر بقول مدنی صاحب نانوتوی صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ آیت کریمہ سے صرف ختم نبوت زمانی مراد نہیں بلکہ ختم نبوت مرتبی بھی مراد ہے پھر اُس نے یہ عبارت کیوں لکھی کیونکہ اس عبارت کا مطلب یہ بنتا ہے کہ جن لوگوں نے آیت کا معنی آخری نبی کیا ہے اُن لوگوں کی آیت کے اصلی معنی تک رسائی نہیں ہوئی۔ اور رسائی نہ ہونے کی وجہ پرانے بزرگوں کی کم علمی نہیں ہے بلکہ ایسا اُس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے توجہ تھوڑی فرمائی اور میں نے توجہ اچھی طرح کی تو مجھ سے ایسی بات صادر ہو گئی۔ جو بالکل آیت کی صحیح تفسیر تھی لیکن اس بات سے میں اگلے

بزرگوں سے بڑھ نہیں گیا۔ مرتبہ اور شان اُن کا ہی زیادہ ہے۔ کیونکہ کبھی ماہر نشانے بازوں کے نشانے چوک جاتے ہیں اور نادان بچوں کے تیر نشانے پر لگ جاتے ہیں۔ لہذا جنہوں نے آیت کریمہ کی تفسیر ختم زمانی کے ساتھ کی وہ اُن ماہر نشانہ بازوں کی طرح ہیں جن کا نشانہ خطا ہو جائے اور میں نے آیت کی تفسیر ختم نبوت مرتبی کے ساتھ کی تو میرا حال اُس نادان بچہ کی طرح ہے جس کا تیر غلطی سے نشانے پر لگ جائے۔ تو اس کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ آیت کریمہ کی تفسیر ختم نبوت زمانی کے ساتھ کرنا سرے سے صحیح نہیں سمجھتا۔

اسی طرح نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے شایان شان ختم نبوت مرتبی ہے نہ کہ زمانی۔ اُس کی اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آیت کریمہ سے آخری نبی والا معنی مراد لینا اس کے نزدیک حضور علیہ السلام کے شایان شان نہیں ہے۔ تو پھر اس کے باوجود یہ کہنا کہ وہ ختم نبوت زمانی بھی مانتا ہے مرتبی بھی مانتا ہے کتنا بڑا دروغ بے فروغ ہے۔

اسی کتاب میں نانوتوی کہتا ہے کہ اگر آخری نبی والا معنی اس آیت کا اس لئے کیا جائے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب ہو جائے تو کہتا ہے کہ فی الجملہ یہ قابل لحاظ ہے پر جملہ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین

اس کی آپس میں کیا مناسبت تھی کہ ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک بنایا تو ایسی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں ہو سکتی۔ اب اس کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ آیت سے ختم نبوت زمانی مراد لینے کی تقدیر پر اُس کے نزدیک کلام الٰہی میں بے ربطی اور بے ارتباطی اور مستدرک اور مستدرک

منہ کے درمیان مناسبت کی نفی لازم آتی ہے۔تو اس کے باوجود یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب دونوں قسم کا ختم مراد لیتے ہیں زمانی بھی اور مرتبی بھی یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔نانوتوی کے نزدیک اگر آیت کریمہ سے مراد لا نبی بعدی والا معنی ہوتو حرف لکن بھی زائد ثابت ہوتا ہے اب اس کی اپنی اس ساری تقریر کے بعد وہ یہ کہے بھی سہی کہ میں ختم نبوت زمانی کا قائل ہوں اور اس کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں تو پھر بھی جب تک اس کی ان عبارات سے توبہ نہ دکھائی جائے اس کی باقی عبارات پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہ تو گویا اس نے اپنے آپ پر ہی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔اور کافر کا اپنے کفر کا اقرار کر لینا اس کو مسلمان نہیں بنا دیتا۔اس طرح تو مرزا قادیانی کے ایسے کئی اقوال ملتے ہیں جس میں اس نے کہا کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے کافر کیوں بنوں۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ 96)

اب اس کی مثال پیش کی جاتی ہے کہ دیوبندی حضرات کئی مرتبہ اپنی تکفیر خود کر دیتے ہیں۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔شیطان اور ملک الموت کے لئے تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت کی کونسی نص ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک کو ثابت کرتا ہے۔صفحہ 51

اب اس عبارت میں واضح طور پر شیطان اور ملک الموت کا علم سرکار علیہ السلام سے زیادہ مان لیا۔اسی طرح کہتا ہے کہ روح مبارک کا اعلیٰ علیین میں تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونا اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اسی طرح اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے

دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ہے۔اسی طرح اس نے یہ بھی کہا کہ مولوی عبدالسمیع اپنے زعم میں بڑا اکمل الایمان ہے اور شیطان سے ضرور افضل ہے۔تو معاذ اللہ کیا وہ اعلم من الشیطان ہوگا؟ اور اسی کے متصل بعد میں کہتا ہے کہ مصنف اپنے اندر شیطان کے برابر ہی علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔اس عبارت میں وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ نبی پاک کی افضلیت کو دیکھ کر چونکہ آپ ملک الموت سے بھی زیادہ شان رکھتے ہیں اس دلیل سے جو تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بوجہ افضلیت نبی پاک ؐ کا علم شیطان سے زیادہ ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے اگر یہ دلیل صحیح ہوتو تمہارا بھی شیطان سے اعلم ہونا لازم آئے گا اور محیط زمین کا علم بھی تمہارے لئے ثابت ہوجائے گا حالانکہ تمہارے لئے یہ علم ثابت نہیں۔

اسی طرح یہ بھی کہتا ہے اولیاء کرام کو تو حق تعالیٰ نے یہ علم دے دیا اپنے فخر عالم کو بھی اس سے لاکھوں گناہ زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر نبیت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلتا۔

مگر المہند میں جب اس سے سوال کیا گیا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ ملک الموت اور شیطان کا علم نبی پاک سے زیادہ ہے تو اس کے جواب میں خلیل احمد نے کہا کہ جو یہ عقیدہ رکھے ہم اس کو کافر مانتے ہیں۔اب پہلی عبارات بھی اسی کی تھیں جس میں اس نے بڑی شد و مد سے شیطان کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کیا تھا اور سرکار کے لئے شرک قرار دیا تھا۔اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان کے لئے تو ایسا علم قرآن سے ثابت ہے۔لیکن المہند میں خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دے دیا اور صاف کہہ دیا کہ جو بھی سرکار سے شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ مانے وہ کافر ہے تو گویا اپنی تکفیر خود کر دی۔

اسی طرح قاسم نانوتوی نے بھی اپنی تکفیر خود کر دی وہ تحذیر الناس میں کہتے ہیں اگر

بعد وضوح حق بھی لوگ پرانی بات گائے جائیں فقط اس وجہ سے کہ پہلے لوگ کہہ گئے تھے اور میری بات نہ مانیں یہ سرکار کی محبت کے تقاضے کے خلاف ہے اور اپنے عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔

نانوتوی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس امر پر اصرار کرنا کہ آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہے سرکار ﷺ کی محبت کے تقاضوں اور قانون عشق کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک سرکار ﷺ کی شان اس امر سے ظاہر نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہوں۔ کیونکہ وہ خود کہہ چکا ہے اہل کمال کے کمالات بیان کئے جاتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات بیان کئے جاتے ہیں یعنی اول ہونا، آخر ہونا۔

اس طرح وہ یہ بھی کہتا ہے کہ سرکار ﷺ کے لئے اس آیت کریمہ سے ختم نبوت زمانی ماننا اپنے عقل وفہم کی کمی کا اعلان کرنا ہے۔ تو پھر آجکل کے دیو بندی حضرات اس بات پر کیوں زور دیتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہی ہے۔

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر.

ویسے تو دیو بندی حضرات چیختے رہتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام اور قاسم العلوم نے جو معنی بیان کیا ہے بریلوی حضرات میں اتنی عقل ہی نہیں کہ وہ ان عبارتوں کو سمجھ سکیں کیونکہ وہ عبارتیں دقیق ہیں اور بریلوی جاہل۔ تو اگر اپنے قاسم العلوم کے اس رسالہ سے متفق ہو تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آیت کریمہ سے ختم نبوت زمانی مراد لینا یہ بے وقوف ہونے اور سرکار کی محبت سے محروم ہونے کی دلیل ہے۔ تو جب دیو بندی حضرات کے نزدیک اس آیت کا معنی ختم نبوت زمانی ہے تو بقول اپنے قاسم العلوم والخیرات یہ لوگ عقل اور سرکار ﷺ کی محبت سے

محروم ہیں، ہمارا بھی یہی نظریہ ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جب سرکار ﷺ نے خود فرمایا:

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي.

اب ہم آیت کریمہ کی وہ تفسیر مانیں جو سرکار ﷺ نے فرمائی ہو جن کا مقصد بعثت ہی یہی ہے۔

لتبين للناس مانزل اليهم.

یا اس تفسیر کو مانیں جو کودک نادان کی ہو؟ ہم کو تو اللہ نے حکم دیا:

اطيعوا الله و اطيعوا الرسول.

یہ حکم نہیں دیا:

اطيعوا ولدان السفهاء.

ممکن ہے کہ مولوی سرفراز صاحب یہ کہیں کہ حضرت نانوتوی نے اپنے لئے جو کودک نادان کہا۔ تو یہ ان کی تواضع ہے ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اُن کے لئے یہ لفظ استعمال کریں۔

اس کے جواب میں خود سرفراز صاحب کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے۔ وہ اپنی کتاب تنقید متین کے صفحہ 150 پر لکھتے ہیں کہ اگر نبی پاک ﷺ کو علم غیب حاصل ہو اور آپ فرمائیں کہ میں غیب نہیں جانتا تو یہ تواضع ہے یا جھوٹ؟ حالانکہ مفسرین کرام مثلاً تفسیر خازن، مدارک التنزیل، جُمل، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، سب میں یہی لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ''لا اعلم الغيب'' یہ تواضع پر محمول ہے۔

لیکن اس کے باوجود مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ دیدہ دانستہ خلاف واقع بات کہنا جھوٹ ہے یا تواضع۔ تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر نانوتوی صاحب کودک نادان

نہیں تھے تو پھر یہ جھوٹ ہے۔ اگر سچ ہے تو پھر ہمارا اُن کو کودک نادان کہنا ٹھیک ہوگیا۔ تو اب مولوی سرفراز صاحب کے لئے دوہری مصیبت ہے جو شق بھی اختیار کرے اُن کے لئے عذاب ہے۔ تو اب اُن کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

دوگونا رنج وعذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

اسی طرح اُن کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یا تو نانوتوی صاحب کو کودک نادان تسلیم کریں یا جھوٹا تسلیم کریں جس صورت کو چاہیں ترجیح دیں۔ کیونکہ وہ فاعل مختار ہیں۔ اور فاعل مختار کا ارادہ مرجّح ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کو کہا جا سکتا ہے۔

مَن نہ گویم کہ ایں مکن وآں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن

اگر سرفراز صاحب نانوتوی صاحب کو کودک نادان تسلیم کریں تو پھر جن کے قاسم الخیرات ہی کودک نادان ہوں اور جن کے ادارے کے بانی ہی نادان بچے ہوں تو اس کے ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کا کیا حال ہوگا؟

اور اگر یہ فرمائیں کہ وہ کودک نادان نہیں تھے بلکہ ویسے ہی کہہ دیا تو اس کے بارے میں اُن کا اپنا ارشاد ہے کہ یہ جھوٹ بن جاتا ہے تو اب پھر لازم آئے گا کہ اُن کے قاسم العلوم والخیرات کذاب ہو۔ تو جس مذہب کے سرخیل ہی کذاب ہوں تو اُن کے اصاغر کا کیا حال ہوگا؟

زگلستان من قیاس کن بہار مرا

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی

فضیلت نہیں تو یہ اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا:

الحمد لله الذی جعلنی فاتحا و خاتما. (زرقانی علی المواہب)

اسی طرح ارشاد فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث.

تفسیر ابن کثیر، قرطبی، ابن ابی حاتم، اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو اس طرح اسلام پیش کیا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر۔

(مواہب اللدنیہ وغیرہ)

نوٹ: ان روایات کو مولوی کاندھلوی نے بھی اپنی کتاب مسک الختام میں ذکر کیا ہے اور اس کا ان روایات کو معرضِ استدلال میں پیش کرنا دیوبندیوں کے خلاف حجت قویہ ہے

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض دیوبندی لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نانوتوی صاحب بطور اشارۃ النص اس آیت سے ختم نبوت زمانی تسلیم کرتے ہیں تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جب تک اس آیت کریمہ سے بطور عبارۃ النص ختم نبوت زمانی ثابت نہ ہو تو پھر مرزائیوں کی تکفیر بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کی ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم............

اس آیت کریمہ سے بطور اشارۃ النص یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر مسلمانوں کو مال کے مالک بن جاتے ہیں بوجہ استعلاء کے۔ کیونکہ اگر مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے اموال کے وہ مالک نہ بن گئے ہوتے تو اُن لوگوں کو فقراء نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ فقیر وہی ہوتا ہے جو کسی شے

کا مالک نہ ہو۔ اگر اُن کے اموال اُن کی ملک پر باقی ہوتے تو پھر اُن کو فقیر نہ کہا جاتا۔ لیکن حضرت امام شافعی اس بات کو تسلیم نہیں فرماتے جیسا کہ کتب اصول میں اس کی تصریح ہے۔ تو پھر کیا اس اشارۃ النص سے ثابت شدہ چیز کے انکار کی وجہ سے امام شافعیؒ کی تکفیر کی جاسکتی ہے۔؟ اور کیا دیوبندیوں میں اس کی ہمت ہے۔؟ دیدہ باید۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض وہابی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے ختم نبوت زمانی اس حدیث پاک سے ثابت کی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جنگ تبوک کے موقعہ پر جاتے وقت فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی (بخاری ومسلم)

تو اس کے بارے میں ہم گزارش یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث پاک تو خبر واحد ہے اور خبر واحد کے منکر کی تکفیر نہیں ہوسکتی۔ تو پھر قادیانیوں کی تکفیر کیسے ممکن ہوگی۔

دیابنہ کے ایک شبہ کا ازالہ:

بعض دیوبندی و وہابی قاسم نانوتوی صاحب کو ختم نبوت کا قائل ثابت کرنے کے لئے اُس کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں جس میں اُس نے کہا کہ حضورﷺ کی ختم نبوت زمانی پر اجماع ہے اور اجماع کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لہٰذا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے۔ تو اس کے بارے گزارش یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت زمانی پر اجماع نصی نہیں بلکہ سکوتی ہے۔

اور اجماع اگر چہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ نصی نہ ہو بلکہ سکوتی ہو تو اُس کا منکر بھی کافر نہیں ہوسکتا بلکہ گمراہ ہوگا۔ کمافی عامتہ کتب الاصول۔ بلکہ

علامہ عبد العلی بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی صحابہ کرام کے اجماع نصی کا بھی بتاویل انکار کرے اگر چہ اُس کی وہ تاویل باطل ہی کیوں نہ ہو تو اُس کی تکفیر نہیں ہوسکتی جیسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع نصی ہے۔ لیکن چونکہ شیعہ حضرات اس میں تاویل کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مولا علی نے اُن کی بیعت نہ کی تھی۔ اگر چہ یہ تاویل باطل ہے لیکن اُن کی تکفیر سے یہ تاویل بھی مانع ہے۔

نیز دیوبندی حضرات سے ہی ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر وہ (نانوتوی صاحب) ختم نبوت زمانی کے قائل تھے تو کس نے اُن کو مجبور کیا تھا کہ وہ اس موضوع پر ایک کتاب لکھیں ''تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس۔ اس کتاب کے نام کا معنی یہی بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو ڈرانا چاہتے ہیں کہ اثر ابن عباس کا انکار مت کرو۔ اور اثر ابن عباسؓ میں یہ لفظ صاف طور پر موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں کو پیدا کیا اور اس کے بعد یہ لفظ بھی ہیں کہ

فی کل ارض نبی کنبیکم.

تو جب وہ اس اثر کو منوانا چاہتے ہیں جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل چھ نبی زمینوں میں بھی تسلیم کئے گئے ہیں تو ختم نبوت زمانی کے نانوتوی صاحب کیسے قائل ہو گئے۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات یہ تاویل کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کا وخاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد کوئی زمانہ نہیں آسکتا۔ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو چھ نبی ثابت ہو رہے ہیں وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور اقدس میں ثابت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آیت کریمہ اور اثر ابن عباس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ لیکن وہابی حضرات کی یہ

تاویل خود مصنف تحذیر الناس کی عبارات کی رو سے مردود ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اسی کتاب کے صفحہ 14 اور صفحہ 28 پر کہتے ہیں کہ اگر خاتم النبیین کا وہ معنی مراد ہو جو اس ہیچ مداں نے عرض کیا تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم ہونا صرف گزشتہ انبیاء کے ساتھ خاص نہ ہوگا۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد اسی زمین میں یا باقی چھ زمینوں میں کوئی نبی تجویز کیا جائے تو پھر بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور قائم رہے گا۔ تو دیوبندی حضرات کو تاویل سے قبل پوری کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا۔ تا کہ اُن پر یہ مثال صادق نہ آتی۔

من چہ سرایم وطنبورہ من چہ سراید

اسی سلسلے میں دوسری گزارش یہ ہے کہ آیت کریمہ **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** کی تفسیر میں علامہ خازن لکھتے ہیں **ای لا نبی بعدہ ولا نبی معہ.**

یعنی نہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ ہی آپ کے زمانہ اقدس میں۔

دیوبندی حضرات کے امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک کتاب لکھی جس کا نام اِکفار الملحدین ہے اور اس کتاب پر اکابر علماء دیوبندی کی تصدیقات ہیں۔ مثلاً مرتضیٰ حسن دربھنگی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، اشرف تھانوی، شبیر احمد عثمانی وغیرہ۔ وہ اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

تجویز النبی معہ ﷺ او بعدہ تکذیب للقرآن المجید.

(اکفار الملحدین صفحہ 55)

نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھنا یعنی نئے نبی کے آنے کو جائز سمجھنا یا آپ کے زمانہ اقدس کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز جاننا یہ قرآن مجید کی

تکذیب ہے۔ اور اسی تکذیب قرآن کی وجہ سے جب قادیانی مرتد وکافر قرار پا چکے، ہیں تو پھر دیوبندی حضرات کو یہ حکم شرعی اپنے قاسم العلوم والخیرات پر نافذ کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

نوٹ: نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں یا بعد میں کسی نبی کو تجویز کرنا بھی تکذیب قرآن بن سکتی ہے کہ جب آیت کریمہ ختم نبوت زمانہ پر مطابقۃً دلالت کرے۔ جبکہ نانوتوی آیت کریمہ کی دلالت ختم نبوت مرتبی پر مطابقۃً تسلیم کرتا ہے۔ اب مولوی سرفراز پر فرض ہے کہ نانوتوی کہ اس تفسیر کو کسی بھی معتبر کتاب سے ثابت کرے۔ یا پھر اُس کے کفر کا اقرار کرے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شان اقدس میں موشگافی کرنے سے باز رہے اور اپنی زبان کو لگام دے۔

نوٹ: نانوتوی کے بعض ہم نوا خالد محمود سیالکوٹی اور تقی عثمانی وغیرہ تو ایسے ہیں جو صرف قدیم علوم میں مہارت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو قدیم و جدید دونوں علوم میں بے مثال ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور اپنی بات پر ڈٹ جانے کو ہی اپنے لئے بڑا اعزاز جانتے ہیں خواہ اس کے نتیجے میں ان کو ایمان سے ہی ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کی عبارت میں بالفرض کا لفظ ہے۔ لہذا قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے۔ اور قضیہ حقیقیہ واقعیہ اور ہوتا ہے۔ تو قضیہ فرضیہ پر قضیہ واقعیہ والا حکم لگا دینا اُن لوگوں کا طریقہ نہیں ہوتا جو حق کے متلاشی ہوں۔ تو نانوتوی کے ہم نواؤں کی اس عبارت کے جواب میں پہلے تو ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الملت والدین محمد قمر الدین سیالوی اور حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر سینکڑوں علماء ایسی لغویات بولنے والوں سے لاکھوں درجے زیادہ منطق کا علم رکھتے ہیں۔ ان حضرات کو کسی مدرسہ میں داخلہ لے کر ان اصطلاحوں کے

سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔تو اب ہم اُن سے قضیہ فرضیہ کے بارے میں چند سوالات کرتے ہیں اگر ان کے جوابات باصواب عنایت فرمائیں تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

۱۔اگر قاسم نانوتوی کو اپنا بزرگ ماننے والوں کو بالفرض دس پندرہ جوتے مار دیئے جائیں تو اُن کی شان میں کوئی توہین نہ ہوگی اور فرق بھی نہ آئے گا۔

۲۔قاسم نانوتوی کو بزرگانِ دین میں ماننے والوں کو بالفرض چند ایک گالیاں دے دی جائیں تو اُن کی شان میں تحقیر نہ ہوگی۔اور نہ اُن کی شان وعظمت میں فرق آئے گا۔

۳۔بالفرض اگر قاسم نانوتوی کو مسلمان ماننے والوں کی ناک کاٹ لی جائے تو اُن کی عزت میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

تو یہ سب عبارات جو پیش کی ہیں یہ سب قضایا فرضیہ ہیں تو کیا اُن کو یہ قبول ہیں۔اگر قبول ہیں تو لکھ کر اپنے مدارس کے باہر اشتہارات کی صورت میں بلکہ بورڈ لکھوا کر چسپاں کرادیں اور گڑوادیں۔اگر ان قضیہ فرضیہ کی رٹ لگانے والوں کو کوئی سوجھ بوجھ ہوتی تو اس آیت کریمہ میں غور کر لیتے۔

کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا.

اگر بالفرض زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور خدا ہوتے تو زمین وآسمان تباہ ہو جاتے۔تو یہاں بھی تو قضیہ فرضیہ تھا تو پھر یہ جزاء کیوں مرتب ہوئی کہ زمین وآسمان تباہ ہو جاتے۔یہ نہ فرمایا کہ

ما فسدتا بلکہ فرمایا لفسدتا۔

جبکہ نانوتوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد

اگر بالفرض کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا۔حالانکہ جب مقدم محال ہو تو تالی بھی محال ہونا چاہیے۔کیونکہ مقدم تالی کو مستلزم ہوتا ہے۔اور جو محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوتا ہے۔مشہور قاعدہ ہے التعلیق بالمحال یستلزم المحال۔اگر نانوتوی کے نزدیک سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی پیدا ہونا محال تھا تو پھر اُس کے نزدیک تالی بھی محال ہونی چاہیے تھی۔جبکہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ خاتمیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اُس کے نزدیک نبی پاک ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال نہیں ہے۔اور اس سے اس کا اپنا عقیدہ واضح ہو رہا ہے۔تو اب بھی اگر کوئی کہے کہ نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے قائل تھے اور اس کو اسلام کا بنیادی عقیدہ سمجھتے تھے تو اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ

بریں عقل ودانش بہ باید گریست

اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق:

نانوتوی صاحب نے جو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی تبدیل کیا ہے وہ اثر ابن عباس کی وجہ سے کیا ہے۔حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی مرفوع حدیث پاک بھی قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مرفوع حدیث کی تاویل کی جاتی ہے۔آیت کریمہ میں تاویل نہیں کی جاتی۔لیکن نانوتوی صاحب اثر ابن عباس جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں، امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں اور علامہ ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ شاذ ہے جبکہ علامہ سخاوی، علامہ علی قاری، امام سیوطی، حافظ ابن کثیر، علامہ ابوحیان اندلسی اور علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔جب مرفوع حدیث قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مرفوع حدیث میں تاویل کی جاتی ہے چہ جائیکہ اثر جو یہودیوں وغیرہ سے ماخوذ ہو کی بنا پر آیت کریمہ کا نیا معنی گھڑ لیا جائے

اور خود اعتراف بھی کر لیا جائے کہ اس آیت کا یہ معنی میں نے ہی کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔

اب ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ایک حدیث پاک کا ظاہری مفہوم آیت کریمہ کے خلاف ہو تو حدیث پاک میں تاویل کی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تذر وازرة وزر اُخریٰ.

ترجمہ: کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

اب حدیث پاک کے اندر آتا ہے:

ان المیت لَیعذّبُ ببکاء اهله علیه. (بخاری، مسلم)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے بے گناہ کو بھی عذاب ہو جاتا ہے۔ تو علماء نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرنے والا وصیت کر کے جائے کہ میرے بعد خوب رونا تو تب اُس کو عذاب ہوگا کیونکہ وہ برائی کا حکم دے رہا ہے۔ اور اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کی وصیت کرتے تھے۔ جیسا کہ سبعہ معلقات میں ایک شعر ہے۔ ایک آدمی نے اپنی عورت کو مرتے وقت ماتم کی وصیت کرتے ہوئے کہا۔

اذا انا متُّ فانعینی بما انا اهله، وشقّی علیّ الجیب یا ابنة معبد.

جب میں مر جاؤں تو خوب میری موت کی خبر دینا اور میرے اوپر گریبان چاک کرنا اے معبد کی بیٹی۔

مولوی سرفراز نے اپنی خزائن السنن میں آیت کریمہ اور حدیث پاک میں یہی تطبیق

بیان کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے بھی فرما دیا کہ سرکار ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اختتام نبوت و رسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی و شافی ہے نیز لکھتے ہیں کہ لا نبی بعدہ کا بعینہ وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا ہے اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ نبی پاک آخری نبی ہیں تو اس کے بعد اس اثر کو کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے جس میں نبی پاک کی مثل چھ نبی بتلائے گئے ہیں۔

اس اثر کے بارے میں حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے (12) بارہ سوالات ہیں جن کو ہم افادۂ عوام کے لئے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب ایک روایت میں روئے زمین کی طرح ہر طبقۂ زمین میں حضرت آدم و نوح اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام بلکہ خاتم النبیین کی مثل انبیاء کے موجود ہونے کا ذکر ہے۔ جس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبین کا ایک نیا معنی اختراع کیا اور اس پر تفریع مرتب کی کہ میرے بیان کردہ معنی کے مطابق آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین پر یا کسی دوسری زمین پر کوئی نبی موجود ہو اور اپنے حلقہ اور علاقہ میں نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرتا ہے تو اس سے نبی الانبیاء کی ختم نبوت میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔

اس سلسلے میں بندہ کو اس روایت اور تحذیر الناس کے بنیادی مضمون پر جو اسی اثر اور روایت پر مبنی ہیں چند اشکال ہیں لہذا بندہ کی تسکین قلب کے لئے ان پر غور فرما کر جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

سوال نمبر 1:

یہ روایت شاذ ہے اس میں نہ تو کسی مستند عالم نے تواتر لفظی کا قول کیا ہے اور نہ تواتر

معنوی کا اور نہ ہی اسے مشہور روایت تسلیم کیا گیا ہے۔ بلکہ عام اخبار آحاد سے بھی اس کا مرتبہ کم ہے تو کیا باب عقائد میں اس قسم کی روایات قابل استناد ہوسکتی ہے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں:

صححه الحاکم ایضاً لکن ذکر البهقی فی الشعب انه شاذ المتن بالمرة قال الحافظ سیوطی هذا الکام فی غایة الحسن فانه لایلزم من صحة الاسناد صحة المتن لاحتمال صحة الا سناد ویکون فی المتن شذوذا وعلة تمنع صحته. واذا تبیّن ضعف الحدیث اغنی ذلک عن تاویله لان مثل هذا المقام لا تقبل فیه الاحادیث الضعیفه ویمکن ان یوول علی ان المراد بهم النذر الذین کانو ا یبلغون الجن عن انبیاء البشر و لا یبعد ان یسمیٰ کل منهم باسم النبی الذی بلغ عنه. (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 141)

ترجمہ: امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن امام بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا کہ اس حدیث کا متن شاذ ہے۔ اور امام سیوطی فرماتے ہیں یہ کلام بہت عمدہ ہے کیونکہ سند کی صحت سے متن کی صحت لازم نہیں آتی کیونکہ ہوسکتا ہے سند صحیح ہو متن میں شذوذ ہو یا کوئی اور علت ہو جو اس کی صحت سے مانع ہو۔ جب اس حدیث کا ضعف ظاہر ہو گیا اب اس کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ اس جیسے مقام میں ضعیف حدیثیں قبول نہیں کی جاتی۔ اور ممکن ہے کہ اس کی تاویل یہ کی جائے کہ یہاں باقی طبقات ارض میں جن انبیاء کا ذکر پایا گیا ہے۔ اس سے مراد مبلغ ہیں جو انبیاء کی جانب سے جنوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اور ہر مبلغ کو اپنے مبلغ عنہ کا نام دے دیا گیا۔

علامہ آلوسی اس اثر کے بارے میں علامہ ذہبی اور ابوحیان کی رائے ان الفاظ میں

نقل کرتے ہیں:

قال الذهبی اسناده صحیح ولکنه شاذ بمرة لااعلم لابی الضحی علیه متابعا و ذکر ابو حیان نحوه عن الحبر و قال هذا حدیث لاشک فی وضعه وهو من روایة الواقدی الکذاب. (روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

نیز علامہ آلوسی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس زمین میں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ ایسی ہستیاں ہیں جو باقی تمام لوگوں سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح باقی طبقات زمین میں ان جیسے کچھ لوگ ہیں جو ان طبقات ارض میں موجود باقی لوگوں سے ممتاز ہیں۔ (روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)۔

مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

قلت و هذا الاثر شاذ بالمرة والذی یحب علینا الایمان هوما ثبت عندنا عن النبی ﷺ فان ثبت قطعاً اکفرنا منکره والا نحکم علیه بالا بتداع واما غیر ذالک مما لم ثبت عنه ﷺ فلا یلز منا تسلیمه والایمان به.

(فیض الباری جلد 3 صفحہ 333)

لہذا جب ان علماء کے نزدیک یہ اثر شاذ اور ضعیف ہے اور باب عقائد میں قابل استناد نہیں یا اس کا مطلب ہی وہ نہیں جو بظاہر سمجھ آ رہا ہے تو پھر اس کو بنیاد بنا کر قطعی الثبوت والدلالہ آیت میں تاویل اور نئے معنی کا اختراع کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

نوٹ: مولوی سرفراز اپنے رسالہ ''دل کا سرور'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں نبی پاک نے ایک صحابی کو تین نماز میں معاف فرمادیں اگرچہ صحیح بھی ہو تو باب عقائد میں خبر واحد صحیح بھی حجت نہیں کیونکہ وہ ظنی ہوتی ہے۔ اس عبارت سے ثابت ہوا

کہ گکھڑوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ خبر واحد صحیح سے بھی عقائد ثابت نہیں ہو سکتے تو ایک شاذ معلل اور محدثین کی تصریحات کے مطابق اسرائیلیات سے ماخوذ شدہ اثر سے قرآن مجید کی قطعی الدلالت آیت کے خلاف سات زمینوں میں چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ، چھ عیسیٰ اور چھ نبی پاک ﷺ جیسے نبی کیسے تسلیم کئے جا سکتے ہیں؟ گکھڑوی صاحب نانوتوی کے بارے میں تو مہر بلب ہیں گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔ البتہ اہل سنت والجماعت کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 2:

اس روایت کے مطابق نوع انسانی جو طبقات سبع میں موجود ہے۔ اس کے لئے سات باپ بھی تسلیم کرنے لازم ہیں کیونکہ ہر طبقہ کے بارے میں کہا گیا ہے:

آدم کآدمکم، جب کہ قرآن مجید خلقکم من نفس واحدۃ کا اعلان فرما رہا ہے تو کیا اس شاذ روایت کو اس آیت کریمہ کا مخصص قرار دے سکتے ہیں؟ جبکہ قطعی کا مخصص قطعی ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 3: قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و میثاق لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین.

تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس جمع معرف باللام میں سب طبقات کے انبیاء داخل ہیں یا نہیں بر تقدیر اول وہ سب ہی ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم کی صورت لتؤ منن بہ و لتنصرنہ کے پابند ٹھہرے۔ لہذا طبقہ علیا کے انبیاء علیہم کی طرح ان کی ملت، شریعت منسوخ ہوگی اور صرف آنحضرت ﷺ کی اتباع واطاعت ہی ان کے

لئے مدار فلاح ونجات ٹھہری۔ لہذا آپ کے زمانہ نبوت میں ان کو صاحب شرع نبی تسلیم کرنا از روئے نص باطل ٹھہرا۔ اور بر تقدیر ثانی اس عموم کا مخصص اسی شاذ روایت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ جس کا بطلان مستغنی عن البیان ہے۔

سوال نمبر 4:

جب باقی چھ طبقات والے انبیاء اس عہد و میثاق کے پابند نہیں خواہ النبیین کا الف لام عہد کے لئے مانیں جس پر کوئی قرینہ نہیں یا اس کو عام مخصوص البعض قرار دیں جس کا کوئی جواز نہیں۔ تو پھر ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں لفظ عام اسی معنی میں مستعمل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جس مضمون کو آیت میثاق میں

ثم جآء کم رسول مصدق کمامعکم لتؤ منن بہ و لتنصرنہ.

کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کو یہاں خاتم النبیین سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ معرف باللام کے اعادہ کی صورت میں جو معنی ایک جگہ مراد ہو دوسری جگہ وہی معنی مراد ہوتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ خاتم ہونگے صرف طبقہ اولیہ کے لحاظ سے تاکہ تمام طبقات کے انبیاء کے لحاظ سے۔ تو خاتم النبیین میں تاویل کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ تاویل کرنا غلط ٹھہرا۔ تو اس صورت میں ہر طبقہ کا خاتم صرف اپنے طبقہ ارضیہ کے لحاظ سے ہی خاتم ہوگا اور ساتوں زمینوں کے خاتم ایک دوسرے کے ہم پلہ ہوں گے۔

لہذا نانوتوی صاحب کا اپنی اختراعی تقدیر کو قدر نبی میں سات گنا اضافہ کا موجب قرار دینا بالکل غلط ہوگیا۔ بلکہ گھٹا کر ساتویں حصے میں محدود کرنا لازم آگیا۔

سوال نمبر 5:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں رسالت مآب ﷺ کے عموم رسالت ونبوت

کے نصوص مثلاً

(قولہ تعالٰی) لیکون للعالمین نذیرا (وقولہ) وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (وقولہ) یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (وقولہ علیہ السلام) ارسلت الی الخلق کافۃ (وقولہ علیہ السلام) کنت اول النبیین فی الخلق و آخر ھم فی البعث وغیر ذالک من الآیات والاحادیث.

جو آپ کی نبوت ورسالت کے ملائکہ جن اور تمام نوع انسانی بلکہ ہر ہر ذرہ کائنات کو محیط اور شامل ہونے پر دال ہیں۔ اور جن سے آسمانوں پر موجود انبیاء علیہم السلام کی نبوت ورسالت بھی منسوخ ٹھہری اور اب ان کیلئے بصورت نزول، صرف دین محمدی کا مبلغ ہونا لازم اور ضروری ٹھہرا تو کیا یہی نصوص کلام مجید اور احادیث، دوسرے طبقات ارضیہ میں موجود انبیاء کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہوسکتیں؟ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا متواتر المعنی روایات سے ثابت اور دیگر طبقات میں انبیاء کا وجود ہی ایک شاذ اثر سے ثابت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 6:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب روایت میں صرف یہ لفاظ ہیں۔ وَنَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تشبیہ اور تمثیل تمام اوصاف کمالات میں اشتراک کو مستلزم ہے یا صرف صفتِ خاتمیت میں اشتراک کو؟

بر تقدیر اول ممتنع النظیر ذات والا صفات کے لئے چھ مثل بالفعل موجود تسلیم کرنا لازم آگیا تو کیا قدر نبوی میں سات گنا اضافہ ہوا یا آپ کی امتیازی حیثیت کی نفی اور انکار؟ اور

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ۔

کے چھ شریک موجود ہونے کا دعویٰ؟ علاوہ ازیں ان انبیاء کو بھی رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین اور صاحب مقام محمود وشفاعت عظمیٰ تسلیم کرنا لازم جو عموم کی صورت میں اجتماع نقیضین کو مستلزم ہے اور ہر طبقہ کے باشندوں کے لئے مخصوص رحمت وشفاعت تسلیم کرنے سے قدر نبوی کے چھ حصص کا انکار لازم آئے گا، کیا اس امر شنیع کا التزام کیا جاسکتا ہے؟ اور بر تقدیر ثانی جملہ وجوہ اشتراک سے صرف وصف خاتمیت میں اشتراک کی وجہ تخصیص کیا ہوگی؟ اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا جواز ہوگا؟

سوال نمبر 7:

اگر صرف وصف خاتمیت میں ہی اشتراک تسلیم کرلیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت کا تمام طبقات کو محیط ماننا اور اُن کی خاتمیت کا محدود ماننا کس دلیل (یعنی دیگر طبقات کے انبیاء کی) اور قرینہ سے ہے؟ جب کہ ظاہر یہی ہے کہ خاتمیت ہر جگہ ایک جیسی ہونی چاہیے۔ جیسے اوپر والے طبقہ کے انبیاء کے لئے ایسے ہی وہ اپنے اپنے طبقہ ارضیہ کے انبیاء کیلئے خاتم۔ لہذا فرق کرنا تحکم اور سینہ زوری ہوگا۔ کیونکہ آپ نے سلسلہ وار انبیاء کا ذکر فرمایا۔ یعنی آدمھم کآدمکم سے شروع کر کے آخر میں فرمایا و نبی کنبیکم لہذا اس ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان خاتمین کی وہی حیثیت تسلیم کرنی چاہیے۔ جو طبقہ علیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ لہذا فرق تحکم اور بلا دلیل ہے اور خلاف ظاہر۔

سوال نمبر 8:

توراتِ موسیٰ علیہ السلام میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں تیری مانند نبی پیدا کرے گا جس کا مصدق باجماع اہل اسلام، حضور سرور عالم ﷺ ہیں اگر اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان مماثلت سے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا خاتم ہونا

لازم نہیں آتا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے خاتم ہونے کی نفی ہے تو اس روایت (اثر ابن عباس) میں جو تشبیہ مذکور ہے اس کو صرف خاتمیت میں اشتراک پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال نمبر 9:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاً و بالذات لینا اور دوسرے انبیاء کو موصوف بوصف نبوت بالعرض ماننا اگر فی نفسہ درست ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر آپ کے فاتح اور اول ہونے کا معنی کیا ہوگا؟ جب کہ یہ بھی خود سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

جعلنی فاتحا وخاتما کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث.

کیا فاتح اور اول کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا و بالذات لیا جائے گا یا خاتما اور آخر النبیین کا؟ اللہ تعالی نے اپنے متعلق ھوالاول والآخر فرمایا ہے تو اس ارشاد خداوندی میں موصوف بالوجود اولا و بالذات، الاول کا معنی قرار پائے گا یا آلاخر کا؟ کیا فاتحا کی تفسیر خاتما سے کرنا اور الاول کو آلاخر کا مطلب قرار دینا درست ہے؟ اور اس کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع کہا جائے گا؟ یا اسے ذہن رسا اور امتیازی فہم وفراست کا عظیم نبوت قرار دیا جائے گا؟

سوال نمبر 10:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا و بالذات لینا تفسیر کے اصول وقواعد میں سے کس قاعدہ کے تحت ہے، تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بالحدیث یا اقوال صحابہ یا اقوال تابعین یا از روئے لغت اور قواعد عربیت ہے، جب کسی نے بھی یہ معنی بیان نہ کیا ہو اور تیرہ صدیوں میں صفحۂ ہستی پر علمی سکہ جمانے والے مفسرین اور اکابرین نے یہ معنی بیان نہ کیا ہو تو کیا اس معنی کو تفسیر بالرائے سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؟ اور اگر چودھویں صدی میں کوئی

شخص کہتا ہے کہ اس حقیقت تک کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکا اور یہ حقیقت صرف میں نے ہی سمجھی ہے اور

گاہ باشد کہ کودک نادان　　بغلط بر ہدف زند تیرے

کا اپنے آپ کو مصداق قرار دے تو کیا اس کو اس امر کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ اور یہ اجازت تحریف کا دروازہ کھولنے کے مترادف نہیں ہے؟ اور صرف مرزائیوں کو اس حق سے محروم رکھنے کی کوشش کارآمد ہو سکتی ہے؟ جب کہ وہ بھی معنی بیان کرتے ہوئے اصلی اور ظلی کا فرق نکال کر نبی اکرم ﷺ کی حیثیت اور قدر کو بڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صرف پہلوں کے خاتم نہیں بلکہ آنے والوں کے بھی خاتم ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے اپنے رسالہ ''احمدیت کا پیغام'' میں تقریباً وہی انداز اختیار کیا ہے جو نانوتوی صاحب نے اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

ختم نبوت کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ:

مذکور بالا ناواقف گروہ میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور اس کے قائل نہیں اور رسول ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کا وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہے نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتا ہے اور نہ اس سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور احمدی جماعت خاتم النبیین کے وہ معنی کرتی ہے جو عربی لغت میں عام طور پر متداول ہیں اور جن سے رسول کریم ﷺ کی شان اور آپ کی منزلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان پر آپ کی فضیلت

ثابت ہوتی ہے۔ پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ ختم نبوت کا انکار تو کفر ہے۔

(صفحہ 8-7)

اگر مرزا محمود کی اس عبارت کو تحذیر الناس کے صفحہ اول کی عبارت کے ساتھ ملا کر موازنہ کیا جائے تو عوام الناس کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور

'ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین.

کے بے ربط ہو جانے اور محض تاخر زمانی کے مفید فضیلت نہ ہونے پر مکمل اتفاق نظر آتا ہے۔ اور طابق النعل بالنعل والی صورتِ حال پائی جاتی ہے۔

نانوتوی صاحب کے لئے نئے معانی اختراع کرنے کی اجازت اور مرزائی جماعت کیلئے پابندی ایک ناروا تفریق ہوگی اور ناانصافی کی انتہا۔

سوال نمبر 11:

ہاں نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کے سلسلہ کو موصوف بالذات پر اختتام پذیر تسلیم کیا ہے لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ فلاسفہ کا یہ قاعدہ زمانۂ ماضی میں لاتناہی بالفعل اور تسلسل کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہے یا زمانہ مستقبل کے لحاظ سے وہ مخلوقات کی انتہاء موجد و خالق جل وعلا کے موجود بالذات ہونے پر تسلیم کرتے ہیں۔ اور براہین ابطال تسلسل سے اس کو مبرہن ٹھہراتے ہیں، لہذا اس قاعدہ کا اس جگہ چسپاں کرنا غیر معقول ہے۔ اور علی سبیل التنزل اگر تسلیم بھی کر لیں تو پھر دوسرے لوازم بھی تسلیم کرنا ہوں گے۔ مثلاً آپ وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور وصفِ علم اور حیات کے ساتھ بھی متصف بالذات۔ لہذا آپ کی بعثت پر مومن بالعرض اور عالم بالعرض اور حی بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جانا

چاہیے۔ اور ختم ذاتی اور رتبی کا یہ معنی کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی عالم بالعرض اور کوئی حی بالعرض موجود نہ ہو سکے۔ اسے تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ خاتمیت ذاتیہ کو خاتمیت زمانیہ لازم ہے؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم بالذات ہیں اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی یا خاتم بالعرض نہیں آ سکتا۔

سوال نمبر 12:

علاوہ ازیں ایک طرف یہ دعویٰ کہ سلسلہ ما بالعرض کا ما بالذات پر اختتام پذیر ہوتا ہے اور اس طرح نبی مکرم ﷺ کی نبوت پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا اختتام لازم آ جائے گا۔ جبکہ دوسری طرف اپنے اختراعی معنی پر یہ تفریع مرتب کی کہ آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی دوسری زمین میں کسی نبی کے موجود ہونے سے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق لازم نہیں آئیگا۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں اقوال میں تعارض و تناقض ہے اگر ان کی نبوتیں ختم ہو چکیں تو اصل اور تابع کے فرق کی ضرورت کیا رہی اور اگر باقی ہیں تو ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم کیسے ہوا؟

اس بحث کے دوران یہ بات ثابت ہو گئی کہ نبی پاک علیہ السلام کے بعد یہ دعویٰ کرنا کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ یا کسی اور زمین میں کوئی اور نبی ہو سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تکذیب ہے اور اقوال صحابہ اور محدثین و مفسرین کے اقوال کی تغلیط ہے۔

"مولوی ادریس کاندھلوی خود لکھتے ہیں کہ جب آیات و روایات اور اقوال صحابہ و تابعین اور تمام مفسرین و محدثین کی تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اب اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں عجیب بات ہے کہ جس ذات بابرکات پر خاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی اس کے بیان

کردہ معنیٰ تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے بیان کردہ اُلٹے سیدھے معنیٰ معتبر ہوجائیں۔ (ختم نبوۃ صفحہ 50)

نوٹ: ہمیں خواہ مخواہ کسی کو کافر بنانے کا شوق نہیں ہے لیکن اگر کوئی خود کافر بن جائے اور قرآن واحادیث کی تصریحات سے اس کا کفر ثابت ہوجائے تو اس کو مسلمان سمجھ کر ہمیں کافر بننے کا شوق بھی نہیں ہے۔

مولوی عبدالقدوس ترمذی نے اپنے والد کی زندگی کے حالات کے بارے میں کتاب لکھی ہے ''حیات ترمذی'' اس میں وہ لکھتا ہے کہ مولوی عبدالحی لکھنوی نے جو اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق کی ہے وہ احریٰ للقبول ہے لیکن اسی کتاب میں خود لکھتا ہے کہ مفتی شفیع دیوبندی سے کسی نے پوچھا کہ مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں قراءت کرنا جائز ہے؟ تو مفتی شفیع نے جواب میں کہا کہ مولوی عبدالحی صاحب کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ تو مولوی عبدالقدوس ترمذی نے دونوں واقعات نقل کر دیئے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ اثر عباس جس کو جمہور علماء شاذ اور معلل قرار دیتے ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری، فتح الباری، الحاوی للفتاوی، البدایہ والنہایہ، البحر المحیط، روح البیان، شعب الایمان، موضوعات کبیر، فتاوی حدیثیہ اور المقاصد الحسنۃ وغیرہ کتب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس کے بارے میں تو عبدالحی لکھنوی صاحب کی رائے احریٰ للقبول ہو اور فاتحہ خلف الامام جو فروعی اور اجتہادی مسئلہ ہے اور صحابہ کرام کے دور سے آج تک اختلافی آرہا ہے۔ مثلاً (حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبادہ بن صامت، محمود بن ربیع، حضرت ابوہریرہ اور حضرت بلال ؓ وغیرہ قراءت خلف الامام کے قائل ہیں) تو اس میں ان کی رائے کی کوئی وقعت نہ ہو تو آخر اس تفریق کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا مولوی عبدالحی صاحب کی ایک شاذ اور متفرد

رائے میں وقعت ہے کہ اس کی وجہ سے احادیث صحیحہ، متواترہ، مشہورہ اور چونسٹھ صحابہ کرام کی تفسیر اور تمام مفسرین ومحدثین کی اس تفسیر کو جو انہوں نے خاتم النبیین کی کی ہے اس کے بارے میں کہا جائے کہ بوجہ کم التفاتی ان کا ذہن اس آیت کے صحیح مفہوم تک نہیں پہنچا۔ کتنی عجیب بات ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے:

ان علینا جمعه و قرآنه ثم ان علینا بیانه.

اور جن کے بارے میں ارشاد باری ہو:

یعلمهم الکتاب والحکمة .

اور جن کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام جیسے رسول دعا کریں اے اللہ ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو ان کو قرآن وحکمت کی تعلیم دے۔

(کما قال الله تعالٰی حکایة عن ابراهیم علیه السلام) ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة.

ان کو آیت کے صحیح معنیٰ تک رسائی نہ ہو اور نانوتوی صاحب کو ہو جائے۔ لہٰذا دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ مولوی عبدالحی کے دامن میں پناہ لینے کے بجائے نانوتوی کے اس جدید گھڑے ہوئے معنیٰ کا ثبوت پیش کریں یا اس پر جو شرعی حکم ہے وہ لگائیں۔

پھر اگر عبدالحی صاحب کی اگر یہ بات مان لی جائے جیسا کہ وہابی باور کراتے ہیں تو پھر ان کی کتابوں میں تو یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا تو پھر مرزائی حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں تو کیا پھر دیوبندی حضرات اس کی نبوت کو قبول کرنے کا اعلان کریں گے؟

دیوبندی حضرات کی خدمت میں اسی ضمن میں ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں ان

کے مایہ ناز عالم ادریس کاندھلوی اپنی کتاب مسک الختام کے صفحہ نمبر 9 پر فرماتے ہیں۔ آیت کی سب سے زیادہ مستند اور معتبر تفسیر وہی ہوگی جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہوگی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جن پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کے معنی نہ سمجھے اور قادیان کا ایک بہتان طراز کہ جو بدعقل اور بدفہم ہونے کے علاوہ عربی زبان سے بھی کما حقہ واقف نہ ہو وہ آیت کا مطلب سمجھ جائے۔

یہی بات ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جن پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کا معنی نہ سمجھے اور نانوتہ کا ایک کودک نادان آیت کا معنی سمجھنے کا دعویٰ کرے۔

اور آیت سے ختم نبوت زمانی مراد ہونے پر جو اس کا ظاہری اور حقیقی معنی ہے انور شاہ کشمیری کی یہ عبارت واضح دلیل ہے کہ وہ اپنے رسالہ خاتم النبیین کے صفحہ نمبر 64 پر لکھتے ہیں ہم اختصار کی خاطر صرف اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

"ان بدنصیب اور محروم القسمت لوگوں کے حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ شانہ کی قسم کھا کر فرمائیں کہ خاتم النبیین سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجوں گا تو یہ بدنصیب جواب میں کہیں گے کہ ہاں ہاں لفظ تو درست ہے مگر آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ سلسلہ نبوت فلاں طریقے سے آپ جاری رکھیں گی۔

نوٹ: انور شاہ کشمیری کی اس عبارت میں اس امر پر واضح اور قطعی دلالت موجود ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے اور یہی اس کا ظاہر اور حقیقی معنی ہے۔

اور انور شاہ کشمیری کے رسالے میں اس قسم کی اور بھی عبارات موجود ہیں انھیں عبارات کے مضمون کو ادریس کاندھلوی نے اپنے الفاظ میں اپنے رسالہ مسک الختام میں پیش کیا ہے تو جب ثابت ہوگیا کہ آیت کریمہ کا ظاہری و حقیقی معنی آخری نبی ہی ہے اور ویسے بھی

جب ختم نبوت کا لفظ بولا جائے تو اس سے یہی معنی سمجھا جاتا ہے کہ نبی پاک ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

اب شفا شریف کی عبارت جو ہم نے اس کتاب کے پہلے حصے میں بھی نقل کی ہے کہ پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا یہی حقیقی معنی مراد ہے۔ اور بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے اس کا یہی مفہوم ہے۔ پس جو اس آیت کا کوئی اور معنی کرے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ اب یہ عبارت قاسم نانوتوی پر منطبق ہو جائے گی۔ اور اسی مضمون کی عبارت علامہ آلوسی نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمائی ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیات میں ختم نبوت ذاتی مراد ہے تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ خود حسین احمد مدنی صاحب نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ و خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ اس آیت سے مراد فقط ختم نبوت زمانی ہے ختم نبوت مرتبی نہیں۔ مولانا اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں اور خود نانوتوی صاحب بھی کہتے ہیں کہ آیت کی تفسیر ختم نبوت مرتبی کیساتھ میں نے ہی کی ہے پہلوں کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا۔ تو اس سے ثابت ہوگیا کہ امت کا جس معنی پر اجماع ہے اور جس معنی پر بقول علامہ سید محمود آلوسی قرآن مجید اور احادیث مشہورہ ناطق ہیں وہ یہی ختم نبوت زمانی ہے نہ کہ مرتبی۔

ایک اہم اشکال کا جواب:

بعض لوگ نانوتوی کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ اگر ختم سے مراد عام لے لیا جائے ذاتی بھی زمانی بھی۔ یعنی خاتم ایک جنس ہو اور اس کے لیے کئی انواع ہوں۔ یا بطور عموم المجاز اس سے ختم نبوت زمانی بھی مراد ہو۔ اس عبارت کو پیش کر کے وہ یہ تاثر دینا چاہتے

ہیں کہ نانوتوی صاحب آیت کریمہ کو ختم نبوت زمانی کے معنی میں بھی لیتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ہم پہلے نانوتوی صاحب کی عبارت پیش کر چکے ہیں آیت کریمہ کا معنی آخری نبی کرنے سے حرف لکن زائد ثابت ہوتا ہے۔ مستدرک اور مستدرک منہ میں کوئی تناسب نہیں رہتا۔ سرکار ﷺ کی تعریف ثابت نہیں ہوتی اور اہل کمال کے کمال بیان کئے جاتے ہیں اور ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات۔

اسی طرح اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت ذاتی مراد لی جائے تو یہی آپ کے شایان شان ہے نہ کہ زمانی اور اس نے یہ بھی کہا کہ جو میں نے معنی کیا ہے اگر کوئی نہ مانے اور اسی معنی پر اڑا رہے جو پہلے سے لوگوں میں رائج ہے تو یہ چیز قانون محبت نبوی کے خلاف ہے اور اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دینے والی بات ہے۔ (یعنی اپنی کم عقلی پر گواہی دیتی ہے) تو اگر وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا مانتا ہوتا تو اس طرح کے الفاظ کیوں استعمال کرتا۔ ہم اس کی اس قسم کی تمام عبارات کو نقل کر کے پہلے مدلل ومفصل تبصرہ کر چکے ہیں۔ جو چاہے وہ اس بارے میں مزید تفصیلات کے لئے التبشیر بردالتحذیر اور التنویر وغیرہ کا مطالعہ کرے۔

نانوتوی کی، بارگاہ رسالت میں ایک اور گستاخی

نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ انبیاء اگر اپنی امت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں عمل میں امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں

مولوی سرفراز صفدر صاحب نے اس کے جواب میں اسی بات پر زور دیا ہے کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا بظاہر بڑھ جاتے ہیں حقیقت میں نہیں بڑھتے۔ اس کی انہوں نے ایک مثال پیش کی ہے کہ کئی لوگوں نے اپنی زندگی میں بیس، پچیس

تیس بلکہ اس سے بھی زیادہ حج کئے ہیں۔ اب بظاہر تو وہ سرکار سے بڑھ گئے کیونکہ سرکار نے صرف ایک بار حج فرمائی۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دن رات نوافل میں گزار دیئے۔ تو بظاہر تو ان کا عمل سرکار سے زیادہ ہے۔

تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے لفظ ہی استعمال کیا ہے اور یہ لفظ حصر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نیز سرفراز صاحب نے جو مثالیں پیش کی ہیں اس میں انہوں نے صرف کمیت کو ملحوظ رکھا ہے حالانکہ عنداللہ اعمال کی مقبولیت کا دارومدار صرف کمیت پر ہی نہیں ہے بلکہ کیفیت پر بھی ہے۔

بخاری مسلم میں حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے اور میرا صحابی ایک سیر یا آدھ سیر جو خرچ کرے تو تمہارا احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرنا بھی میرے صحابی کے ایک سیر جو خرچ کرنے کو نہیں پہنچ سکتا تو یہاں کیفیت کی وجہ سے صحابی کا عمل غیر صحابی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔

الذین اتینھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یؤمنون.

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اولئک یؤتون اجرھم مرتین.

تو یہاں ان لوگوں کے لئے جو پہلے اہل کتاب تھے پھر مسلمان ہوئے دوہرے اجرے کا اعلان ہے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور دیگر خلفائے ثلاثہ کا مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ سے زیادہ ہے۔ لہذا نانوتوی کی یہ عبارت بارگاہ رسالت میں صریح گستاخی ہے۔

گنگوہی اور انبیٹھوی نے شیطان اور ملک الموت کو علم میں سرکار ﷺ سے بڑھا

دیا اور نانوتوی نے عمل میں امتی کو نبی سے بڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

اسماعیل دہلوی کا تمام ایمانیات کو ماننے سے انکار

اسماعیل تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ اللہ کو مان اور کسی کو نہ مان۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولکن البرمن امن بااللّٰہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتاب و النبیین.

نیکی یہ ہے کہ ایمان لایا جائے اللہ پر اور قیامت اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء پر۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

کل امن باللّٰہ وملئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہ.

ترجمہ: سب لوگ ایمان لائے اللہ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ فرشتوں پر بھی تمام رسولوں پر بھی اور تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یکفر باللّٰہ وملئکتہٖ وکتبہٖ و رسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا.

ترجمہ: جو کفر کرے اللہ کے ساتھ اور فرشتوں کے ساتھ اور رسولوں کے ساتھ اور قیامت کے دن کے ساتھ وہ بہک کر دور جا پڑا۔

تو اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ قول کہ اللہ کو مانو اور کسی کو نہ مانو یہ سراسر گمراہی اور بے دینی پر مبنی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسلہ و یریدون ان یفر قوابین اللّٰہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذ وا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا و اعتد نا للکفرین عذابا مھینا.

ترجمہ: جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں اور ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کے حاشیے میں لکھتے ہیں ''اللہ کا ماننا تب معتبر ہے کہ اپنے زمانہ کے پیغمبروں کی تصدیق کرے اور اس کا حکم مانے بدون تصدیق نبی کے اللہ کا ماننا غلط ہے اس کا اعتبار نہیں بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے یہود نے جب رسول اللہ کی تکذیب کی تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء کی تکذیب کرنے والے قرار دیئے گئے اور پکے کافر سمجھے گئے''۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 176)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللّٰہ و رسولہ .

ترجمہ: ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تا کہ تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن لم یؤمن باللہ و رسولہ فان اعتدنا للکفرین سعیرا۔

ترجمہ: جو کوئی نہ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ نبی پاک ﷺ کی تصدیق نہ کریں ان کے لئے جہنم کی آگ اللہ نے تیار کر رکھی ہے۔

ترجمہ: وہابی لوگ جب مولوی اسماعیل دہلوی کی کفریات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اور ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ اگر اسماعیل دہلوی گستاخ تھا تو تمہارے اعلیٰ حضرت نے اسے کافر کیوں نہیں کہا۔

اس کے جواب میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں کہتے ہیں کہ مولانا اسماعیل کو جو کافر سمجھتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ یہ اُن کی تاویل غلط ہے لہذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور اُن کے ساتھ معاملہ کفار جیسا نہ کرنا چاہیئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 187)

اب وہابی حضرات یہ بتائیں کہ گنگوہی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ مولانا اسماعیل کو جو لوگ کافر کہتے ہیں ان کا یہ کافر کہنا غلط ہے تو اگر اعلیٰ حضرات نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں کہا تو پھر کون لوگ ہیں جو اسماعیل دہلوی کو کافر کہتے ہیں کیونکہ سرفراز صاحب اسی کتاب عبارات اکابر میں لکھتے ہیں کہ پورے ہندوستان میں صرف خان صاحب کو سرکار ﷺ سے محبت تھی اور کسی کو نہیں تھی؟ تو مولوی سرفراز کا مقصد اس عبارت سے یہ ہے کہ صرف انہوں نے ہی ہماری تردید کی ہے دوسرے علماء نے نہیں کی۔ گویا مولوی سرفراز کہنا یہ چاہتا ہے کہ

ہمارے پیشواؤں پر صرف اعلیٰ حضرت نے ہی کفر کے فتوے لگائے پھر ثابت ہو گیا گنگوہی کی عبارت جو ہم نے پیش کی ہے کہ مولانا اسماعیل کو جو لوگ کافر کہتے ہیں اس سے مراد اعلیٰ حضرت اور ان کے ہمنوا ہیں اور گنگوہی کا اپنے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

لہذا دیوبندیوں کو چاہیے کہ گنگوہی کے اس قول پر عمل کریں اور اسماعیل کی کفریات کا کوئی ٹھوس جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں اور لغو جوابات دینے سے پرہیز کریں۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خود دیوبندی مولویوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر قرار دیا چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت جو اس نے الیضاح الحق میں لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان سے منزہ جاننا اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر کیف اور جہت کے ثابت کرنا یہ سب بدعت ہے۔ صفحہ 35

تو مولوی اسماعیل کی یہ عبارت نقل کر کے گنگوہی سے پوچھا گیا کہ مذکورہ عقیدہ رکھنے والے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟۔

علمائے دیوبند کا اسماعیل دہلوی پر فتوی کفر

رشید احمد گنگوہی نے جواب میں لکھا کہ یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔

تھانوی صاحب کا فتوی:

تھانوی نے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: الجواب صحیح۔

عزیز الرحمٰن مفتی دیو بند کا فتوی:

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدے کا بیدین اور ملحد ہے۔

اس فتویٰ پر تمام دیو بندی اکابر کی تصدیقات موجود ہیں۔ مولوی محمود مدرس اول مدرسہ دیو بند نے لکھا ''الجواب صحیح''۔ محمود الحسن شیخ الہند دیو بند نے لکھا ''الجواب صحیح'' مولانا عبدالحق نے جواب میں لکھا صحیح۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 62)

تو اب مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اکابر دیو بند نے اسماعیل دہلوی کی اس عبارت پر جو فتوے لگائے ہیں اور اس کو جو ملحد اور زندیق لکھا ہے تو ان تمام فتوؤں پر عمل کریں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریدہ دہنی سے کام نہ لیں اور اپنی زبان کو لگام دیں

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا شیطان کو نبی پاک سے عالم ماننا

مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں کہ ''شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت تو نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم کے لئے کونسی نص موجود ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک کو ثابت کرتا ہے''۔ صفحہ 51

براہین قاطعہ کی عبارت کا پس منظر:

مولانا عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں لکھا تھا کہ جب روایات سے ثابت

ہے کہ پوری زمین ملک الموت کے سامنے پیالے کی طرح ہے اور شامی میں لکھا ہوا ہے کہ شیطان بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ قدرت دی ہے کہ بنی آدم کے اعمال کو دیکھتا ہے جس طرح اس نے ملک الموت کو قدرت عطا کی ہے۔ تو مولانا عبدالسمیع صاحب نے اس کو دلیل بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم حاصل ہے حالانکہ وہ بھی مخلوق ہیں تو پھر نبی پاک علیہ السلام کے لئے اگر پوری روئے زمین کا علم تسلیم کر لیا جائے اور مجلس مولود میں سرکار ﷺ کی آمد کو ممکن سمجھا جائے اس میں کیا حرج ہے؟ کیونکہ جب خدا تعالیٰ شیطان اور ملک الموت کو روئے زمین کا علم عطا کر سکتا ہے تو پھر سرکار علیہ السلام جو سید المحبوبین ہیں ان کو بھی روئے زمین کا علم عطا فرما سکتا ہے تو اس عبارت کے جواب میں خلیل احمد نے یہ لکھا کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر محض قیاسات فاسدہ سے نصوص قطعیہ کے خلاف نبی پاک کے لئے عطائی علم ثابت کرنا یہ شرک ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے علم کے لئے تو نصوص قطعہ موجود ہیں نبی پاک علیہ السلام کے علم کے لئے کوئی نص قطعی نہیں۔

اکابر اہل سنت نے کئی مرتبہ دیو بندی علماء سے مطالبہ کیا ہے کہ تم وہ نصوص قطعیہ پیش کرو جن میں شیطان اور ملک الموت کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کیا گیا ہو۔ اس کے جواب میں وہابی کہتے ہیں کہ نصوص قطعیہ وہ ہیں جو مولوی عبدالسمیع صاحب نے پیش کی ہیں۔ حالانکہ انہوں نے تو شامی کی عبارت اور چند تابعین کے اقوال پیش کئے تھے۔ تو چونکہ ان کو شیطان سے خوش عقیدگی ہے اس لئے انہوں نے شامی کی اس عبارت کو نصوص قطعیہ سمجھ لیا۔ چنانچہ خلیل احمد لکھتا ہے کہ شیطان کو جو وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔ تو شیطان کے لئے تو اتنے علم کا ثبوت نصوص قطعیہ سے مان رہے ہیں

حالانکہ اس کے لئے کوئی نص قطعی نہیں۔ اور وہ لکھتا ہے کہ نبی کریم کے لیے کوئی نص قطعی نہیں۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

علمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما.

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول.

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما کان اللہ لیطلعلم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء.

اور ارشاد باری ہے:

وما ھو علی الغیب بضنین.

نیز فرمایا:

فاوحی الی عبدہ ما اوحی .

تو کیا یہ تمام نصوص قطعہ سرکار علیہ السلام کے عموم علم کو ثابت نہیں کرتیں۔ جب اللہ نے فرمادیا کہ جو بھی آپ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ ہم نے تم کو بتلادیا تو اس میں محیط زمین کا علم بھی داخل ہوگا کیونکہ وہ بھی آپ پہلے نہیں جانتے تھے۔

نیز قابل غور امر یہ ہے کہ اگر شیطان کے محیط زمین کے علم کے ثبوت کے لئے شامی کی عبارت حجت ہے تو سرکار علیہ السلام کے علمی کمالات اور روئے زمین کے عالم ہونے کے بارے میں یہ حدیث پاک حجت کیوں نہیں جس میں سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

واللہ لا تسئلونی عن شئ فیما بینکم و بین الساعۃ الا انباتکم بہ.

(بخاری شریف)

بخدا آج سے لیکر قیامت تک جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں تمہیں بتاؤں گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ کو قیامت تک کا علم نہیں تھا۔ آپ نے مسجد میں منبر پر کھڑے ہوکر یہ اعلان کیوں فرمایا؟ کیونکہ اس طرح لازم آئے گا کہ سرکار ﷺ نے خلاف واقع اعلان فرمایا۔ اگر آپ خلاف واقع اعلان بھی فرماتے رہتے تھے تو پھر آپ ﷺ کا کلمہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اعلان سچا ہے تو پھر سرکار ﷺ کے لئے اتنا علم (یعنی روئے زمین کا محیط علم) ماننے پر شرک کا فتویٰ کیوں؟

دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ سرکار کے لئے علم غیب ثابت کرنا نصوص قطعہ کے خلاف ہے اور وہ لوگ یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں:

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ.

اور آیت کریمہ **عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو**

نیز آیت کریمہ **واللہ غیب السمٰوٰت ولارض.**

نیز آیت کریمہ **انما الغیب للہ.**

اب سوال یہ ہے کہ ان آیات میں تو سب ماسوی اللہ سے علم غیب کی نفی ہے تو یہ منطق ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ان آیات کریمہ میں حصر کے باوجود شیطان اور ملک الموت کے لئے تو روئے زمین کا علم ماننا ضروریات دین میں سے ہو اور نبی پاک علیہ السلام کے لئے ماننا شرک اور کفر ہو۔ کیا شیطان اور ملک الموت غیر اللہ نہیں ہیں صرف انبیاء کرام غیر اللہ ہیں؟ اس تفریق کی کیا وجہ ہے۔ ایک مخلوق میں ایک صفت کا اثبات عین ایمان ہو بلکہ شیطان جو سب سے ذلیل مخلوق ہے اس کے لئے اتنا وسیع علم ماننا اور اس کے لئے تمام روئے زمین کا علم

ثابت کرنا نصوص قطعیہ کا مدلول ہو اور نبی پاک ﷺ جن کی شان ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان کے لئے روئے زمین کا علم ماننا شرک ہو۔ بلکہ ان کے لئے دیوار کے پیچھے کے علم کو بھی تسلیم نہ کیا جائے۔

مولوی سرفراز صاحب اس عبارت کی تاویل میں فرماتے ہیں کہ براہین قاطعہ میں جس علم غیب کے اثبات کو شرک کہا گیا ہے وہ ذاتی علم غیب ہے۔ حالانکہ آج تک کسی سنی عالم دین نے نبی پاک کے لئے ذاتی علم غیب تسلیم ہی نہیں کیا۔ تو کیا براہین قاطعہ کے مصنف نے اس چیز کا رد کیا جس چیز کا ان کا خصم قائل ہی نہیں؟

مولوی سرفراز خود اپنی کتاب ''تنقید متین'' میں لکھتے ہیں کہ'' آیت کریمہ لا اعلم الغیب میں اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا ہے میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا''۔ تو اس پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''لفظ آپ خان صاحب نے اس میں بزور داخل کیا ہے حالانکہ کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے اور یہ چور دروازہ خان صاحب نے اپنے فاسد عقیدے کے لئے کھولا ہے''۔

اسی طرح سرفراز صاحب فرماتے ہیں اگر آپ کا علم عطائی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے ذاتی علم غیب کی نفی فرمائی تو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت بھی تو عطائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ کیوں نہ کہلوایا کہ میں ذاتی طور پر نبی اور رسول نہیں ہوں عطائی طور پر ہوں۔

ایک کتاب میں ذاتی علم غیب مراد لینے والوں کی اس طرح پر زور تردید کر رہے ہیں اور دوسری کتاب میں اپنے مولوی کو بچانے کے لئے وہی ذاتی عطائی والا سہارا لے رہے ہیں اور وہی بات کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں جو بات اہل سنت کہتے تھے تو کافر مشرک قرار پاتے

تھے۔ گویا حضرت پر یہ مثال ثابت آتی ہے۔ الفرار مامنه الفرار۔

نیز سرفراز صاحب اپنی کتاب ازالۃ الریب میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے نہ کسی جن کو، نہ فرشتے کو، نہ کسی نبی کو، نہ ذاتی طور نہ عطائی طور پر۔ لیکن اپنی اس کتاب عبارات اکابر میں کہتا ہے کہ عبدالسمیع اپنے زعم میں بڑا مومن ہے اپنے آپ میں شیطان سے زیادہ علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتا ہے کہ عقائد کے مسائل قیاسی نہیں ہوتے بلکہ قطعی ہوتے ہیں۔ نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا شیطان اور ملک الموت کے علم غیب کو دیکھ کر نبی پاک کے لئے علم غیب ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ایک کتاب میں کہا کہ کسی فرشتے اور جن کو بھی علم غیب نہیں ہے اور دوسری کتاب میں جب اپنے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی صفائی پیش کرنی تھی تو شیطان اور ملک الموت کے لئے علم غیب کو مان لیا۔ اور یہ بھی ذہن میں نہ رہا کہ میں دوسری کتاب میں کیا لکھ چکا ہوں۔

مولوی سرفراز صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ روئے زمین کا علم کوئی کمال نہیں۔ کیا زمین کے اندر ایسی اشیاء موجود نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفت علم وقدرت کی روشن دلیل ہیں۔ کیونکہ جبکہ زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود پر اور اس کی کاریگری پر اور بے پناہ حکمت پر دلالت کرتی ہے تو کیا نبی پاک کو اللہ تعالیٰ کے وجود کے دلائل کا علم نہیں ہے؟ حالانکہ جس چیز کے بارے میں جتنا دلائل کا علم زیادہ ہوا اتنا اس چیز کے بارے میں زیادہ یقین حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کو ایک مسئلہ کے بارے میں دس دلیلیں آتی ہوں اس کا اس مسئلہ کے بارے میں یقین زیادہ قوی ہوگا اور اگر اس کو کسی مسئلے کے بارے میں سو یا ہزار دلیل کا علم ہو تو اس کا یقین مزید پختہ ہوگا اور اس کو زیادہ بصیرت حاصل ہوگی تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے بارے میں سرکار کو دلائل کا جتنا زیادہ علم ہوگا اتنا ہی آپ کو اللہ

تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں زیادہ یقین حاصل ہوگا۔

کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ:

سنریھم ایتنا فی الافاق و فی انفسھم.

ترجمہ: ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے دنیا میں یعنی تمام روئے زمین میں اور ان کے نفوس میں بھی۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ انسان کی ذات کے اندر بھی اور روئے زمین کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر دلالت کرنے والی اشیاء موجود ہیں۔

ارشاد باری ہے:

ھو الذی جعل لکم الارض فراشاً.

ترجمہ: وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم نجعل الارض مھادًا والجبال اوتادًا.

ترجمہ: کہ ہم نے زمین کو بچھونا کیا اور پہاڑوں کو میخیں۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

فالق الحب والنوی"

ترجمہ: دانے اور گٹھلی کا چیرنے والا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

ان فی خلق السموٰت و الارض و اختلاف الیل و النھار لایات لاولی الالباب. الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم وتیفکرون

فی خلق السموٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا.

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات دن کی باہم تبدیلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

تو جب زمین وآسمان کی پیدائش میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور سب سے بڑی عقل والی ذات اور ہستی نبی پاک ﷺ کی ہے پھر زمین وآسمان کا علم نبی پاک کے لئے کمالات علمی میں سے کیوں نہ شمار ہوگا۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے:

وفی کل شیئ لہ ایۃ　　تدل علی انہ واحد

ہر ایک شے میں ایک علامت ہے جو اس کے واحد اور یکتا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اگر مولوی سرفراز کو گلستان یاد ہوتی پھر بھی وہ کہنے کی جرأت نہ کرتا کہ نبی پاک ﷺ کے لئے محیط زمین کا علم کمال نہیں بس آپ ﷺ کے لئے علوم شرعیہ کا جاننا ہی کمال ہے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

برگ درختان سبز درنظر ہوشیار
ہر ورق دفتر ایست از معرفت کردگار

عقل مند کی نظروں میں سبز درختوں کے پتوں میں سے ہر پتہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دفتر ہے۔

سرکار ﷺ کی وسعت علمی کا ثبوت اقوال علماء کی روشنی میں

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں علامہ علی قاری نے اس شرح میں فرمایا:

وکذٰلک و اخباره من الغیوب وانباء ه بمایکون ای فی الاخرین (وکان) ای بما کان فی الاوّلین او بما یکون فی الغیوب وبما کان من العدم

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا غیبوں کی خبر دینا اور ما یکون یعنی پہلوں میں جو کچھ ہوا یا جو کچھ غیبوں میں آئندہ ہوگا اور جو کچھ معدوم ہو چکا ان سب کو بتایا۔

اسی طرح ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

واطلعه علیه من علم مایکون فی عالم الشھادة وما کان فی عالم الغیب من السعادة والشقاوة وعجائب قدرته وعظیم ملکوته ای من ظهور قوته ووضوح سلطنة. (جلد 2 صفحہ 7 شرح شفا للقاری)

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو اطلاع دی ہے کائنات میں تمام ہونے والی چیزوں کے بارے میں اور عالم غیب میں جو بھی کسی کی سعادت ہے یا شقاوت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو اطلاع دی ہے۔ اپنی تمام بادشاہی پر اور اپنی قدرت کے عجائب پر۔

اسی طرح علامہ ملا علی قاری نے رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرمایا ہے:

ما اطلعه الله علیه مما تقدم فی ماکان من احوال الامم الخالیة و کتبھم و شرائعھم وما اطلعه الله علیه من المغیبات التی ستاتی.

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو پہلی تمام امتوں کے احوال بتا دیئے، اور پہلی شریعتوں کے احوال بھی بتا دیئے اور مستقبل میں پیش آنے والے تمام غیبی واقعات کی اطلاع

بھی دے دی۔ (اسی مضمون کی عبارت نسیم ریاض صفحہ 7 پر بھی ہے)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ اگر ایک آدمی گھر میں جائے اور گھر میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو کہے: **السلام علیک یا رسول اللہ.**

لان روح النبی ﷺ حاضرة فی بیوت اھل الاسلام. (464:3)

کیونکہ نبی پاک ﷺ کی روح پاک ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیو بند ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں اس عبارت میں لفظ ''لا'' غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ مولوی سرفراز صاحب نے جو نکتہ بیان کیا ہے۔ اس کی رو سے تو ہر مثبت کو منفی بنایا جا سکتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی حوالہ اہلسنت کے خلاف ہوگا وہ بھی کہہ دیں گے کہ یہاں لفظ 'لا' چھوٹ گیا ہے

دوسری گزارش یہ ہے کہ رشید احمد گنگوہی امداد السلوک میں اور حسین احمد مدنی شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں کہ ''مرید کو یقین کرنا چاہیے کہ پیر کی روح مرید کے ساتھ ہے۔ مرید جس جگہ بھی ہو نزدیک ہو یا دور ہو اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے۔ لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔ اگر مشکل پیش آئے تو پیر کی روح کو زبان حال سے یاد کرے۔ یعنی پیر کی روح کو دل میں حاضر جان کر سوال کرے تو پیر کی روح اس کی مشکل کو حل کر دے گی۔ اب حضرت سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں اگر نبی پاک علیہ السلام کی روح پاک مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہونے کی بات ہو آپ یہ کہتے ہیں کہ یہاں لفظ ''لا'' رہ گیا ہے اور آپ کے قطب عالم گنگوہی صاحب فرما رہے ہیں۔ کہ پیر کی روح مرید کے ساتھ ہے۔ یہ منطق ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ پیر کی روح مرید کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کی روح اپنے امتیوں کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ ملا علی قاری وجہ اس بات کی بیان کر رہے ہیں۔ کہ گھر میں آنے والا سلام کیوں دے؟ حالانکہ گھر میں کوئی آدمی تو ہے نہیں اس لئے سلام دے کہ سرکار علیہ السلام کی روح انور ہر مسلمان کے گھر موجود ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں لفظ ''لا'' رہ گیا ہے تو پھر یہ سلام دینے کی علت کیسے بنے گی۔ تو معنی یہ بن جائے گا کہ گھر میں آنے والا سلام دے نہ اس وجہ سے کہ نبی پاک ﷺ کی روح مقدسہ موجود ہے۔ اگر یہ عبارت ہوتی تو لفظ ''بل'' کے ساتھ ایک اور عبارت ہونی چاہیے تھی۔

علامہ خفاجی کا ارشاد:

علامہ خفاجی ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام پر تمام مخلوقات آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک پیش کی گئی تو سرکار علیہ السلام نے سب کو پہچان لیا۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

یہ عبارت علامہ خفاجی نے علامہ عراقی کی شرح مہذب سے نقل فرماتی ہے۔

نوٹ: ہم نے اختصار کی خاطر عربی عبارت کا صرف ترجمہ پیش کیا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی افضل القری میں فرماتے ہیں:

لانّ اللّٰہ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین وما کان ویکون.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام کائنات کا علم عطا فرمایا اور ما کان ومایکون کا علم سکھایا۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو ما کان و مایکون کا علم سکھایا۔ یہی عبارت تفسیر خازن، تفسیر جمل، تفسیر صاوی اور معالم التنزیل کے اندر موجود

ہے۔ اور اسی طرح یہ عبارت تفسیر نیشاپوری، قرطبی، فتح البیان، تفسیر البحر المحیط، تفسیر مظہری اور تفسیر حسینی کے اندر بھی موجود ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔ زیر آیت

علم الانسان ما لم یعلم .

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد نبی پاک علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے قصیدہ بردہ شریف کا شعر لکھا ہے۔

فإنّ مِن جودک الدُّنیا و ضرّتھا

و من علوک علم اللوح والقلم

تفسیر مظہری کی ان عبارات سے حضرت قاضی صاحب کی اس عبارت کا جواب ہو جائے گا جو انہوں نے پہلی جلد میں لکھی ہے کہ نبی کریم تمام بولیاں نہیں جانتے ہیں کیونکہ بقول قاضی صاحب کہ جب نبی کریم ما کان وما یکون کو جانتے ہیں اور لوح وقلم کا علم نبی کریم ﷺ کے علم کا ایک حصہ ہے تو کیا تمام بولیاں ما کان وما یکون اور لوح محفوظ سے خارج ہیں؟

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا ارشاد:

ہم اختصار کی خاطر اردو ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جو بہ نسبت تمام مخلوقات کے غائب ہے وہ غیب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور اللہ تعالیٰ کے ہر روز کے احکام تکوینی اور ہر شریعت کے احکام شرعی اور جیسے ذات و صفات کے حقائق تفصیلیہ یہ قسم خدا کا غیب خاص کہلاتی ہے۔

فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول.

یعنی سوا اپنے رسولوں کے اللہ تعالیٰ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔

(تفسیر عزیزی پارہ 29 صفحہ 173)

تو حضرت شاہ صاحب کی اس عبارت میں اس امر پر واضح دلالت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے خاص غیوب سے مطلع فرماتا ہے اور کائنات میں پیش آنے والے واقعات کا علم دیتا ہے۔ وہابیوں کو نہ تو یہ آیات نظر آتی ہیں اور نہ ہی تفسیری عبارات اور شیطان کے لئے نصوص قطعیہ نظر آجاتی ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب اتمام البرہان میں فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تمام دیوبندی ملت کے لئے باپ کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ان کا فیصلہ ہمارے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو اب سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اپنی اس عبارت کی لاج رکھتے ہوئے شاہ صاحب کی مذکورہ عبارت مان لیں تا کہ ان کے قول اور عمل میں مطابقت ہو جائے۔

دیوبندیوں کا حضور ﷺ کو اپنا شاگرد قرار دینا

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ایک صالح کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس کو حضور کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ کو اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا آپ تو عربی ہیں آپ کو یہ زبان کہاں سے آئی تو سرکار نے فرمایا جب سے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہم کو یہ زبان آگئی ہے۔

اس عبارت پر اعتراض یہ تھا کہ دیوبندی علماء نبی پاک کو اپنا شاگرد سمجھتے ہیں تو مولوی سرفراز صاحب نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مدرسہ دیوبند جب سے قائم ہوا تو اردو زبان میں احادیث مبارکہ پھیل گئیں۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ مدرسہ دیوبند کے قائم ہونے سے پہلے بھی اردو زبان میں احادیث کے ترجمے شائع ہو چکے تھے مثلاً مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ، مشارق الانوار، حصن حصین، واقدی، شمائل، ترمذی وغیرہ کتب کے تراجم اور اسی طرح سرکار ﷺ کے معجزات کے بارے میں مولانا

عنایت احمد صاحب کاکوروی کی کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ اصل میں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارت کی یہ تاویل منظور احمد نعمانی نے سیف یمانی میں کی تھی اور مولانا محمد اجمل شاہ صاحب نے ردسیف یمانی میں اس تاویل کا یہی جواب دیا ہے جو ہم نے ابھی نقل کیا ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ مولوی سرفراز نے کہا کہ سرکار علیہ السلام تمام زبانیں نہیں جانتے تھے۔ حالانکہ تفسیر البحر المحیط، معالم التنزیل، قرطبی، خازن، روح المعانی، صاوی، نیشا پوری، عنایۃ القاضی، احکام القرآن للجصاص، روح البیان، کبیر ان سب کتب تفاسیر میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام بولیاں سکھلا دی تھیں۔ جب آدم علیہ السلام کو تمام بولیوں کا علم حاصل ہے تو بموجب حدیث پاک **علمت علم الاولین والا خرین۔**

نبی پاک ﷺ کو تمام بولیوں کا علم بطریق اولیٰ حاصل ہوگا۔

نوٹ: اس عبارت پر مفصل بحث کا مطالعہ کرنے کے لئے اسی کتاب کے پہلے حصے کا مطالعہ فرمائیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا نبی پاک ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں جیسا قرار دینا

اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ بعض علوم غیبیہ میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بکر، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔ اور اگر زید یہ کہے کہ میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔

اب ناظرین و قارئین حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تو علم غیب کو انبیاء کی

خصوصیات قرار دے اور ارشاد فرمائے:

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول.

نیز

وماکان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء.

اللہ تعالیٰ تو اس قسم کے ارشادات فرمائے اور تھانوی یہ کہے کہ جس امر میں انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کیسے ہوسکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ دونوں آیتیں پیش کی تھیں اور بتلایا تھا کہ علم غیب انبیاء کی خصوصیت ہے لیکن مولوی سرفراز صاحب نے ان آیات کا جواب دینے کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ تو اگر انہوں نے عبارات اکابر لکھ کر اپنے اکابر کی صفائی پیش کرنی تھی تو پھر اعلیٰ حضرت کے تمام دلائل کا جواب بھی تو دینا تھا۔ نیز تھانوی یہ بھی کہتا ہے کہ جب علم غیب ہر ایک کو حاصل ہے تو پھر نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کیا جائے اللہ تعالیٰ تو ان مذکورہ بالا آیات میں نبی اور غیر نبی کا فرق بیان کررہا ہے لیکن تھانوی اور مولوی سرفراز وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی طرف غور ہی نہیں کرتے۔

لطیفہ: مولوی سرفراز حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل میں عجیب خبط میں مبتلا ہوا ہے۔ پہلے کہا تھا کہ اعلیٰ حضرت نے لفظ ''ایسا'' کو تشبیہ یا اتنا کے معنی میں لے کر خواہ مخواہ تھانوی کی تکفیر کی۔ دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ ''ایسا'' تشبیہ کے معنے میں ہو یا ''اتنا'' کے معنی میں، تھانوی نے کوئی توہین نہیں کی۔ اگر ایسا تشبیہ والے معنی میں ہو یا اتنا کے معنی میں ہو تو توہین نہیں بنتی تو پھر اعلیٰ حضرت پر کیوں برہم ہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ ان دونوں معنوں میں لے کر تکفیر کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا دماغ چل گیا ہے۔ اگر صحیح مطلب کرنے سے قاصر ہیں تو کیوں اپنے آپ کو ہلکان کرتا ہے توبہ کرکے سنی ہوجائے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنا کلمہ پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی کرنا

مولوی اشرف علی نے اپنے رسالہ ''الامداد'' میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے صبح سے لے کر شام تک کلمہ اس طرح پڑھا ''لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ'' اور پھر خط لکھ کر تھانوی کو ساری صورت حال بتلائی کہ میں صحیح کلمہ شریف پڑھنا چاہتا تھا لیکن بجائے نبی پاک ﷺ کے نام مبارک کے تیرا نام منہ سے نکل جاتا تھا۔ تو جواب میں تھانوی نے لکھا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جدھر تو متوجہ ہے وہ بعونہ تعالیٰ عین متبع سنت ہے۔

اس عبارت پر ہم سیر حاصل بحث اسی کتاب کے پہلے حصے میں کرچکے ہیں مزید چند امور قابل غور ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ فتح القدیر اور کشف الاسرار کے اندر لکھا ہوا ہے کہ انسان مرتد تب بنتا ہے جب اس کا عقیدہ تبدیل ہوجائے۔ تو مولوی سرفراز کہتا ہے کہ جو آدمی مولوی اشرف علی تھانوی کا کلمہ پڑھ رہا تھا اس کے دل میں تو یہی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں لہٰذا وہ مرتد نہیں ہوگا۔ کیونکہ مرتد تو تب ہوتا جب اس کا عقیدہ غلط ہوتا۔

تو اس کے جواب میں گزارش ہم پہلے کرچکے ہیں کہ فتح القدیر اور کشف الاسرار میں جو عبارتیں ہیں وہ نشے والے آدمی کے بارے میں ہیں اور ہم نے فتح القدیر کی پوری عبارت بھی نقل کی تھی۔ لیکن ہم اس امر کی مزید وضاحت کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے کوئی کہے کہ فتح القدیر والوں نے نشے کی حالت میں کلمہ کفر بکنے والے کو کافر نہ ہونے کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ اس کا عقیدہ وہ نہیں ہے جو اس کی زبان پر ہے۔ لہٰذا اس عبارت سے ہر آدمی کے لئے گنجائش نکل آئے گی جس کا عقیدہ ٹھیک ہو اور زبان سے کلمہ کفر کہے۔ کیونکہ عدم کفر کی علت عقیدے کا درست ہونا ہے۔ لہٰذا تھانوی صاحب کا مرید کافر نہ ہوگا کیونکہ

اس کے دل میں یہی تھا کہ کلمہ شریف ٹھیک پڑھوں۔

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ایک ہے باقی کلمات کفر کا حکم اور ایک ہے سرکار کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم۔ تو جو آدمی سرکار کی شان میں گستاخی کرے گا وہ چاہے نشے میں ہو یا اس کی زبان اس کے قابو میں نہ ہو پھر بھی اس کو کافر سمجھا جائے گا۔ رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں لکھتے ہیں کہ "اگر کسی آدمی نے سرکار کی گستاخی کا ارادہ نہ بھی کیا ہو بلکہ اس کی جہالت کی وجہ سے گستاخی سرزد ہوگئی ہو یا قلق یا نشے نے اس کو مجبور کیا ہو یا زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے اس نے گستاخی کی ہو ہر صورت میں اس کا حکم یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے بغیر کسی تاخیر کے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد 3 صفحہ 31)

اس سے ثابت ہوگیا کہ سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی باقی کلمات کفر کی طرح نہیں ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں کہتے ہیں کہ گستاخی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی سرکار ﷺ سے اس چیز کی نفی کرے جس کا ثبوت آپ کے لئے ضروری ہے۔ اور نبی پاک ﷺ کے لئے رسالت کا ثبوت ضروری ہے اور تھانوی کا مرید اس وصف کی سرکار ﷺ سے نفی کر کے تھانوی کے لئے ثابت کر رہا ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کلمہ شریف کے دو جز ہیں پہلے جز کا تلفظ کرتے وقت اس کی زبان قابو میں رہتی ہے اس وقت اس کی زبان سے نہیں نکلتا لا الہ الا اشرف علی، دوسرے جز کا تلفظ کرتے وقت اس کی زبان بے قابو ہو جاتی ہے

نیز سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں اگر دل میں عقیدہ ٹھیک ہو تو پھر زبان سے کلمہ کفر بولنے سے ارتداد متحقق نہیں ہوتا تو اس طرح تو لوگوں کو پھر کھلی چھٹی مل جائے گی کہ جو چاہیں خرافات بکتے پھریں۔ مثلاً ایک آدمی کسی کو گالیاں دیتا ہے تو اس کا عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ یہ ویسا

ہی ہے جیسا میں اس کو کہہ رہا ہوں پھر بھی اس کو گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ کیا سرکار ﷺ کی شان میں توہین کے لئے دل کے عقیدے کا اعتبار ہے باقی لوگوں کے لئے نہیں ہے؟

لہذا فتح القدیر کی جو عبارت سرفراز صاحب نے نقل کی ہے وہ صرف نشے والے کے لئے ہے کیونکہ اسی فتح القدیر میں ہے،

من هزل بكلمة الكفر ارتد وان لم يعتقده.

جس نے بطور مذاق بھی کلمہ کفر بولا مرتد ہوگیا اگرچہ اس کا عقیدہ نہ بھی ہو۔

اگر فتح القدیر کی پہلی عبارت کا یہ مطلب لیا جائے کہ مطلقاً زبان سے کلمہ کفر بولنے سے جب تک عقیدہ نہ ہو بندہ کافر نہیں ہوتا تو پھر دونوں عبارتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا۔ اور گنگوہی نے فتاوی شامی سے نقل کیا ہے ہم اختصار کی خاطر صرف ترجمہ پیش کریں گے

جس نے کلمہ کفر زبان سے نکالا بطور مذاق یا بطریق لہو سب کے نزدیک کافر ہوگیا اور اس کے عقیدے کا کچھ اعتبار نہیں جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں تصریح ہے۔

(شامی جلد 3 صفحہ 293) (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ 2)

اسی طرح گنگوہی نے فتاوی قاضی خان سے ایک عبارت نقل کی ہے جس نے بحالت اختیار کلمہ کفر کہا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا کافر ہو جائے گا۔ اور اللہ کے نزدیک مومن نہ ہوگا۔ (قاضی خان جلد 3 صفحہ 597)

اور گنگوہی کا یہ ارشاد ہم کئی مرتبہ نقل کر چکے ہیں کہ سن لو حق وہی ہے۔ جو میری زبان سے نکلتا ہے اور میں کچھ نہیں ہوں مگر نجات وفلاح موقوف ہے میرے اتباع پر (تذکرۃ الرشید)

اور مولوی سرفراز نے تفریح الخواطر میں لکھا ہے کہ جو آدمی کسی کا حوالہ پیش کرے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہ کرے وہی مصنف کا عقیدہ ہوتا ہے۔ صفحہ 29۔

اب کوئی وہابی یہ نہیں کہہ سکتا ہمارے گنگوہی کا عقیدہ تو نہیں ہے۔

انور کشمیری دیوبندی اکفار الملحدین کے صفحہ 59 پر فرماتے ہیں:

والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفرها زلاً او لا عباً کفر عندالکل ولا اعتبار باعتقاده کماصرّح به فی الخانیه و ردالمحتار.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو آدمی بطور مذاق کلمہ کفر بولے یا بطور کھیل کود کے وہ سب فقہاء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ اور اس کے عقیدے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں تصریح موجود ہے۔

انور شاہ کشمیری کی نقل کردہ اس عبارت سے ثابت ہوا۔ کہ وہابی حضرات جو فقہا کی عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ کہ جب تک عقیدہ کفر یہ نہ ہو زبان سے کلمہ کفر بولنے سے کافر نہیں ہوتا۔ یہ اس صورت میں ہے جب وہ مجبور ہو۔ یا کبھی غلطی سے غیر ارادی طور پر کلمہ کفر اس کی زبان سے صادر ہو جائے۔ لیکن جو آدمی یہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔ ''لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ'' وہ نہ تو مجبور ہے کہ کسی نے اس کو قتل کی دھمکی دی کہ اگر وہ یہ کلمہ نہ پڑھے گا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ نہ وہ نشے میں ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر ارادی طور پر اس کے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا ہے۔ کیونکہ غیر ارادی لغزش تو ایک دو مرتبہ ہوتی ہے۔ اور اشرف علی تھانوی کا مرید تو صبح سے شام تک رٹ لگائے ہوئے ہے کہ 'لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ' اگر اس کی زبان قابو میں نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے بتیس دانت کس لئے پیدا کئے ہیں۔ زبان کو روکتا۔ اسی کتاب کے صفحہ 60 پر انور کشمیری، عالمگیری اور جامع الفصولین سے نقل کرتے ہیں۔

رجل کفر بلسانه طائعا و قلبه علی الایمان یکون کافرا ولا یکون عند الله مومنا.

ایک آدمی اگر زبان سے کلمہ کفر بکا وہ مجبور بھی نہیں تھا۔ نہ وہ نشے میں تھا۔ اگر چہ اس کے دل میں تصدیق ہو۔ پھر بھی کافر ہو جائے گا۔ اور اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہوگا۔

مولوی سرفراز صاحب اپنی کتابوں میں اکفار الملحدین کے کافی حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ امید ہے حضرت کی خدمت میں ہم جو حوالہ جات پیش کر رہے ہیں آپ کرم فرمائیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ اور اپنے امام العصر کی بات کی لاج رکھیں گے۔ اور اپنی اس بات سے باز آجائیں گے۔ کہ جب تک دل میں تکذیب نہ ہو تو زبانی کلمہ کفر بولنے سے بندہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ مولوی سرفراز کے اس قول سے یہ بھی لازم آتا ہے اگر ایک آدمی قرآن مجید کو (نعوذ باللہ) نجاست میں پھینک دے یا بت کو سجدہ کر دے۔ اور دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق رکھے تو وہ کافر نہ ہو۔ حالانکہ پوری امت کا اجماع ہے کہ ایسے افعال کرنے والا پکا کافر ہے۔

انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے صفحہ 69 پر لکھتے ہیں:

ولو تلفظ بکلمة الکفر طائعاً غیر معتقد له یکفر.

اگر کوئی آدمی حالت مجبوری کے علاوہ کلمہ کفر بولے اس کا عقیدہ نہ ہو۔ پھر بھی کافر ہو جائے گا۔

مزید اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

اذا تکلم بکلمة الکفر عالما بمبناها ولا یعتقد معناها لکن صدرت عنه من غیر اکراه بل مع طواعیة فی تاذ یته فانه یحکم علیه بالکفر.

جب ایک آدمی کلمہ کفر بولے اور وہ کلمہ کفر کے الفاظ سے واقف ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں لیکن اس کے معنی کا عقیدہ نہ بھی رکھتا ہو لیکن وہ کلمہ کفر اس سے اس حال میں

صادر نہ ہوا ہو کہ کسی نے اس کو مجبور کیا ہو بلکہ اپنی رضامندی سے ادا کر رہا ہو۔ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ جو آدمی کلمہ کفر بولے اگر چہ اس کا عقیدہ اس کے مطابق نہ بھی ہو اور وہ کلمہ بولنے والا نہ مجبور ہو کہ کسی نے اس کو قتل کی دھمکی دی ہو۔ اور نہ وہ نشے میں ہو تو اس کلمہ کو بولنے کی وجہ سے تمام فقہا کے نزدیک کافر ہو جائیگا۔ اب تھانوی صاحب کا مرید جو یہ کلمہ بول رہا ہے وہ اگر چہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہی ہے کہ میں صحیح کلمہ شریف پڑھوں لیکن میرے منہ سے بجائے محمد رسول اللہ کے اشرف علی کا نام نکل جاتا ہے۔ تو ان فقہا کی تصریحات کے مطابق تھانوی صاحب کا مذکورہ مرید کافر ہے۔ اور چونکہ تھانوی صاحب نے کلمہ کفر سے بجائے توبہ کرانے کے یہ کہہ دیا کہ جدھر تو متوجہ ہے وہ متبع سنت ہے۔ ہم نے تو آج تک کسی کتاب میں نہیں پڑھا کہ جو متبع سنت ہو اس کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ چاہے وہ متبع سنت ہو یا نہ ہو۔ تو جب دلائل قاہرہ سے ثابت ہو گیا کہ مذکورہ الفاظ کفر یہ ہیں اور غیر اسلامی ہیں۔ تو تھانوی صاحب نے ان الفاظ پر رضامندی ظاہر کی اور حضرت سرفراز صاحب 60 سال سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہو چکے ہیں تو انہیں اس بات کا یقینی علم ہو گا کہ کلمہ کفر پر راضی ہونا اور اپنی رسالت کا کلمہ پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی کرنا یہ یقیناً کفر ہے۔ سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ میں ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کر چکا ہوں تو شاید یہ حوالہ جات جو ہم نے پیش کئے ہیں یہ حضرت کی نظر سے نہیں گزرے یا پھر بھول گئے کیونکہ مشہور مقولہ ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔

دیو بندی حضرات اشرف علی رسول اللہ والے کلمہ کی دو تاویلیں کرتے ہیں۔ پہلی

تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ خواب کا واقعہ تھا۔ حالانکہ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں ہمیں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ کسی نے خواب کے اندر اس طرح اپنے پیر ومرشد کو رسول اللہ قرار دیا ہو۔ اگر مولوی سرفراز کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو پیش فرمائیں کیونکہ حضرات ہزاروں کتابوں کا مطالعہ فرما چکے ہیں۔

دوسری تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ مجبور تھا زبان قابو میں نہیں تھی۔ تو پھر گزارش یہ ہے کہ کلمہ شریف کے دو جز ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو پہلے جز کا تلفظ کرتے ہوئے اس کی زبان قابو میں رہتی ہے اور کسی قسم کی غلطی اس سے صادر نہیں ہوتی لیکن دوسرے جز کا تلفظ کرتے ہوئے اس کی زبان بھی بے قابو ہو جاتی ہے اور اس کا زبان پر قبضہ اور کنٹرول بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ابلیسی منطق ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

بالفرض اگر مجبور بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے بتیس دانت کس لئے عطا فرمائے ہیں زبان کو روک لیتا۔ ہمارا اعتراض تو تھانوی صاحب کے جواب پر ہے وہ تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جدھر تو متوجہ ہے وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ اس طرح تو قادیانی بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی کو اتباع سنت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہے لہذا اس کو بھی رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ تو پھر دیو بندی حضرات لاٹھی لے کر ان کے پیچھے کیوں لگے رہتے ہیں۔ نیز گزارش یہ ہے کہ تھانوی صاحب کا مرید یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں محبت کی وجہ سے مجبور اور لاچار ہوں تو ایسی محبت تو ہر بت پرست کو اپنے جھوٹے معبود سے ہوتی ہے۔ تو کیا محبت کیوجہ سے بت کو معبود ماننا جائز ہو گا۔ شرک نہیں ہو گا۔

لہذا ثابت ہوا یہ خواہ مخواہ کی سخن سازی ہے حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ویسے تو دیو بندی حضرات کہتے رہتے ہیں جو حضور علیہ السلام کے بعد کسی اور کو نبی مانے وہ کافر

ہے۔ تو کیا محبت کی وجہ سے تھانوی کو رسول اللہ کہنا جائز ہے؟ کیونکہ جو بھی آدمی نبی پاک ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانتا ہے۔ وہ محبت کی وجہ سے مانتا ہے بغض کی وجہ سے تو نہیں مانتا۔ نیز جب حدیث پاک میں آ گیا۔

ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوتہ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مماسواء ھما۔ (بخاری، مسلم)

تو اگر اس کے دل میں ایمان کی مٹھاس اور ملاوٹ ہوتی تو یہ خبیث کلمہ اشرف علی رسول اللہ کبھی زبان پر نہ لاتا۔ بعض دیوبندی حضرات لوگوں کو دکھاوے کے لئے کہتے رہتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور علیہ السلام ہوں ان سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگرچہ نیت تحقیر کی نہ بھی ہو۔ اگر دیوبندی حضرات واقعی یہی عقیدہ رکھتے ہیں تو اشرف علی رسول اللہ کہنا تو صراحتاً نبی پاک کی توہین ہے محض ایہام تو نہیں ہے۔ تو پھر اس کے قائل کو کافر کیوں نہیں کہا جاتا؟ اور اس کلمہ کفر پر رضامندی ظاہر کرنے والے کو حکیم الامت کیوں کہا جاتا ہے؟ تو ان پر یہ مثال سچی ثابت ہوتی ہے ''ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور'' اہل سنت کا دیوبندی مسلک سے بنیادی تنازع یہی ہے کہ دیوبندی جس چیز کو کفر قرار دیتے ہیں جب اپنے اکابر اس کے زد میں آنے لگیں تو پھر بجائے شرعی تاویل لانے کے تاویلات فاسدہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔[1]

[1] مولوی سرفراز صاحب نے ارشاد الشیعہ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیعوں کے کفر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ قرآن مجید میں تحریف لفظی کے قائل ہیں۔ صفحہ 30۔ لیکن ان کے امام العصر انور شاہ کشمیری، فیض الباری جلد 3 صفحہ 395 پر فرماتے ہیں ''والذی تحقق عندی ان التحریف فی القرآن لفظی ایضاً'' اگر مولوی سرفراز میں واقعی دیانت اور انصاف ہے تو انور شاہ کشمیری پر بھی یہی حکم شرعی لگا کر دکھائیں ورنہ تکفیر شیعہ سے توبہ کریں؟

وہابیہ کی ملائکہ کرام کی شان میں گستاخی

مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تو اس عبارت کے عموم کے اندر تمام فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی مخلوق میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

من کان عدوا للہ و ملئکتہ رسلہ و جبریل و میکلٰ فان اللہ عدو للکفرین۔

ترجمہ: جو دشمن ہو اللہ کا اور فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کا بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافروں کا۔

اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ فرشتوں کی توہین بھی کفر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جو فرشتوں اور نبیوں کا دشمن ہے وہ کافر ہے تو جہاں حکم کفر کی علت جو ہے وہ فرشتوں سے عداوت رکھتا ہے۔ اور اس طرح کہنا کہ ہر مخلوق ذلیل ہے تو اس میں جبرائیل علیہ السلام بھی شامل ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین

اللہ تعالیٰ جبرائیل کی یہ شان بیان فرمائے اور مولوی اسماعیل ان کو ذلیل قرار دے۔ تو اس سے بڑی بے دینی اور زندیقی اور بڑا کفر کون سا ہو سکتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرشتوں کی شان میں فرماتا ہے:

عباد مکرمون کہ فرشتے عزت والے بندے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو عزت والا قرار دے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہوئے ان کو ذلیل قرار دے۔ تو پھر ثابت ہو گا کہ

مولوی اسماعیل کا اس آیت پر ایمان نہیں ہے۔

اور قرآن مجید کا فیصلہ ہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکافرون.

اب ہم انبیاء کرام کی عزت وتکریم کے بارے میں انور شاہ کشمیری کی چند عبارات پیش کرتے ہیں تاکہ دیوبندیوں پر حجت ہو۔ ہم اس کی وہ عبارت بھی پیش کریں گے جس میں اس نے تصریح کی ہے کہ گستاخانہ عبارات میں نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ انور شاہ کشمیری اپنی مشہور کتاب اکفار الملحدین میں لکھتے ہیں۔

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی کافر ومن شک فی کفرہ و عذابہ فھو کافر. (صفحہ 64)

اس بات پر پوری امت کے علماء کا اجماع ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 78 پر فرماتے ہیں:

والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر ویکفر المتاوّل فیھا.

اور ظاہر بات ہے کہ نبی پاک ﷺ کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریات دین میں سے جس طرح مرتضیٰ حسن در بھنگی نے اشد العذاب میں لکھا ہے اسی طرح لکھتے ہیں:

التاویل الفاسد کالکفر. (صفحہ 78)

تاویل فاسد کفر کی طرح ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 90 پر لکھتے ہیں۔

ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل.

صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں ہے۔

اسی طرح صفحہ 108 پر لکھتے ہیں:

وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء و ان لم یقصد السب کفر.

تحقیق علماء نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ انبیاء کہ کی شان میں جرأت سے کام لینا اگرچہ نیت گالی کی نہ بھی ہو کفر ہے۔

نوٹ: انور شاہ کشمیری کا مقصد یہ ہے کہ اگر انبیاء کی شان میں گستاخی صراحتاً نہ بھی کی جائے بلکہ اشارۃً بھی گستاخی ہو پھر بھی بندہ کافر ہو جاتا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 91 پر لکھتے ہیں:

اذا المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود و النیات ولا نظر لقرائن حالہ.

کسی پر کفر کے حکم کا دارومدار اس کے ظاہری عبارت پر ہوگا یعنی عبارت کے ظاہر متبادر مفہوم کو دیکھا جائے گا نہ نیت پر دورومدار ہے نہ ارادے پر نہ اور قرائن پر۔

نوٹ: انور شاہ کشمیری کی اس عبارت سے دیوبندیوں کے اس فریب کا جواب ہو جائے گا جو وہ تحذیر الناس کی اس عبارت سے حکم کفر اٹھانے کیلئے دیا کرتے ہیں۔ عبارت تحذیر الناس کی یہ ہے کہ ''نبی پاک کا آخری نبی ہونا اور آیت کریمہ سے مراد یہ لینا کہ نبی پاک سب سے آخر میں ہیں یہ عوام کا خیال ہے اور اہل فہم پر یہ بات روشن ہے کہ آخر الزمان ہونے میں کچھ فضیلت نہیں ہے''۔

اس پر اعلیٰ حضرت کا اعتراض یہ تھا۔ کہ سرکار ﷺ نے خود آیت کریمہ خاتم النبیین کا

معنی لا نبی بعدی ارشاد فرمایا اور نانوتوی صاحب یہ معنی کرنے والوں کو اہل فہم کے مقابلے میں ذکر کررہے ہیں تو پھر لازم آیا کہ نبی کریم بھی نعوذ باللہ اہل فہم نہ ہوں۔

اس کے جواب میں دیو بندی کہتے ہیں کہ حضرت نانوتوی کا مقصد سرکار کی شان کا بیان ہے ان کا مقصد یہ تو نہیں کہ سرکار اہل فہم نہیں۔اور نہ یہ ان کی نیت ہے کہ وہ سرکار کو اہل فہم سے خارج سمجھتے ہوں بلکہ وہ تو حضور ﷺ کے لئے تین طرح کی ختم نبوت ثابت کر رہے ہیں۔زمانی،مکانی،مرتبی۔

مگر دیو بندیوں کو یہ تاویل کرنے سے پہلے یہ عبارت پڑھ لینی چاہیے کہ انور شاہ کشمیری صاف طور پر لکھ رہا ہے کہ حکم کفر کا دارومدار لفاظ کے ظاہر پر ہوتا ہے نیت اور ارادے اور باقی قرائن حالیہ کا دارومدار نہیں ہے۔تو دیو بندی حضرات کو چاہیے کہ جب اپنے اکابر کی صفائی میں تاویلات فاسدہ میں مشغول ہوں تو اپنے امام العصر مذکورہ بالا عبارت کو ذہن میں رکھا کریں۔اکفار الملحدین کے صفحہ نمبر 104 پر لکھتے ہیں۔

سب الرسل والطعن فیهم ینبوع انواع الکفر وجماع الضلالات.

انبیاء کرام کو گالی دینا یا ان میں طعن کرنا یہ کفر کی تمام اقسام کا سرچشمہ ہے اور تمام گمراہوں کا مرکز ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 105 پر لکھتے ہیں کہ

التعریض بسب اللہ و سب رسول اللہ ردة و هو موجب للقتل کالتصریح

اللہ اور اس کے رسول کی شان میں اشارۃً گستاخی کرنا بھی ارتداد ہے اور وہ قتل کا موجب ہے جس طرح صراحتاً گستاخی کرنے والا قتل کا مستحق ہے اسی طرح اشارۃً گستاخی کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

نوٹ: دیو بندی حضرات کی عبارات تو صراحتاً گستاخی پر مشتمل ہیں اور انور شاہ کہتا ہے کہ جو اشارۃً گستاخی کرے وہ مرتد ہے اور واجب القتل ہے تو پھر جو صراحتاً گستاخی کرنے والے ہیں وہ تو بہت بڑے مرتد اور واجب القتل ہوں گے۔

اسی طرح انور شاہ کشمیری اکفار الملحدین کے صفحہ 106 پر لکھتے ہیں:

نص الکتاب والسنة موجبان ان من قصدا النبی باذی او نقص معرضا اور مصرحا وان قل فقتله' واجب.

کتاب وسنت کی صریح اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ جو آدمی نبی پاک علیہ السلام کی صراحتاً تنقیص کرے یا اشارۃً تنقیص کرے اگرچہ تھوڑی مقدار میں تنقیص کا مرتکب ہو اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا دونوں عبارات نسیم الریاض کے اندر بھی موجود ہیں لیکن ہم نے انور شاہ کشمیری سے اس لئے نقل کی ہیں تاکہ دیو بندیوں پر حجت ہو۔کیونکہ ممکن ہے۔کہ نسیم الریاض کی ان کے ہاں کوئی وقعت نہ ہو۔کیونکہ دیو بندی حضرات کو اکابر امت سے اور اعیان اسلام سے اتنی عقیدت نہیں ہوتی جتنی اپنے مولویوں اور پیروں سے ہوتی ہے۔تو دیو بندی حضرات کو چاہیے کہ ان عبارات پر عمل کرتے ہوئے گستاخان رسول ﷺ سے براءت کا اظہار کریں اور توبہ کرکے سنی ہو جائیں۔

انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے صفحہ نمبر 53 پر لکھتے ہیں:

من قال ان النبی کان لونه اسود قتل.

جو آدمی یہ کہے کہ نبی پاک کا رنگ سیاہ تھا اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

نوٹ: جب رنگ مبارک کو سیاہ کہنے والا کافر اور واجب القتل ہے تو جو نبی

پاک ﷺ کو نعوذ باللہ چمار سے زیادہ ذلیل، چوہڑا چمار اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہے جیسا کہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کیونکر کافر نہ ہوگا؟

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 54 پر لکھتا ہے:

ایما رجل سب رسول اللہ او کذبہ اوعابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی و بانت منہ امراتہ.

جو آدمی بھی سرکار علیہ السلام کو گالی دے، یا آپ کی تکذیب کرے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ کی تنقیص کرے تو وہ کافر ہے اور اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔

یہ عبارت انور شاہ کشمیری نے امام ابو یوسف کی کتاب الخراج سے نقل کی ہے۔ اب دیکھئے اس عبارت میں انور شاہ کشمیری نے یہ بھی کہا کہ جو آدمی سرکار کو عیب لگائے وہ کافر ہے اور عیب لگانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نبی پاک ﷺ سے زیادہ عالم ہے۔

نسیم الریاض اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ فلاں آدمی نبی پاک ﷺ سے زیادہ علم رکھتا ہے وہ کافر ہے۔

اور مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ شیطان کو پوری روئے زمین کا علم قرآن سے ثابت ہے اور سرکار کے لئے اتنا علم ماننا شرک ہے تو انور شاہ کشمیری کا یہ فتویٰ مولوی خلیل احمد پر بھی منطبق ہو جائے گا۔

اسی کتاب کے صفحہ 60 پر انور شاہ کشمیری لکھتا ہے کہ جو آدمی سرکار کی تحقیر کرے وہ کافر ہے۔ تو اس سے بڑی تحقیر اور کونسی ہوگی کہ سرکار کے علم کو پاگلوں اور جانوروں جیسا قرار دیا جائے۔

انور شاہ کشمیری اسی کتاب اکفار الملحدین میں لکھتے ہیں:

من سب اللہ و ملائکتہ و رسلہ قتل بالاجماع.

جو آدمی اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور رسولوں کی شان میں گستاخی کرے اس کو اجماعا قتل کر دیا جائے گا کیونکہ وہ کافر ہے۔ صفحہ 65

انور شاہ کشمیری کی اس عبارت کے بعد قارئین کرام مولوی سرفراز صفدر صاحب کے پیر و مرشد حسین علی واں بھچروی کی عبارت کو دیکھیں وہ اپنی کتاب بلغۃ الحیران میں کہتا ہے کہ انبیاء اور فرشتوں کو طاغوت کہنا جائز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی شان میں فرماتا ہے۔

وھم بامرہ یعملون.

اسی طرح ارشاد فرمایا:

لایعصون اللہ ما امرھم و یفعلون مایؤمرون.

اسی طرح فرمایا۔

اللہ یصطفی من الملائکتہ رسلا ومن الناس.

جبرائیل کے بارے میں ارشاد باری ہے:

ایدناہ بروح القدس.

اسی طرح ارشاد فرمایا:

ارسلنا الیھا روحنا.

نیز ارشاد باری ہے:

انہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین.

اب قارئین کرام اندازہ فرمائیں جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ روح قدس قرار دے اور

اپنی مقدس ہستیوں میں سے شمار کرے تو ان کو طاغوت کہنے والا جس کا معنی '' سرکش اور شیطان'' ہوتا ہے کتنا بڑا بے ایمان ہوگا۔ اور ایسے الفاظ ملائکہ معصومین اور رسل کرام کے بارے میں بولنے والا صراحتاً ان کی شان میں سب بک رہا ہے۔ اور انور شاہ کہہ چکا ہے کہ جو انبیاء کرام یا فرشتوں کی شان میں سب بکے وہ واجب القتل ہے۔

اب مولوی سرفراز صاحب سے استفسار یہ ہے کہ جب آپ کے پیرو مرشد ہی انور شاہ کشمیری کے فتوے کی رو سے واجب القتل ہیں تو آپ پھر ان کے دامن سے وابستہ رہ کر کیا حاصل کریں گے؟ اور جو آدمی آپ کے امام العصر کے فتویٰ کی رو سے کافر ہے آپ اگر اس کو پیرو مرشد مانیں گے تو آپ کا انجام کیا ہوگا؟ اب قارئین کرام ایک طرف انور شاہ کشمیری کی عبارات کو دیکھیں اور دوسری طرف وہابیوں کی گستاخانہ عبارات پر نظر دوڑائیں جن کا ایک مختصر سا نمونہ ہم پیش کر رہے ہیں۔ اور پھر خود ہی انصاف کریں کہ انور شاہ کشمیری کی ان عبارات کی رو سے ان عبارتوں کے قائلین اور قابلین کا کیا حکم ہے؟

اسی سلسلہ میں تقویۃ الایمان کی چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

1۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ صفحہ 52
2۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ صفحہ 47
3۔ جیسا ہر قوم کا چوہدری اور قوم کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ صفحہ 72
4۔ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ صفحہ 63
5۔ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ ص16
6۔ انبیاء علیہم السلام عاجز اور بے اختیار ہیں۔ صفحہ 29

7۔ انبیاء بے خبر اور نادان ہیں۔ صفحہ 29

نوٹ: جب اس نے یہ کہا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے بے خبر اور نادان ہیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ بڑے بندوں میں انبیاء اولیاء سب داخل ہیں کیونکہ اسی کتاب میں وہ کہتا ہے کہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہیں۔

8۔ انبیاء کی خواہش کچھ نہیں چلتی صفحہ 68
9۔ انبیاء کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ صفحہ 68
10۔ انبیاء اولیاء پیرزادے اور پیرو مرشد یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ صفحہ 69
11۔ انبیاء اولیاء چوہڑے چمار ہیں۔ صفحہ 34
12۔ نبی پاک مر کر مٹی میں مل گئے۔ نعوذ باللہ صفحہ 69
13۔ انبیاء بوقت وحی بے حواس ہو جاتے ہیں۔ صفحہ 34
14۔ نبی پاک ایک بدوی سے بات سن کر بے حواس ہو گئے۔ صفحہ 64
15۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو نبی پاک جیسے کروڑوں پیدا کر دے۔ صفحہ 35
16۔ نبی کے کمالات سے جادوگر کے کمالات زیادہ اور بڑھے ہوئے ہیں۔
(منصب امامت صفحہ 35)
17۔ نماز میں نبی پاک کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ 86)
18۔ عمل میں امتی نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ 5)
19۔ شیطان اور ملک الموت کا علم نبی پاک سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ 51)

20۔ نبی پاک جیسا علم غیب پاگلوں اور بچوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان صفحہ 6)

نوٹ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہلواتے ہیں اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن باوجود ان گستاخانہ عبارات کی اطلاع کے اپنے ایمان کو خیر آباد کہتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیوبندی بریلوی بنیادی عقائد میں متفق ہیں اور ان میں صرف فروعی اختلافات ہیں۔ لہذا گستاخانہ عبارات والوں کی تکفیر کر کے اپنی عمر ضائع نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی قیمتی زندگی کو کسی اعلیٰ کام میں صرف کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی، پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا امجد علی صاحب صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت، حضرت امام اہل سنت محدث ملتانی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، حضرت محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد صاحب، امام المناطقہ استاذ العرب والعجم استاذ الکل حضرت مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی اور حضرت علامہ امام المناظرین شیخ الحدیث والتفسیر ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ اور دیگر اکابر علماء مثلاً حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب سعیدی، حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب رضوی، حضرت مولانا منظور احمد صاحب فیضی، فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب، اس طرح ہزاروں اکابر علماء گویا اپنی عمر کو ضائع کرنے والے ہیں۔ اگر ان حضرات کی عمریں ضائع ہو چکی ہیں تو پھر ہم بھی اپنے اکابر کے ساتھ ہیں۔ (۱)

---

(۱) نوٹ: علماء حرمین طیبین کا فتویٰ بھی دیوبندیوں کے بارے میں حسام الحرمین کے نام سے مشہور ہے کیا ان حضرات نے بھی اپنی عمر ضائع کر دی۔

نیز جو حضرات ایسی باتیں کرتے ہیں اور گستاخانہ عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود مداہنت سے کام لیتے ہیں اور اپنے دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ان سے استفسار ہے کہ ایسی عبارات جن کی فہرست ہم نے پچھلے صفحات میں پیش کی ہے کیا ایسی عبارات وہ اپنے حق میں یا اپنے والد اور مرشد کے حق میں یا اپنے استاد کے حق میں برداشت کر سکتے ہیں؟ تو اگر نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر ان کو شرم اور حیا سے کام لینا چاہیے اور غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ جس ہستی پاک کی بارگاہ کے یہ آداب ہوں کہ ان کی آواز پر آواز بلند ہو جائے تو کفر لازم آجائے، جن کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ لفظ ''راعنا'' بولنے کی اجازت نہ دے۔ اور جن کی بارگاہ کی گستاخی کو اللہ اپنی گستاخی قرار دے،

کما قال اللہ تعالی. ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا.

اور جن کے بارے میں فرمایا:

لا تکونوا کالذین اذوا موسٰی.

یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا کہ ان کے اندام نہانی میں نقص ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا سے تعبیر فرمایا۔

جب ایذا کا ایسا کلمہ بولنا موجب تحقیر واہانت ہے۔ تو ایسے صریح کلمات توہین کا بولنا کتنی بڑی ایذا کا موجب ہوگا تو موذی رسول کے لئے اللہ تعالیٰ حکم لگا رہا ہے کہ ہم نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا:

واعتدنا للکافرین عذا با مھینا.

تو ان کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کیسے قابل برداشت ہو سکتا ہے؟ بلکہ

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے تو پتہ چلتا ہے کہ ایسے لوگوں کی تذلیل وتضلیل وتکفیر کرنا یہ آیت قرآنی پر عمل ہے اور نیز آیت کریمہ تعزروہ و توقروہ کی تعمیل ہے۔ اب جو اس امر کو عمر کا ضیاع قرار دے اور گستاخیاں کرنے والوں کو سنی قرار دے اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس سے نپٹے گا۔ اس آزار اور بے دین معاشرے میں اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

عوام اہل سنت سے اپیل:

ہمارے سنی کہلوانے والے اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے بارے میں کوئی تنقیص والی بات برداشت نہیں کرتے۔ حالانکہ موجودہ پیروں کی اکثریت جاہل بھی ہے اور فاسق بھی ہے۔ پھر بھی اگر ان کو جاہل یا فاسق کہا جائے تو ان کے مریدین مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ تو ایسے حضرات کو غور کرنا چاہیے کہ جب اپنے پیروں کے بارے میں جن میں واقعی بالفعل عیوب موجود ہیں وہ کوئی تنقیص والا کلمہ نہیں سن سکتے تو نبی کریم ﷺ جن کی شان اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات سے زیادہ ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام کی مجموعی طور پر جتنی عزت ہے نبی پاک ﷺ کی اس سے زیادہ ہے۔ تو آپ کی شان میں توہین آمیز کلمات بولنے والے سے بطریق اولیٰ نفرت کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب فاسق اور فاجر پیر زادوں کی ان کے دل میں اتنی تعظیم ہے حالانکہ ایسے لوگوں کی تعظیم کرنی جائز ہی نہیں ہے۔

کما قال علیہ السلام: من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام. (مشکوٰۃ شریف)

نیز بالفرض محال اگر کسی کا پیر متبع سنت اور دین دار بھی ہو پھر بھی نبی پاک کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لہٰذا ہر آدمی پر فرض ہے کہ نبی پاک ﷺ کی تعظیم اپنے باپ، اپنے

استاد اور اپنے پیر و مرشد سے بھی زیادہ کرے۔

نوٹ: بعض حضرات ایسے بھی ہیں اگر کوئی آدمی کہہ دے کہ غوث پاک کا قدم پاک تمام اولیاء کی گردن پاک پر نہیں ہے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس طرح کہنے والے کو فاسق و گمراہ اور نا جانے کیا کچھ کہہ دیتے ہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ کے بارے میں صریح گستاخانہ الفاظ بولنے والوں کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں۔ یہ کتنی عجیب منطق ہے کہ نبی پاک ﷺ کی عظمت دل میں نہیں ہے اور غوث پاک (۱) جن کو سرکار ﷺ کی غلامی کی بدولت سب کچھ ملا ان کے فرمان

قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله.

میں اگر کوئی تاویل کرے اور شرعی دلائل کے ساتھ اگر کوئی تخصیص کا قائل ہو جائے وہ موجب گردن زدنی ہو اور جو لوگ یہ کہیں کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور نیز یہ کہے کہ سب انبیاء اولیاء ناکارہ لوگ ہیں اور کہے کہ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ اور کہے انبیاء اولیاء طاغوت ہیں۔ (مولوی اشرف علی تھانوی نے طاغوت کا معنی شیطان لکھا ہے) (البوادر والنوادر)

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو لوگ تمام انبیاء کو ذلیل کہیں، نعوذ باللہ ان کو شیطان کا لقب دیں اور ان کو ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دیں، ان کے ساتھ تو بھائی چارے قائم کیے جائیں اور دوستی کی پینگیں بڑھائی جائیں اور جو آدمی تمام متقدمین و متاخرین اولیاء کرام کی گردن پر غوث پاک کے قدم پاک کو تسلیم نہ کرے اس کو کافر و جہنمی کہا جائے یہ کون سی ایمان داری ہے؟

(۱) جب اسماعیل دہلوی نے کہا کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ ذلیل ہے تو کیا اس عبارت کی زد میں غوث پاک نہیں آتے؟ تو غوث پاک کو ذلیل کہنے والا زیادہ مجرم ہے یا ان کے قدم کو تمام ولیوں کی گردن پر نہ ماننے والا زیادہ مجرم ہے؟

نوٹ: مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے علماء دیو بند کی تکفیر کے لئے جو طریقہ اختیار کیا وہ کوئی شریف آدمی اختیار نہیں کرسکتا۔" انتھی عبارتہ مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری نے لکھا ہے اور کتنا اچھا لکھا ہے کہ مولوی سرفراز صاحب کچھ زیادہ ہی پی بیٹھے ہیں کہ دنیا کا عظیم ترین انسان اور وقت کا مجدد ان کو ایک شریف انسان بھی نظر نہیں آتا۔ (کلمۃ الحق)

ذیل میں ہم دیو بندی علماء کی شرافت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں ارواح ثلاثہ میں موجود ہے کہ مولوی نانوتوی کو بچوں سے مذاق کرنے کی بڑی عادت تھی مولوی یعقوب کے صاحبزادے جلال الدین کے ساتھ بڑا مذاق کرتے تھے کبھی ٹوپی اتار لیتے اور کبھی کمر بند کھول دیتے۔ صفحہ 285۔

اب مولوی سرفراز صاحب فاضل دیو بند ارشاد فرمائیں یا ان کے برخوردار عبدالقدوس قارن کہ چھوٹے بچوں کے کمر بند کھولنے والے تو قاسم العلوم والخیرات ہوں اور حجۃ الاسلام ہوں اور حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی ان کو شریف انسان بھی نظر نہ آئیں تو اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے،

تلک اذا قسمۃ ضیزی.

حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب مرحوم مصنف دیو بندی مذہب پوچھتے ہیں کہ کیا مولوی قاسم نانوتوی کو بچوں کے پاجاموں کو کھولنے کی عادت اچھی تھی؟

اسی طرح نانوتوی کے ایک شاگرد کا واقعہ بھی ارواح ثلاثہ میں موجود ہے کہ نانوتوی کے شاگرد منصور علی خان ایک لڑکے پر عاشق ہو گئے دن رات اسی کے تصور میں گزرنے لگے اور تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ صفحہ 263

گنگوہی کے شرم وحیا کا عملی نمونہ:

اسی ارواح ثلاثہ میں گنگوہی اور نانوتوی کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت گنگوہی اور نانوتوی کے مرید شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات مجمع میں تشریف فرما تھے۔ حضرت گنگوہی نے نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے گنگوہی صاحب نے پھر فرمایا تو ادب سے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت گنگوہی بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسلی دیا کرتا ہے مولانا نانوتوی ہر چند فرماتے کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے! کہنے دو۔ صفحہ 305

مولوی سرفراز صفدر تفریح الخواطر میں اس واقعہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی اور نانوتوی تو اس وقت دونوں انتہائی معمر تھے تو وہ اس طرح کا کام کیسے کر سکتے ہیں۔ تو اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ بڑھاپے میں اس طرح کی حرکتیں وہی لوگ کرتے ہیں جو بچپن میں ان چیزوں کے عادی ہوں ورنہ ان کو اتنی شرم تو کرنی چاہیے تھی کہ طلباء اور مریدین کا اتنا بڑا مجمع ہے اور طلباء میں ہر ذہن کے لوگ ہوتے ہیں ہمارے بارے میں کیا تاثر قائم کریں گے لیکن جس طرح حدیث پاک میں آتا ہے:

اذا حدثت ان جبل زال عن مکانہ فصدق واذا حدثت ان رجلا زال عن خلقہ فلا تصدق. (مسند احمد) تنقیح الرواۃ میں ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

لہذا جب دونوں کو بچپن سے یہ عادت تھی تو اب بڑھاپے میں وہ عادت ان سے کیسے چھوٹ سکتی تھی۔

گنگوہی کا نانوتوی کے ساتھ خواب میں جماع:

رشید احمد گنگوہی نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا سو جس طرح زن و شوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔

(تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 289)

مولوی سرفراز نے یہ بھی کہا کہ مولانا احمد رضا خان نے ہماری طرف جھوٹ منسوب کیا اور ہم پر جھوٹے الزامات لگائے اور اپنی طرف سے عبارات کا ترجمہ کر کے علمائے حرمین کی خدمت میں عبارتیں پیش کیں اور ہماری تکفیر کروائی۔

ہم مولوی سرفراز کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر اس کو اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے کا شوق ہے اور وہ اپنے اکابر سے توہین رسالت کا الزام دور کرنا چاہتا ہے تو پاکستان کے کسی بھی شہر میں آ کر مناظرہ کرے تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کتنے شیر ہیں اور ہم بفضلہ تعالیٰ ثابت کر دیں گے کہ آپ دائرہ اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ اور عقائد حقہ اور آپ کے عقائد کے درمیان بعد المشرقین ہے۔

دیدہ باید ہمیں میداں وہمیں گوئے

اور اگر مولوی سرفراز اس میں اپنی ہتک سمجھتا ہے کہ میں کسی بریلوی کے ساتھ مناظرہ کروں جبکہ میرے مقابلے کا کوئی آدمی موجود ہی نہیں تو چلو اپنے کسی شاگرد یا بیٹے کو بھیج دے جس کی شکست سرفراز کی شکست ہو۔

ذیل میں مولوی سرفراز اور اس کے اکابر کے چند کذب اور افتراءات پیش کرتے ہیں مولوی سرفراز اپنی کتاب احسن الکلام میں لکھتے ہیں کہ قتادہ کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

بالخصوص جب قتادہ سے روایت کرنے والا شعبہ ہو اس وقت تو حدیث بالکل صحیح ہوگی۔ مگر اپنی دوسری کتاب 'دل کا سرور' (ایک حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے جس سے اہل سنت نے استدلال کیا تھا) میں ارشاد فرماتے ہیں "اس حدیث کی سند میں کئی راوی ایسے ہیں جو مدلس ہیں لہذا اس سے عقیدہ ثابت نہیں کیا جا سکتا"۔

اب قارئین کی عدالت میں ہم اس حدیث کی سند پیش کرتے ہیں جس کے بارے میں مولوی سرفراز نے کہا کہ اس کے کئی راوی مدلس ہیں حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن قتادہ عن نصر بن عاصم۔ اس سند کے بارے میں گکھڑوی صاحب فرماتے ہیں اس کے کئی راوی مدلس ہیں۔ حالانکہ اس میں صرف قتادہ ایسا راوی ہے جس پر تدلیس کا الزام ہے۔

مولوی سرفراز ایک کتاب میں کہتے ہیں کہ اس کی تدلیس مضر نہیں ہے اور امام حاکم سے بھی نقل کرتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ قتادہ سے روایت کرنے والا جب شعبہ ہو تو حدیث صحیح ہوتی ہے۔ لیکن ایک کتاب میں اس سند کو صحیح قرار دیا اور جب اہل سنت نے اس حدیث سے استدلال کیا تو اپنی تکذیب کرتے ہوئے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا۔ یہ تو گکھڑوی صاحب کا حال ہے اور ان کے جھوٹ بولنے کی یہ کیفیت ہے اور جس سے اس نے باقاعدہ جھوٹ بولنے کی تربیت حاصل کی ہے اس کا حال کیا ہوگا؟

نوٹ: مولوی حسین احمد مدنی مولوی سرفراز صفدر کا استاد ہے۔

شہاب ثاقب میں اس نے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ہدایۃ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء مطبوعہ صبح صادق سیتاپور حالانکہ ان دونوں کتابوں کا کوئی خارجی وجود نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے ابن ہمام کی کتاب تحریر مع التقریر کا حوالہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ حالانکہ تحریر میں لکھا ہوا ہے۔

يستحيل على الله تعالى لى ما ادرك فيه نقص و حين كان مستحيلا عليه ما ادرك فيه نقص ظهر القطع باستحالة اتصافه تعالى بالكذب ونحوه. (التحریر جلد 2 صفحہ 23)

اوراسی کتاب کی جلد 3 صفحہ 70 پر فرماتے ہیں:

لا يجوز عليه الكذب و عدم الخلف فى الوعيد من الواجبات والنسخ فيه يودى الى الكذب فلايجوز.

تو جب وہ صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے اور یہ مفتری تاثر دے رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب کے قائل ہیں۔

نوٹ: مولوی سرفراز صفدر کے تناقضات پر مستقل کتابیں لکھی جا چکی ہیں مثلاً ارشادالحق اثری کی کتاب ''مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں'' اور اسی سلسلے میں ان کی ایک اور کتاب ہے ''آئینہ جوان کو دکھایا تو برا مان گئے'' اسی طرح مولوی شیر محمد کی کتاب ''آئینہ تسکین الصدور'' ہم ذیل میں اس کے تناقض کی مزید ایک مثال پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

مولوی سرفراز صفدر اپنی کتاب ''مقام ابوحنیفہ'' میں لکھتے ہیں۔ کہ صوفیاء کی کتابیں جعلی اور موضوع حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن پھر اپنی کتاب عبارات اکابر میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب عوارف المعارف کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ساری مخلوق اس کے سامنے اس طرح نہ ہو جس طرح اونٹ کی مینگنی۔ اب دیکھئے ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ صوفیاء کی نقل کردہ حدیث حجت نہیں اور دوسری کتاب میں انہی کے حوالے دے

کر اسماعیل دہلوی کی عبارت کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے آپ اس کی ذہنی ناہمواری اور کلام کے وہم و تناقض ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور اگر مولوی سرفراز صاحب سے کوئی پوچھے کہ اگر صوفیاء کی نقل کردہ حدیث حجت نہیں تھی تو مولوی اسماعیل کو بچانے کے لئے ان کی نقل کردہ حدیث کیسے حجت ہوگئی۔ نیز اگر وہ عوارف المعارف کو مانتا ہے اور اس میں منقول احادیث کو صحیح سمجھتا ہے۔ تو اس میں تو یہ حدیث بھی موجود ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے سامنے کچھ اشعار پڑھے گئے اور آپ کو وجد ہوگیا اور آپ کی چادر مبارک آپ کے کاندھوں سے گر گئی۔ تو کیا مولوی سرفراز کے نزدیک یہ روایت قابل تسلیم ہے۔ حالانکہ محدثین اسے موضوع قرار دے چکے ہیں۔ اور غالباً مولوی سرفراز کا بھی یہی نظریہ ہوگا۔ تو مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اپنی ایک کتاب میں لکھی گئی عبارت کو یاد بھی رکھا کریں۔ آپ کی عادت ہے کہ کسی کتاب میں کچھ کہہ دیا کسی میں کچھ کہہ دیا۔ چونکہ حضرت کے اپنے کلام میں تناقض و تعارض کی بھرمار ہے۔ لیکن پھر بھی الزام اعلیٰ حضرت پر رکھتے ہیں کہ وہ متضاد باتیں کرتے تھے۔ حالانکہ مولوی سرفراز اندر سے مانتا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت کے کلام میں کوئی تناقض نہیں۔ اور حضرت کی اپنی حالت یہ ہے کہ رشید احمد گنگوہی کو زندیق بھی قرار دیتا ہے اور اس کو قطب الاشاد بھی مانتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ازالۃ الریب میں مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اطلاع علی الغیب کا منکر ملحد اور زندیق ہے۔ اور رشید احمد گنگوہی تالیفات رشیدیہ میں لکھتے ہیں ''اس بات میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں'' اور ظاہر بات ہے کہ مولوی سرفراز صاحب کے اس فتویٰ کی زد میں گنگوہی صاحب بھی آتے ہیں۔ لیکن مولوی سرفراز صاحب بجائے اس کے کہ اعلیٰ حضرت کا شکریہ ادا کرتا کہ جو فتویٰ میرا تھا وہی فتویٰ انہوں نے بھی لگایا

ہے وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا بازی کرتا ہے۔

نوٹ: بعض ایسے حضرات موجود ہیں جو سنی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عقل و فہم اور دینی حمیت اور سرکار علیہ السلام کی محبت سے یکسر محروم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اعلیٰ حضرت کا فتویٰ نہ مانیں تو کیا حرج ہے وہ مولوی ہی تو تھے۔ تو ایک مولوی کی بات نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سو ہم گزارش کرتے ہیں کہ بجا فرمایا کہ مولوی ہی تو تھے لیکن نبی پاک علیہ السلام کی عظمت منوانا چاہتے ہیں کوئی اپنی عظمت تو نہیں منوانا چاہتے۔ پھر یہ جو قرآن مجید کی آیات بینات ہیں:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون.

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یحادد اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذلک الا خزی العظیم.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا و اسمعوا و للکفرین عذاب الیم.

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی شان میں ایسا کلمہ بولنا

جو گستاخی کا وہم بھی پیدا کرے اس سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

مقام غور ہے کہ جب نبی پاک علیہ السلام کی شان میں لفظ راعنا بولنا جائز نہیں تو پھر آپ علیہ السلام کو چمار سے ذلیل کہنا اور معاذ اللہ چوہڑا چمار کہنا اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ اور ایسے کلمات بولنے والے اور ان کلمات کو درست سمجھنے والے کیونکر مومن ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ارشاد باری ہے۔

ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الا ذلین.

اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ جو ہیں سب سے بڑے ذلیل ہیں۔ اگر وہ مومن ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو سب سے بڑا ذلیل نہ فرماتا۔ تو ان آیات کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں لگایا بلکہ قرآن مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ بلکہ مخالفین کے پیشوا ابن تیمیہ نے اپنی ضخیم کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں اپنی آیات بینات سے گستاخ رسول ﷺ کو واجب القتل اور کافر قرار دیا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند ارشاد فرماتے ہیں کہ دیوبندی اکابر جن پر بریلوی کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، ان کے کفر میں توقف کرنے والے بے شمار ہیں۔ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح تو مرزائیوں کے بارے میں کافی علماء و مشائخ کے تحریری فتوے نہیں ہیں۔ تو پھر کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ان علماء و مشائخ کے نزدیک نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر نہیں ہے۔ لہذا تحریری تکفیر ضروری نہیں ہوتی۔ زبانی شرعی حکم لگا دینا بھی کافی ہے۔ ورنہ مولوی سرفراز صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی کے بارے میں کہ تمام علماء و مشائخ کے تکفیری فتوے آپ کے پاس موجود ہیں۔ پھر اگر یہی استدلال مرزائی پیش کر

دیں تو جو جواب آپ قادیانیوں کو دیں گے۔ وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیا جائے۔

مولوی سرفراز صاحب نے ایک اور کتاب ارشاد الشیعہ میں اپنے ایک دیوبندی عالم غلام اکبر بلوچ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ بہت سارے دیوبندی علماء نے شیعہ کی تکفیر نہیں کی؟ اس کے جواب میں سرفراز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''چونکہ شیعوں کی کتب کا مطالعہ کرنے کی عام سنی علماء کو نہ ضرورت تھی نہ اتنی فرصت تھی نہ کوئی ان کا کوئی مسئلہ ان کتب پر موقوف تھا لہذا ان لوگوں کو نہ ان کی کتابیں دیکھنے کی ضرورت، لہذا انہوں نے اگر تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں''۔

یہی جواب ہم سرفراز صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ بعض سنی علماء سے اگر تحریری تکفیر منقول نہیں ہوئی اس کی وجہ بھی یہی ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو نہ دیوبندیوں کے اردو رسائل دیکھنے کی ضرورت تھی نہ فرصت تھی نہ ان کا کوئی مسئلہ ان رسائل پر موقوف تھا۔ لہذا اگر انہوں نے تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ جو بات اپنی کتاب میں لکھا کریں۔ کم از کم اس کو یاد بھی رکھا کریں۔ تاکہ خدام کو یاد دلانے کی ضرورت نہ پیش آئے۔

اسی ضمن میں ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دیوبندی مولوی عبدالرشید ارشد نے کتاب لکھی ہے ''بیس بڑے مسلمان'' اس میں انور شاہ کشمیری کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ جب بہاولپور کی عدالت میں قادیانی وکیل اور انور شاہ کشمیری کا مباحثہ ہوا تو قادیانی نے کہا فلاں بزرگ مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہتے تو انور شاہ کشمیری نے کہا ''نہ کہتے ہوں گے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن جب قادیانی وکیل نے اس بات پر زور دیا تو انور شاہ کشمیری۔ نے کہا کہ اللہ کی جہنم بڑی وسیع ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کو داخل

کرے گا وہاں اس کافر نہ کہنے والے کو بھی داخل کر دے گا''۔ تو انور شاہ کشمیری نے جو مرزا قادیانی کے وکیل کو جو جواب دیا۔ ہم یہی جواب اکابر دیوبند کے وکیل سرفراز گکھڑوی کو دیتے ہیں۔

سرفراز صاحب کے نقشبندی مجددی ہونے کی حیثیت:

مولوی سرفراز صاحب صفدر اپنے آپ کو نقشبندی مجددی کہلواتے ہیں حالانکہ ان کو حضرت مجدد الف ثانی کے عقائد سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ بلکہ ان کے عقائد کو کفریہ کہتے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب تنقید متین میں لکھتے ہیں کہ جب نبی پاک علیہ السلام کا سایہ نہیں تھا تو پھر آپ بشر بھی نہیں تھے۔ یعنی حضرت کہنا یہ چاہتے ہیں کہ جب بریلوی نبی پاک علیہ السلام کا سایہ نہیں مانتے تو بشریت کے بھی منکر ہیں۔ اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جو نبی پاک علیہ السلام کو بشر نہ مانے وہ کافر ہے۔ اب ہم حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ کی عبارت پیش کرتے ہیں کہ کیا وہ نبی پاک علیہ السلام کا سایہ مانتے تھے یا نہیں۔ وہ فرماتے ہیں

''نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص لطیف تر است، وچوں لطیف تر از وے در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد''۔ (مکتوبات جلد دوم صفحہ 515)

اب اس عبارت میں صاف طور پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک علیہ السلام کے سایہ کی نفی کی ہے۔ اب مولوی سرفراز صاحب کے فتویٰ کے مطابق ان کا کیا حکم ہوگا۔

اسی طرح مولوی سرفراز صاحب اپنی کتب اتمام البرہان وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام یا اولیاء کو مددگار سمجھنا یا مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔ چنانچہ گلدستہ توحید، تسکین الصدور اور تنقید متین میں حضرت نے اس بات کی تصریح کی ہے۔

اب ہم حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ پیش کرتے ہیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں اور یہ مجددی ہونے کے جھوٹے دعویداران کے برعکس کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں:

ہرگاہ جنیاں بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است۔ (مکتوبات جلد دوم صفحہ 164)

ترجمہ: جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت دینے سے یہ طاقت تھی کہ مختلف شکلوں میں تبدیل ہو کر خرق عادات کام بجا لائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کاملین کی روحوں کو یہ قدرت عطا فرما دے اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

اب دیکھئے مولوی سرفراز صاحب کا عقیدہ کیا ہے اور حضرت مجدد صاحب کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب راہ ہدایت اور اتمام البرہان میں لکھا ہے کہ معجزہ و کرامت میں نبی ولی کا کوئی دخل نہیں یہ صرف اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ اور اتمام البرہان میں مولوی سرفراز صاحب نے معجزہ و کرامت میں نبی ولی کے دخل کو ماننے والوں کو جاہل قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ جب جنوں کو اتنی طاقت حاصل ہو سکتی ہے جو ایسے کام کر سکیں جس پر عام مخلوق قادر نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو یہ طاقت بدرجہ اولیٰ حاصل ہو سکتی ہے۔ اس طرح گویا مولوی سرفراز صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو جاہل قرار دے دیا۔

مولوی سرفراز کی ایک اور خیانت:

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی ایک اور کتاب ارشاد الشیعہ میں اہل سنت کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے عجیب بددیانتی سے کام لیا ہے۔ اہلسنت کا اعتراض یہ تھا کہ مولوی

رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی صحابہ کرام کو کافر بھی کہے تو وہ اپنے اس کبیرہ کی وجہ سے سنت جماعت سے خارج نہیں ہوگا۔ مولوی سرفراز صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کتابت کی غلطی سے عبارت میں لفظ نہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ سینکڑوں بار طبع ہوا ہے تو اگر کتابت کی غلطی ہوتی تو پہلی دو تین طباعتوں میں ہوتی۔ یا پھر مولوی سرفراز صاحب فتاویٰ رشیدیہ کا وہ نسخہ پیش کریں اور اس کے صفحہ کا حوالہ دیں جس میں یہ عبارت ہو کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت جماعت سے خارج ہو جائے گا۔ لیکن ہمیں پتہ ہے کہ مولوی سرفراز کے اندر ہمت ہی نہیں ہے کہ وہ فتاویٰ رشیدیہ کے کسی ایسے نسخے کا حوالہ پیش کرے۔ لفظ ''نہ'' کا مولوی سرفراز صاحب نے مدرج ہونے کا جو قرینہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ گنگوہی کی پوری عبارت اس طرح ہے کہ ''صحابہ کرام کو کافر والا ملعون ہے۔ اور اس کو امام بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کی وجہ سے...... تو مولوی سرفراز کہنا یہ چاہتا ہے کہ لفظ ملعون اور یہ الفاظ کہ اس کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور یہ الفاظ کہ اس کبیرہ کے سبب یہ تمام قرائن اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اصل عبارت اس طرح تھی کہ وہ سنت جماعت سے خارج ہوگا۔ لیکن یہ مولوی سرفراز صاحب کی دھوکہ دہی ہے۔ کیونکہ کبیرہ کے ارتکاب سے بندہ سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا۔ ورنہ مولوی سرفراز صاحب بتائیں کہ جو شرابی، زانی، اور چور یا جو نماز، روزہ، حج کے تارک ہیں کیا وہ سنت جماعت سے خارج ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور احادیث میں شرابی پر اور چور پر لعنت کی گئی ہے۔ تو کیا جن پر لعنت کی گئی ہے وہ سنت جماعت سے خارج ہیں۔

اس عبارت پر ہمارا اعتراض پھر بھی قائم ہے کیونکہ ہمارا اعتراض یہ تھا کہ گنگوہی کے

نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے۔ اگر عبارت اس طرح بھی ہو کہ وہ اہل سنت جماعت سے خارج ہوگا تو پھر بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ معتزلی، خارجی وغیرہ اہل سنت جماعت نہیں ہیں۔ لیکن علماء اہل سنت ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ جیسا کہ شرح عقائد، فتح القدیر شامی میں اس کی تصریح ہے۔ لہذا مان بھی لیا جائے کہ وہ سنیت سے خارج ہو جائیگا۔ لیکن یہ اشکال پھر بھی بحال رہا کہ گنگوہی کے نزدیک صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والا مسلمان ہے۔ حالانکہ یہی گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتا ہے اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے والے خود کافر ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اسماعیل دہلوی کا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ہوا۔ کیونکہ جب اس نے یہ کہا کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی بھی تکفیر کرنے والا مسلمان ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کو بھی کوئی کافر کہہ دے تو گنگوہی کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ حالانکہ قرآن کہہ رہا ہے۔ ''اذیقول لصاحبہ'' کثیر علماء نے اس آیت سے یہی ثابت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنا نص قطعی کی تکذیب کی وجہ سے کفر ہے اور اسماعیل دہلوی بے چارے کا تو ایمان بھی ثابت نہیں ہے۔ اور کوئی دیوبندی وہابی اپنے اندر یہ ہمت نہیں رکھتا کہ وہ اسماعیل دہلوی کا ایمان ثابت کر سکے۔ اور تمام دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے کیونکہ جب گنگوہی کا فتویٰ موجود ہے اور گنگوہی کا اپنے بارے میں اعلان ہے کہ ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر''۔ تو ثابت ہوا کہ دیوبندی گنگوہی کے فتاویٰ جات ماننے کے پابند ہیں۔ اگر نہیں مانیں گے تو ہدایت ونجات سے محروم ہو جائیں گے

بطور تتمہ وہابیوں کی ایک اور گستاخانہ عبارت ملاحظہ ہو:

اسماعیل دہلوی کی بارگاہ رسالت میں ایک اور دیدہ دہنی مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سید احمد بریلوی کو غسل دیا۔ اور اس کے جسم کو اچھی طرح مَلا حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے اس کو کپڑے پہنائے۔ اب اندازہ لگایئے کہ اس طرح کی گستاخی مرزا قادیانی نے بھی کی۔ اب ان میں اور قادیانیوں میں کیا فرق رہ گیا۔

بعض منصف مزاج وہابیوں کا اعتراف:

بعض دیوبندی تسلیم کرتے ہیں کہ علماء دیوبند کی کتابوں میں مشرکانہ مواد موجود ہے۔ دیوبندیوں کی حمایتی شاخ کے ایک عالم سجاد بخاری اپنی کتاب اقامۃ البرہان جو اس نے عبدالشکور ترمذی کی کتاب ہدایۃ الحیران کے جواب میں لکھی اس کتاب کے حرف آغاز میں سجاد بخاری لکھتا ہے کہ ترمذی صاحب اور اس کے حضرت والاظفر احمد عثمانی صاحب اگر اپنی اصلاحی کوششوں میں مخلص ہیں تو پہلے ان کو حضرت تھانوی کی کتابوں سے ایسا مواد دور کرنا چاہیے جس میں اہل بدعت کے نظریات کی تائید ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے مشرکانہ عقائد کو پھیلانے کیلئے وہ واقعات تھانوی صاحب کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔ پھر اس نے تھانوی صاحب کی دو کتابوں کے حوالہ جات دیئے ہیں۔

ضامن علی جلال آبادی اور امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے ایک مرید کو غرق ہونے سے بچایا اور بیڑے کو دریا کے کنارے لگایا۔ اسی طرح کا اس نے ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ امداد اللہ مہاجر مکی نے ایک مرید کو غرق ہونے سے بچایا اور جب بیڑے کو اٹھایا تو ان کی کمر چھل گئی۔

اب مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ آپ کے پیر بھائی سجاد بخاری صاف طور پر اقرار کر رہے ہیں۔ کہ تھانوی کی کتابوں میں ایسا مواد موجود ہے جس سے مشرکانہ عقائد کا اثبات ہوتا ہے۔ اب آپ کے نزدیک اس بارے میں جو شرعی حکم ہے وہ تھانوی صاحب پر کیوں نہیں لگاتے۔ کیا طرفداری ہے کیا رعایت ہے۔ آپ قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتو االکتاب لتبیننه للناس و لا تکتمونه.

نوٹ: تقریباً آج سے پانچ سال پہلے ہم نے مولوی سرفراز صاحب کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا کہ آپ نے اپنی کتاب گلدستہ توحید میں جو یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اس درخت کو کٹوا دیا تھا جس کے نیچے نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ آپ کے اس دعویٰ کے بارے میں ہم نے آپ کو ایک خط لکھا تھا جس کا ہمیں جواب درکار ہے۔ چونکہ اس خط کا جواب ہمیں وصول نہیں ہوا لہذا وہ خط اب ہم قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی خدمت میں بھیجا جانے والا خط:

بخدمت محترم مولانا سرفراز خان صاحب صفدر

آپ نے اپنی کتاب گلدستہ توحید میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خدشہ کے پیش نظر کہ لوگ بیعت رضوان والے درخت کی تعظیم نہ کریں۔ اس درخت کو کٹوا دیا تھا۔ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جو روایت آپ نے پیش کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کٹوا دیا تھا یہ طبقات ابن سعد کی روایت ہے اور منقطع ہے۔ اور بخاری و مسلم کی صحیح حدیث پاک موجود ہے کہ وہ درخت چھپ گیا تھا۔ جب بخاری و مسلم کی روایات

سے ثابت ہے کہ وہ درخت چھپ گیا تھا تو صحیحین کی ان روایات کے مقابلے میں طبقات ابن سعد کی کیا حیثیت ہے؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش یہ حکم ہوتا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالو اسی وقت یہ آیت اُتری۔

واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی.

اب سوال یہ ہے کہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر خانہ کعبہ تعمیر کریں اس جگہ کے بارے میں تو حضرت عمر خواہش کریں کہ یہاں نماز پڑھنے کا حکم ہونا چاہیے جس درخت کے نیچے حضور علیہ السلام بیعت لیں جو ابراہیم علیہ السلام کے بھی آقا ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو کیسے کٹوا سکتے ہیں۔

نیز بخاری شریف میں ہی حدیث پاک ہے: حضرت عمر ؓ جب مدینہ شریف میں چلتے تھے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلک و رزقنی موتاً فی بلد رسولک.

جو ہستی نبی پاک علیہ السلام کے شہر میں فوت ہونے کی خواہش کرے تو وہ اس درخت کو کیسے کٹوا سکتے ہیں جہاں نبی پاک علیہ السلام نے بیعت لی ہو۔

اسی طرح بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جب وصال شریف قریب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ ان کو عرض کرو کہ میں بھی وہی دفن ہونا چاہتا ہوں جہاں نبی پاک ﷺ اور حضرت صدیق اکبر دفن ہیں۔ اگر حضرت عمر کا نظریہ یہ ہوتا کہ کسی مقدس ہستی کے کسی جگہ پر جلوہ گر ہونے سے اس جگہ میں برکت نہیں آتی اور اس جگہ پر نہیں جانا چاہیے تو آپ یہ خواہش کیوں فرماتے؟

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ نبی پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صفاو مروہ کی پہاڑیوں کی سعی جو واجب کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوڑی ہیں۔ اب اندازہ لگایئے کہ جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے قدم لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان جگہوں کے بارے میں فرمائے:

ان الصفا و المروۃ من شعا ئر اللّٰہ.

اور ارشاد فرمائے:

و من یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب.

تو جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے آقا جلوہ گر ہوئے ہوں تو اس جگہ کی تعظیم کرنا کیونکر ناجائز ہوگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی تعظیم سے کیونکر منع کر سکتے ہیں۔

نسائی شریف میں حدیث پاک ہے جب نبی پاک علیہ السلام معراج شریف پر گئے تو ایک جگہ پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہاں نماز پڑھیے۔ اس جگہ کا نام بیت اللحم ہے اور یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ جس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے مقدس بندے جلوہ گری فرمائیں اس جگہ میں برکت آجاتی ہے۔

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضرت عتبان بن مالک نے عرض کی یارسول اللہ میں مسجد میں نماز پڑھنے سے قاصر ہوں آپ میرے گھر میں تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں میں اسی جگہ کو اپنی نماز کے لئے منتخب کرلوں گا۔ چنانچہ نبی پاک علیہ السلام تشریف لے گئے اور وہاں نماز ادا فرمائی۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے مقدس بندے جلوہ افروز ہوں تو ان جگہوں کا مقام و مرتبہ و شان دوسری جگہوں سے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد.

کہ مجھے اس شہر کی اس وقت قسم جب تم اس شہر میں موجود ہو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تکن ارض اللّٰہ و اسعۃ فتھاجروا فیھا.

یہاں اللہ رب العزت پوری مدینہ کی زمین کو اپنی زمین فرمادیا ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر نبی پاک علیہ السلام رونق فروز ہوں اس کا رتبہ اور شان تمام کائنات سے زیادہ ہے۔

نیز گزارش یہ ہے۔ آپ احسن الکلام میں فرماتے ہیں کہ جو آدمی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے یا قراءت کرے اس کے منہ میں مٹی ڈالی جائے۔ اور مستدرک میں حضرت عمر سے منقول ہے کہ وہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اگر چہ امام بلند آواز سے قراءت کیوں نہ کررہا ہو۔ حاکم اور ذہبی نے اس اثر کو صحیح کہا ہے۔

اب حضرت سے سوال یہ ہے کہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو قبول نہیں کرتے لیکن اہلسنت کا رد کرنے کے لئے حضرت عمرؓ سے مروی صحیح وسند اقوال جن کی سند ثابت بھی ہے اور نقل بھی ہے، کو چھوڑ کر ایک منقطع اثر سے استدلال کرتے ہیں۔ آخر اس دھاندلی کا کیا جواز ہے۔ ویسے تو آپ طبقات کے بڑے قائل ہیں۔ آپ کہتے رہتے ہیں کہ فلاں حدیث طبقہ اُولی کی ہے اور فلاں طبقہ ثانیہ کی ہے۔ اور فلاں ثالثہ کی ہے۔ اور فلاں حدیث طبقہ رابعہ کی ہے۔ لیکن کبھی آپ نے غور فرمایا کہ طبقات ابن سعد کونسے طبقے کی کتاب ہے۔

اسی طرح مزید ایک گزارش یہ ہے کہ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ حج تمتع سے منع کرتے تھے حالانکہ ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہ کرام حج تمتع کے جواز بلکہ استحباب کے قائل ہیں۔اور ظاہر بات ہے آپ بھی قائل ہوں گے۔تو آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہاں قبول کیوں نہیں ہے۔

اسی طرح بخاری شریف میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنبی کے لئے تیمم کے جواز کے قائل نہیں تھے۔لیکن آپ بھی اور دیگر مدعیان اسلام بھی اس کے جواز کے قائل ہیں تو حضرت عمرؓ کی آپ یہاں بات کیوں نہیں مانتے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذی برکنا حولہ.

ترجمہ: ہم نے مسجد اقصیٰ کے اردگرد برکتیں پیدا کی ہیں۔

مفسرین کرام نے فرمایا یہاں برکات سے مراد انبیاء کرام علیہ السلام کے مزارات ہیں جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات بابرکت مقامات ہیں اور ان کا متبرک ہونا منصوص ہے۔جس جگہ پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام سے بیعت لیں اس کے متبرک ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔بلکہ وہ تو بطریق اولیٰ متبرک ہوگا۔ لہذا آپ کو چاہیے کہ آئندہ اس طرح کے استدلالات نہ کریں اور توبہ کر کے سُنّی ہو جائیں۔ابھی موقع ہے۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل قیامت کو نہ مانیں گے اگر مان گیا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جن کا اتباع سنت مشہور ہے حتی کہ احادیث میں

آیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ایک جگہ سے گزرے اور تھوڑا سا مڑ گئے پوچھا گیا حضرت آپ کیوں مُڑے ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا سرکار علیہ السلام یہاں سے گزرتے تھے اور آپ مڑ گئے تھے۔ (الترغیب والترہیب، ابوداؤد شریف، دارمی۔کنز العمال)

اسی طرح ان سے یہ بھی منقول ہے ایک بار بٹن کھول کر نماز پڑھ رہے تھے۔پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ سرکار علیہ السلام کو میں نے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔
(الترغیب والترہیب، ابوداؤد شریف، دارمی، کنز العمال)

اسی طرح ایک اور روایت میں بھی منقول ہے ایک دکان کے گرد آپ اپنی سواری کو پھرارہے تھے۔جب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی پاک علیہ السلام کو یہاں سواری پھراتے دیکھا ہے۔ (الترغیب والترہیب، کنز العمال)

اسی طرح ان سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک جگہ پر تشریف لاتے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرماتے جب پوچھا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ میں نے سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کو یہاں قیلولہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ (الترغیب والترہیب، ابوداؤد شریف)

مولوی سرفراز صاحب نے اپنی کتاب احسن الکلام میں ان کے ایک اثر کو بطور حجت پیش کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جب امام کے پیچھے کوئی قراءت کرے تو امام کی قراءت کافی ہے۔جب اکیلا نماز پڑھے تو خود قراءت کرے۔

انہی حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ جب مکے اور مدینہ کے درمیان ان مقامات پر مساجد بنائی گئیں جہاں نبی پاک علیہ السلام نے نمازیں ادا فرمائی تھیں تو وہ مساجد سرکار علیہ السلام کی نماز پڑھنے والے مقامات سے کچھ ہٹ کر بن گئیں تھیں تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ان مساجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔بلکہ ان مقامات پر پڑھتے تھے جہاں نبی

پاک علیہ السلام نے پڑھیں تھیں۔ اب مولوی سرفراز صاحب سے استفسار یہ ہے کہ آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کا یہ قول تو غیر مقلدین کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرو۔ (کتاب القرأۃ للبیہقی ونصب الرایہ)

تو یہاں بھی آپ کو کرم کرنا چاہیے اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے اقوال وافعال جو ہم پیش کر رہے ہیں انہیں بھی درخور اعتناء سمجھنا چاہیے۔ اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط والسلام

نصیرالدین سیالوی

حصل المراغ من تسوید ھذہ لاوراق ۲۱ اغسطس ۲۰۰۵